UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222728

UNIVERSAL
LIBRARY

Osmania University Library

Call No ۸۹۱٫۴۳۱۰۱ Accession No ۱۷۰۷

Author نظیر اکبرآبادی

Title کلیات نظیر اکبرآبادی

This book should be returned on or before the date last marked below.

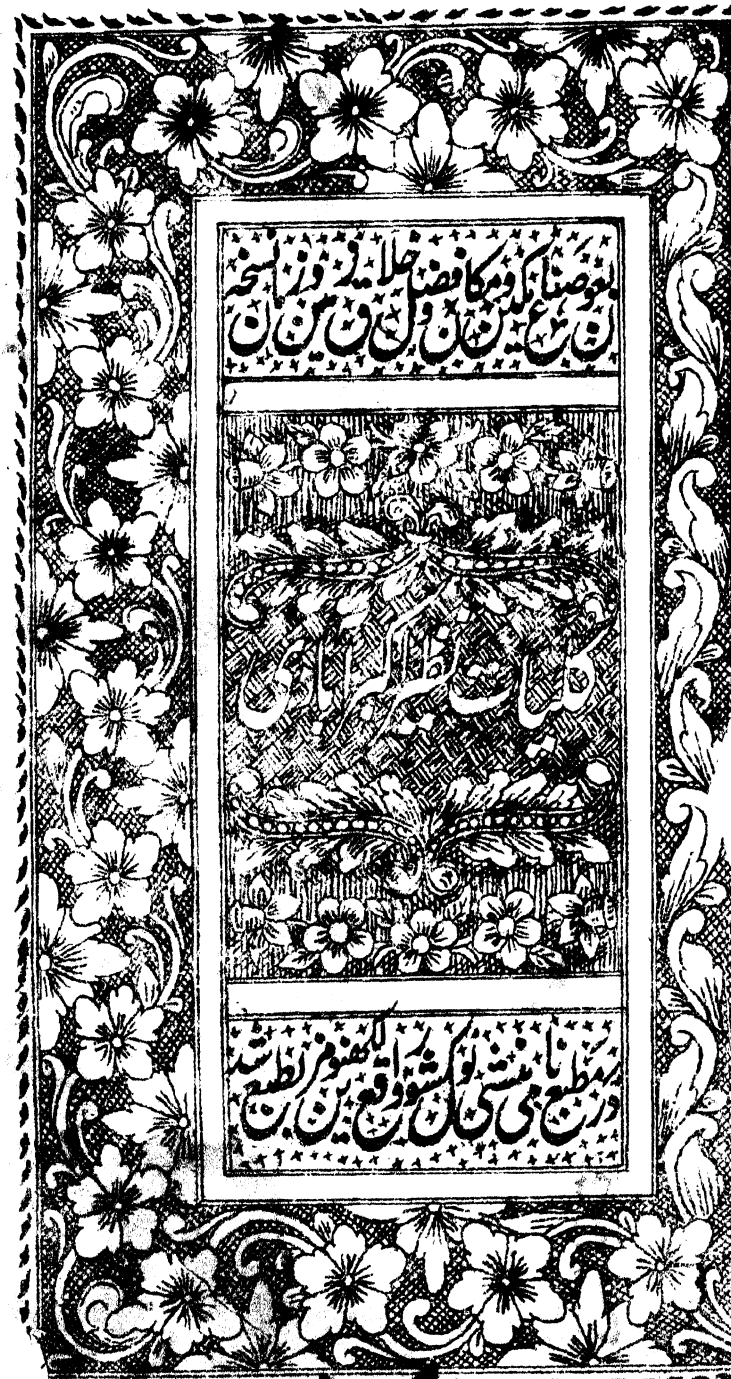
بعونہٖ تعالیٰ و بمکانِ فضل خلائق در زمانِ سنہ

کلیات نظیر اکبرآبادی

در مطبع نامنشی نولکشور واقع لکھنؤ مرتب شد

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ ۱۹۰۰ء

التماس

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کلیات و دواوین اردو و کلیات و دواوین فارسی وغیرہ کہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کا خانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہووے

LIBRARY HYDERABAD

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات و دواوین		زبان ریختہ۔	۹ پائی
انتخاب کلیات ظفر۔	۸ر	قطعۂ منتخب۔	۳ر
کلیات مومن۔	۱۳ر	کلیات صنعت۔	۱۲ر
دیوان ناسخ۔	عہ	دیوان شاہ تراب۔ عارفانہ کلام	
کلیات آتش۔	۱۲ر	الاجواب۔	۱۵ر
کلیات نعتیہ مجید۔	عہ	زندگانی بے نظیر یعنی سوانح عمری	
کلیات امیر اللہ تسلیم۔	عہ	میان نظیر۔	عہ ۱۲ر
کلیات میر تقی۔ میر۔	عہ	دیوان وقار۔	۱۰ر
کلیات سودا۔	عہ	بہارستان اشعار۔	۴ر
کلیات انشاء اللہ خان	عہ	کلیات نظیر اکبرآبادی کلان از	
شاہد عشرت۔	۹ پائی	عبدالغفور شہباز۔	۳ر
سخن شعرا۔	عہ ۲ر	کلیات صفدر۔	عہ ۴ر

LIBRARY ★ HYDERABAD

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست کلیات نظیر

نام	اول مصرعہ	صفحہ
قصیدہ در مدح حضرت	پہلے تو حمد خالقِ ارض و سما لکھوں	۲
غزل	سحر اس جھمک سے آیا نظر اک نگار رعنا	۱۵
غزل	یوں نہ ہنس ہنس کے تم اغیار سے گل دستوں سے	〃
〃	ہمدم چھپا وے واں کوئی کیا دل کی چاہ کو	۱۶
〃	کہا جو ہنسنے ہمیں در سے کیوں اٹھا تے ہو	〃
〃	دوستو کیا کیا دوا میں نشاط و عیش ہے	۱۷
〃	خوشی دو چند تمھیں سیر ماہتاب میں ہے	〃
〃	شور افگنِ جنوں ہے جس جا نگاہ کرنا	〃
〃	نکلے ہو کس بہار سے تم زر دپوش ہو	۱۸
〃	ملکر صنم سے اپنے ہنگام دل کشائی	〃
〃	جوش و نشاط و عیش ہے ہر جا بسنت کا	۱۹
〃	کر گئی ہے اسکی مژگاں کی جھپک بے کل ہمیں	〃
〃	ہو کیوں نہ ترے کام میں حیران تماشا	۲۰

نام	اول مصرعہ	صفحہ
غزل	تھے آگے بہت جیسے خوش دل ویسا ہمیں سے	۲۰
〃	نہ سرخی غنچہ گل میں ترے دہن کی سی	۲۱
〃	نہیں ہوا میں یہ بو نافہ ختن کی سی	〃
〃	وہ رشک چمن کل جو سیر چمن تھا	۲۲
〃	دیکھکر کرتی گلے میں سبزہ و مانی آپکی	〃
〃	دیکھ عقد ثریا ہمیں انگور کی سو جھبی	۲۳
〃	وہ مجھکو دیکھ کچھ اس ڈھب سے شرمسار ہوا	〃
〃	کب مثل شیشہ اُنکا کسی سے بر آئے دل	۲۴
〃	ہنسے روئے پھرے سو اہو جا کے بندے پھولے	〃
〃	دُرج غم میں چشم نے گوہر اُگل کر بھر دیے	۲۵
〃	کہتے ہیں یاں کہ مجھسا کوئی مہ جبیں نہیں	〃
〃	رخ پری چشم پری زلف پری ہے	۲۶
〃	زاہد در و مذہ رضوان سے کہو شوق اللہ	۲۷

نام	اول مصرعہ	صفحہ	نام	اول مصرعہ	صفحہ
غزل	ای شوخ ہر گھڑی نہ ہوس آشنا کو چھیڑ	۲۷	مسدس	کیا علم افسوں سیکھ لیا جو بن لکھے کو بانچ پہنا	۵۶
واسوخت	دوستان شیخ پریشانی من گوش کنید	″	″	جتنے ہین اس جہان مین سبز کے عشق والے	۵۸
″	ای گل تازہ کہ بوے زوفانیست ترا	۳۰	″	کیون عبث بیٹھا ہے تو اے کانمیں غفلت کا تیل	۶۰
غزل	در صنعت واسع لشفتین آیا نہین جمع کر اوا نہین	۳۴	خمسہ	جب پھولے سرسون کی ہوا آکے گھستا	۶۲
خمسہ	جس دن سے اوا مجھکو اُس گل کی لگی بیماری	″	مربع	تنہا نہ اُسے اپنے دل تنگ مین پہچان	۶۳
″	دکھلا کے جھمک جس کو تُو اک چاہ لگا دیجے	۳۶	چاندنی	صحن چمن مین واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی	۶۶
ہولی	تنونکے زر و پیراہن مین عطر چنیا جب مہکا	۳۸	برسات	رات لگی تھی واہ وا کیا ہی بہار کی جھڑی	۶۸
″	آہ جھکے عیش و طرب کیا کیا جب حسن دکھایا ہولی نے	″	عالم بہار	شب کہ چمن مین واہ وا کیا ہی بہار تھی مچی	۷۰
″	ہر دید فقط منظور حسین ہو کر جب نکلی نکلے	۳۹	معجزہ حضرت عباس	جب جب ہین خاندان مصطفے کے دوستدار	۷۲
″	ہو دام بچھا اُسکی زلفون کے ہر اک بل مین	۴۰	سبقت علی	کر دن کیا وصف مین اُسکا الماس	۷۸
خمسہ ہولی	ہوا جو آکے نشان آشکار ہولی کا	۴۱	فنا و بقا	دنیا مین نہ کوئی خاص نہ کوئی عام رہیگا	۸۱
خمسہ	چلا جب گھر سے اک دلبر لونکو حسن سے چھینے	۴۲	خمسہ	گر شاہ سریر رکھکر افسر ہوا تو پھر کیا	۸۵
″	ملنے کا ترے رکھتے ہیں ہم دھیان ادھر دیکھ	۴۴	خمسہ	ہووے جو کوئی اللہ بت خود کام سے واقف	۹۰
مسدس	ملاقی ہے جب اپنا یہ شروعات اندھیری	۴۵	″	رہے ہے ابتو پاس اُس شوخ کا شام و سحر تی	۹۱
خمسہ	جو نوجوان ہین اُنکے دلمین گمان کیا ہے	۴۷	خمسہ غفلت زبان	ہمیشہ چاہت کی دُھن ہے جسکو دل اُسکا ہے پریشان	۹۲
مسدس	کیا تاب ہے جو گل رُخ نظرین چھپا سکے	۴۹	قصہ ہنس	دنیا کی جو اُلفت کا ہوا مجھکو سہارا	۹۵
″	ہیں مرد اب وہی کہ جنھون کا ہون ہمت	۵۲	برسات	ہین اس ہوا مین کیا کیا برسات کی بہارین	۹۸
″	مکر کی دولت ہو تو اُسکو بھی تباہی ہو جیسے	۵۵	خمسہ	تھا ہجر مین جیسا دل ویران تہ و بالا	۱۰۹

نام	اول مصرعہ	صفحہ	نام	اول مصرعہ	صفحہ
خمسہ	چہرہ ہے ترا نور کی تنویر کا نقشا	۱۱۱	خمسہ	دل دیتا ہوں یارب مجھے الزام نہ ہووے	۱۵۵
″	قائم ہے جسم گو کہ نہیں کس خصیت است	۱۱۳	جنگ بلبلان	گل بلبلین جو نوش قابو مین اپنے آئیں	۱۵۶
جوانی	کیا عیش کے رکھتی ہے سب آہنگ جوانی	۱۱۶	دوالی	ہر اک مکانمین جلا پھر دیا دوالی کا	۱۵۹
مسدس	عاشق جہانمین دولت واقبال کیا کرے	۱۱۹	ذکر رغان	وقت تحریر دومین کیا کیا ہوتا ہے	۱۶۰
خمسہ	سنو کیونکر جہان یارو زبردر زیر آتا ہے	۱۲۱	بیان عید	ہے عید کا ہر دن کو طاعت و تجرید کی خوشی	۱۶۱
″	ہے دھوم آج مرسئہ وخانقاہ مین	۱۲۳	گگڑی	پہونچے نہ اسکو ہرگز کابل رہے کی گگڑی	۱۶۳
″	یون لب سے اپنے نکلے ہے اب بار آہ	۱۲۴	مسدس	جب ہنے وان سے اے زیبہ محفل	۱۶۵
″	پہلے اس ختم رسالت سے کہو عشق اللہ	۱۲۵	آٹلواں	آٹے کے واسطے ہے ہوس مال کی	۱۶۶
بڑھاپا	کیا قہر ہے یارو جسے آجاے بڑھاپا	۱۲۷	تیراکی	جب تیرنے کی رت میں دلدار تیرتے ہین	۱۶۸
مسدس	نقشہ ہے عیان سو طرب رقص کی کا	۱۳۶	کوڑی	کوڑی ہے جنکے پاس وہ اہل یقین ہین	۱۷۰
تضمین فارسی	نظر آیا مجھے اک شوخ ایسا نازنین چنچل	۱۳۸	فلوس	نقش یان جسکے میان ہاتھ لگا پیسے کا	۱۷۲
مسدس	اے صنم کرتے ہین خوبان جو کسی پر بیداد	۱۴۰	بچہ گلہری	لیے پھرتا ہے اب تو ہر شہر بچہ گلہری کا	۱۷۳
خمسہ	یونتو اکثر ادھر آجاتے ہین انسان کبھی	۱۴۲	برسات	برسات کا جہان مین لشکر پھیل پڑا	۱۷۵
کلجگ	دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یان کی سات لے	۱۴۳	خمسہ	کیا تو نے اُس سے حال سے درد کا کہا	۱۷۶
ترکیب بند	ادھر کو جبکہ ہی ہنشین وہ یار آیا	۱۴۶	خمسہ ہولی	میان تو ہمسے نرکھ کچھ غبار ہولی مین	۱۷۷
ایضاً	مجھے اے دوست تیرا جور اب ایسا ستاتا ہے	۱۴۸	خمسہ	زر کی جو محبت تجھے ہو جاے گی بابا	۱۷۹
بجز حضرت علی	سنتے ہو اے علی کے محبان و دوستدار	۱۵۰	مسدس	بٹ مار اجل کا آپہونچا تک اسکو کچھ نہ بنایا	۱۸۱
ستر او	بے جرم و خطا یار نکر چشم نمائی تیور کو چڑھا کر	۱۵۵	خمسہ	کھول تک چشم تماشا یار باشی پھر جہان	۱۸۴

نام	اول مصرعہ	صفحہ
خمسہ	قمر مخجل ہو اخون کی تھالک نہ کیدسکا	۳۱۲
دنیا	گر بادشاہ ہو کر عمل ملکون ہوا تو کیا ہوا	۳۱۳
ہولی	جدانہ ہمسے ہو اے خوش جمال ہولی مین	۳۱۴
طفلی	کیا وقت تھا وہ ہم تھے جب دودھ کے چٹورے	۳۱۷
خمسہ	آمذگار دلبر شیرین کلام ما	۳۱۸
〃	کیست تا آن ساقی گلفام را	۳۲۰
〃	تا کے بدلق وسبحہ کنی فکر دام را	۳۲۱
آمس	کیا ابر کی گرمی مین گھڑی پھرے اُس	۳۲۲
خمسہ	خوشی سے دل کی منگا عطر دان کو تھی	۳۲۴
〃	کیا دوڑ دوڑ پھرتے ہو اس گھر کے آشناں	۳۲۶
ہولی	پھر آن کے عشرت کا مچا ڈھنگ ہر طرف	۳۲۸
بیان موت	دنیا مین اپنا جی کوئی بہلا کے مر گیا	۳۳۰
صفت جوانی	جب ملی روٹی ہمین سب نوج دیوے تھی	۳۳۲
برسات	اہل سخن کو ہیگا اک بات کا تماشا	۳۳۳
دیدہ باری	پھبتا ہے اُسکو یار دوم عاشقی کا پھبنا	۳۴۰
ارشد کا بچہ	بیچے ہے اب تو کوئی بلبل بنے کا بچہ	۳۴۵
مفلسی	جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی	۳۴۷
خمسہ	کو دن احوال کا اپنے بیان کیا تجھ سے مین یارا	۳۵۲

نام	اول مصرعہ	صفحہ
خمسہ	رکھ بوجھ سر پہ نکلا اشتر ملا تو ایسا	۳۵۳
جنم کنھیاجی	ہے ریت جنم کی یون ہوتی جس گھر مین لال ہوتا ہے	۳۵۶
بالپن بانسری کا	یارو سنو یہ دودھ کے لٹیا کا بالپن	۳۶۲
بانسری	جب مرلید مدھر نے مرلی کو اپنے ادھر دھری	۳۶۹
لہو و لعب کنھیا	تعریف کروں اب مین کیا کیا اُس بنسی بجیا کی	۳۷۱
شادی کنھیاجی	ہاتھین جسوقت کشن جسکے اُستاد بدھ کی بڑھائی	۳۷۳
رہم کنھیا	اے دوستو یہ حال سنو دھیان رکھ ذرا	۳۷۵
بہر کی تعریف	مین کیا کیا وصف کہون بدھا اُس شام ہرن اوتار کی	۳۸۳
بیان سری کشن جی در نرسی اُتار	دنیا کے شہرون مین میان جس جس جگہ بازار ہین	۳۸۷
بلدیو جی کا میلہ	کیا وہ دلبر کوئی نویلا ہے	۳۹۳
مدح نانک شاہ	ہین کتنے نانک شاہ جنھین وہ پوری ہین آس کا	۴۰۱
گرو گنج بخش	ہو رہ و لا مدام گرد گنج بخش کا	۴۰۲
درگا جی کی مدح	من بانچھ کیجے کیونکر جی ہے کاشی نگری ہمن کی	۴۰۳
بھیرون	دیکھا ہے جب سے مین نے تیرا جمال بھیرون	۴۰۵
مسدس	بے بضاعت سا تمدیان جیو ڈرہتی ہے بھری	۴۰۸
مہادیو کا بیان	پہلے ناراین گنیش کا لیجے سیس نوائے	۴۱۱
کنھیاجی کا اسم	کیا آج رات فرحت و عشرت اساس ہے	۴۲۶

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق مین زمان

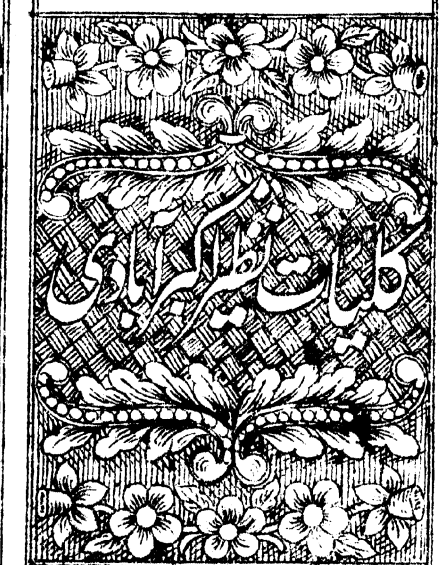

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بہ طبع رسید

باہتمام کیسری داس سپرنٹنڈنٹ
۱۹۲۳ء

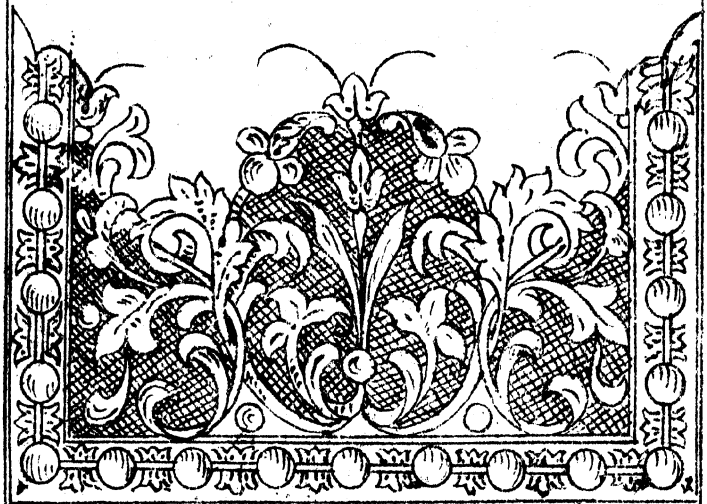

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے تو حمد خالقِ ارض و سما لکھون
بعد اسکے پھر مین نعت شہِ انبیا لکھون

گر عمر بھر مین اسکو لکھون تو بھی کیا لکھون
بے انتہا ہی وہ تو غرض تا کجا لکھون

لازم ہی اسمین طبع کو عجز انتما لکھون
کچھ وصف حُسن کا لکھون کچھ عشق کا لکھون

کچھ ناز کچھ نیاز بہ فکر رسا لکھون
ہی جی مین لیلیٰ مجنون کا کچھ ماجرا لکھون

سچ پوچھیے تو دونون عجب کام کر گئے
معشوقی عاشقی مین غرض نام کر گئے

پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پدر کے گھر
مان باپ کو ہوئی تھی خوشی سب سے بیشتر

گنبے کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آنکر
اک دھوم مچ رہی تھی خوشی کی ادھر اُدھر

چومے تھا باپ قیس کے ہر لحظہ چشم و سر
رکھتے تھے ہاتھون چھاؤن اُسے گرد بے خطر

مان بھی لیے پھرے تھی اُسے اپنے دوش پر
فرزند کی خوشی مین لٹاتی تھی سیم و زر

مان بھی

لیکن وہ ماں کی گود مین آکر نہ سوتا تھا
ہر وقت شور کرتا تھا ہر لحظہ روتا تھا

مادر تھپک تھپک کے سُلاتی تھی کر کے پیار
پھرتا تھا باپ فال دکھاتا بہ چشمِ زار
تعویذ ڈالتا تھا گلے بیچ بے شمار
لیکن اُسے قرار نہ آتا تھا زینہار
رہتا تھا اک فقیر کوئی وان بزرگوار
جسدم وہ حال اُسپہ کیا جا کے آشکار
سُنتے ہی اُسنے آہ کی اور ہو کے اشکبار
مجنون کے باپ سے یہ کہا اُسگھڑی پکار

دُکھ پانے والے لڑکے جو دنیا مین آتے ہین
لچھن سب اُنکے پہلے ہی ہیچا نے جاتے ہین

لڑکا ترا یہ عاشقِ سرشار ہو ویگا
محفل مین عاشقون کی نمودار ہو ویگا
زلفونمین نازنین کے گرفتار ہو ویگا
چشمِ کرشمہ سازکا بیمار ہو ویگا
نازو ادا کا دل سے خریدار ہو ویگا
دیدار خوبرو کا طلبگار ہوے گا
رمزون سے عاشقی کے خبردار ہو ویگا
رسوائے شہر کوچہ و بازار ہو ویگا

تدبیر یہ نہ رونے کی اسکے کیا کرو
تم گلرخون کی گود مین اسکو دیا کرو

مجنون کا باپ سنتے ہی گھر کی طرف پھرا
آیا تو گلرخون کی اُسے گود مین دیا
جب اُن پری رخون نے اُسے پیار تک کیا
تھا وہ جو رونا دھونا سو موقوف ہو گیا
ماں باپ کا دل اُسکے تئین دیکھ خوش ہوا
بارے اسیطرح سے ہوا جب وہ کچھ بڑا
مکتب مین اُسکے باپ نے لاکر بٹھا دیا
اک قاعدہ بھی سامنے اُس طفل کے رکھا
مکتب کو دیکھ قیس نے ہوش اپنا کھو دیا
دیکھا جو قاعدے کو بھی یار تو رو دیا

۱

اُستاد ایسے بیٹھیے کہ پوجیں وہ عشق کو — روئے سخن میں اُنکے مے عاشقی کی بو
جو کچھ پڑھے تو یوں کہیں غم کے گھر پڑو — تختی لکھے تو بولیں اِسے آنسوؤں سے دھو
معنی جو پوچھے تو کہیں صبر و قرار کھو — تقریر پوچھے تو یہ کہیں اُسکے رو برو
دل دیکے خوبرو کی محبت میں خوب رو — باعث جو عشق کے تھے وہ حاضر تھے دستو

چاہت کی پاکبازی کا ہر دم رواج تھا
لڑکا بھی ابتدا ہی سے عاشق مزاج تھا

اسکے سوائے اور یہ جادو بھرا کنار — لڑکی جو اُسمیں بیٹھی سو ایسی وہ گلعذار
صورت کو جسکی دیکھ کے بلبل ہو بیقرار — اندر تو تاتلو کا وہ مجمع ستم شعار
باہر پڑے تڑپتے تھے مشتاق دلفگار — اُنکے سوا یہ اور قیامت تھی آشکار
جو اُسمیں لڑکیاں بھی کئی تھیں حیا نگار — جادو یہ جادو جب یہ ہوا آنکر دوچار

دیوانگی کے بڑھنے کا دیوان ہو گیا
مکتب وہ اُسکے حق میں پریستان ہو گیا

حُسن و ادا کا ناز کا دیکھا جو التیام — اُن لڑکیوں میں ایک جو لڑکی تھی خوشخرام
تھی شرمگیں وہ نازنیں لیلیٰ تھا اُسکا نام — زلف اُس صنم کی ہو گئی مجنوں کے دل کی دام
بن وام اُسنے کر لیا مجنوں کے تئیں غلام — اُسکے بھی دل میں اُلفتِ مجنوں کا اژدہام
ایسا ہوا کہ کڑھنے لگا جی میں صبح و شام — چاہت کی مے کے پی لیے آپسمیں بھر کے جام

تقدیر سے جو چاہ کا روشن قلم ہوا تھا
دونوں دلونپہ حرف محبت رقم ہوا

یہ چاہتا تھا اُسکو اُسے وہ لبھاتی تھی — چاہت جو یہ جتاتا تھا وہ بھی جتاتی تھی

سنگہ نگہ سے نہ ہرگز لڑاتی تھی
پر نیچی نیچی نظروں سے کچھ مسکراتی تھی
ظاہر مین تو ہر اک سے وہ چاہت چھپاتی تھی
لیکن وہ دل ہی دل مین محبت بڑھاتی تھی
مکتب سے جب وہ نازنین ٹک گھر کو جاتی تھی
مجنونکے دل پہ تب تو قیامت ہی آتی تھی

ہوتا ہجوم جی مین جو تھا اضطراب کا
اک اک ورق بکھرتا تھا دل کی کتاب کا

تختی کو لے کے جب وہ قلم کو اُٹھاتا تھا
مشقِ الف مین آہ کی تدبین دکھاتا تھا
بے کی کشش مین طول طبش کو جتاتا تھا
نقطے کی جائے قطرۂ آنسو بہاتا تھا
لکھنے مین میم کے جو قلم کو ہلاتا تھا
نقش دہن صنم کا اُسے یاد آتا تھا
جسوقت عین لکھنے مین دل لگاتا تھا
دیکھے اُسکو چشم یار تصور مین لاتا تھا

تختی وہ کیا تھی دفتر رنج و ملال تھا
لکھنے کی بات پوچھو تو اُسکا یہ حال تھا

جاتی تھی جب وہ گھر مین تو اسکا یہی تھا حال
مکتب مین جلد جانیکا تھا دمبدم خیال
ہوتی تھین چپکے رونیسے آنکھین جب اُسکی لال
جو پوچھتا تھا اُس سے کوئی موجب ملال
کہتی تھی آنکھ مین جو پلک کا گیا ہے بال
ہوتا ہے اس سبب مرے اشکونکا اتصال
مجنون سے ملنے کا جو اُسے شوق تھا کمال
اکدم کے دور رہنے مین ہوتا تھا جی نڈھال

جاتی تھی جلد پھر اُسی عنوان آتی تھی
مجنونکے تن مین دیکھکے پھر جان آتی تھی

کتنے دنون تو روز ہی ہمراز یان ہوئین
اُلفت کی تازہ تازہ ترانداز یان ہوئین
چاہت کی ہر کسی سے نہان ہمراز یان ہوئین
ہرگز نہ اتہام نہ غمّاز یان ہوئین

نے افتراہوا نہ در اندازیان ہوئین — شوق درون کی آئینہ پردازیان ہوئین
چھپ چھپ کے ہمدگر کی نظربازیان ہوئین — یکتا دلی مین طبع کی انبازیان ہوئین

مکتب کے بیچ گل کی طرحسے کھلے رہے
ناز و نیاز کیا ہی کھلے اور ملے رہے

اُس گلبدن کے دل مین جیحا حجکا جو خار — مکتب مین جاتی وہ جو کچھ ہوتا تھا اختیار
مجنون کو تھا جو لیلی کے آنیکا انتظار — کہتا تھا آتی ہوگی وہ محبوب گلعذار
اب کوئی دم مین دیکھینگے پھر وصل کی بہار — پھر تا کبھی یہ کہتا وہ گھبرا کے بیشمار
آگے تو اتنی دیر نہ لگتی تھی زینہار — ہرگز نہ جی کو چین نہ خاطر کو تھا قرار

کثرت سے طبع پر جو چڑھی دلگی چاہ تھی
در کی طرف نگاہ تھی اور آہ آہ تھی

جب شام تک نہ آئی وہ مجنونکی مہ جبین — چھپ چھپکے سب سے روتی رہی گھر مین نازنین
بیم پدر کبھی کبھی مادر سے ہمگین — بیتابی جب ہوا تو ایسی ہوئی قیس کے تئین
بیکل تمام رات رہا خستہ و حزین — اشکونسے آنکھین اُسکی بھرین صبح تک رہین
جو ہجر نے دکھائین جفائین وہ سب مجھین — کہتا رہا یہ دل سے کہ اے دل یہ ہے یقین

لیلی کا میرے پاس جو آنا نہ ہووے گا
تو میری زندگی کا ٹھکانا نہ ہووے گا

مجنونکے دلپہ جب یہ ستمگاریان ہوئین — فرقت کے درد و غم کی گرفتاریان ہوئین
ہر آن بے بسی کی مددگاریان ہوئین — ہر دم اِدھر اُدھر کی دل آزاریان ہوئین
اُٹھنے کی ننگ و نام کی تیاریان ہوئین — ہجران کی لحظہ لحظہ جفاکاریان ہوئین

جتنی کہ اُسکو ملنے کی دشواریان ہوئین — اُتنی ہی اُس صنم کو بھی ناچاریان ہوئین
جیسا کہ اُسکے دل کے تئین رنج و تاب تھا
ویسا ہی نازنین کے تئین اضطراب تھا

کتنے دنون تو قیس رہا دل سنبھالتا — ہر لحظہ رنج و درد سہا انتظار کا
جو فکر وصل ہوتی ہے چاہت مین جابجا — اُس بیقرار نے بھی کیا سب وہ ٹھک ٹھکا
لیلیٰ کا جب گذر نہ ادھر مطلقاً ہوا — پھر تو گھر اپنا بھی اُسے لگنے لگا بُرا
ماں باپ سے بھی رہنے لگا ہر گھڑی خفا — سمجھاتے تھے جو اُسکے تئین خویش و اقربا
آنکھون سے آنسو بہتے تھے اور لب خموش تھا
ہرگز کسی کی بات پہ رکھتا نہ گوش تھا

گھبرا کے تھا کبھی یہ سر بام بیٹھتا — کہتا ہوا سے اسکھڑی لیلی کے پاس جا
کہیو مری طرف سے کہ ای شوخ دلربا — تیغ نگہ سے تونے جو بسمل مجھے کیا
کیون مجھسے روٹھ بیٹھی ہے خاطر مین ہو خفا — اے نازنین بتا ہوئی تقصیر مجھسے کیا
لازم ہے ایک بار تو میرے کبھی آ — آکر کسی بہانے سے پھر منہ مجھے دکھا
پہرون تلک یہ حال ہوا کو سناتا تھا
باتین یہ اُس سے کہتا تھا اور روتا جاتا تھا

جاتا کبھی چمن مین تو ہوتا وہان یہ حال — بلبل کو وصل گل مین جو تھا دیکھنا محال
مل بیٹھنے کا لیلی کے تھا باندھتا خیال — رو رو کے آنکھین کرتا تھا گل کی طرح سے لال
نرگس سے چشم لیلی کو دیتا کبھی مثال — سنبل سے یاد آتے تھے لیلی کے اُسکو بال
ہر سرو کو سمجھ قد لیلائے خوش جمال — ہر دم گلے لگاتا تھا بیتاب ہو کمال

دل سختی فراق سے جون غنچہ تنگ تھا
گھر مین تو وہ طرح تھی جمین مین یہ رنگ تھا

چھٹی جو ملتی اور تو سب لڑکے لڑکیان
ہنستے اُچھلتے کودتے کرکرکے بازیان

لیلی کے آنسو ہوتے تھے رخسار پر رواں
کہتی تھی ہو جو رات کی جلدی سحر عیان

تو جاکے دیکھون مجنون کو مکتب کے درمیان
مجنون بھی ہر بہانے سے تا شام اُسکے یان

جاتا تھا دیکھنے اُسے رہ رہ کے درمیان
جب ہوتی رات گھر مین پھر آتا تھا نیجان

لیلی کی یاد دل کو جو ہر دم ستاتی تھی
آنکھو نمین نیند اُسکے سحر تک نہ آتی تھی

ہوتی تھی جب سحر تو وہ مکتب مین آتا تھا
لیلی کو پہلے آنیسے اپنے وہ پاتا تھا

اُس غنچہ لب کے منہ سے جو منہ کو ملاتا تھا
گل کیطرح سے دلمین نہ پھولا سماتا تھا

ملنے کا اشتیاق ہر اک دم ستاتا تھا
دلکی طلب کو اپنی نگہ سے جتاتا تھا

جب حرف شوق لیلی کے لب سے بر آتا تھا
اُس نازنین کی چاہ پہ قربان جاتا تھا

کہتا تھا مین غلام ترا بے تمیز ہون
کہتی تھی ہنسکے وہ بھی مین تیری کنیز ہون

پھر گھر مین اپنے جاتی جو محبوب دلربا
مجنون جو کچھ صنم سے نشانی تھا مانگتا

دیتی وہ کچھ تو مجنون سے کہتی تھی تو بھی لا
مجنون بھی دیتا اسکو توڑے کر وہ مہ لقا

چوری تھی اُس نشانی کو سب سے چھپا چھپا
مجنون بھی ہر گھڑی اُسے آنکھو نپہ رکھتا تھا

رہتے تمام رات اسی دُھن مین مبتلا
آخر کو صبح جب اُنھین دیتی تھی منہ دکھا

مکتب مین پھر تو آنے کی تسئید ہوتی تھی
دونون کو وہ سحر سحر عید ہوتی تھی

جنگ

جبتک یہ خوردسال تھی چاہت نہان رہی
سیانی ہوئی تو تاڑنیوالون پہ کچھ کھلی

لوگونہین چرچے ہونے لگے اُسکے ہر گھڑی
چاہت کے گل کی بو نہ رہی آخرش چھپی

جانا کسی کسی نے ملامت کسی نے کی
پھر تو وہ پھیلی ایسی کہ پہونچی گلی گلی

کچھ بن سکا نہ جب تو ہوئی اُنکو بے بسی
چھٹپن کی تھی جو چاہ تو ہرگز نہ چھٹ سکی

آسان نہین ہی رشتۂ اُلفت کو توڑنا
مشکل ہی پالے پن کی محبت کا چھوڑنا

پہونچی یہ بات خانہ لیلی مین جسگھڑی
ماں باپ کے دلون مین پڑی غم کی گلچھڑی

لیلی جب اُنکے روبرو آکر ہوئی کھڑی
دونونکی طبع کثرتِ تنبیہ پر اڑی

کچھ جھڑکیان دین باپنے کچھ ماں ہوئی کڑی
ہیبت دکھائی اور تقید بھی کی بڑی

تدبیر اور اُسکے سوا کچھ نہ بن پڑی
مکتب سے اُسکو منع کیا مار کر چھڑی

مجبور کر دیا وہین فرقت کے ساتھ سے
تختی کتاب چھین لی لیلی کے ہاتھ سے

بے بس ہو گھر مین بیٹھ رہی جب تو وہ صنم
ہوش و حواس کر گئے خاطر سے اِسکی رم

مجنون کی یاد صفحۂ دل پر جو تھی رقم
مجنون ہی مجنون کہتی تھی دلمین بدر و غم

لیلی کی یاد مجنون پہ کرتی تھی یان ستم
تختی کہین پڑی تھی پڑے تھے کہین قلم

لیلی کی شکل پھرتی تھی آنکھونمین ہر قسم
وان ایک پل قرار نہ یان چین ایکدم

دونونکے صحن دل مین جو بیتابی ہوتی تھی
وان مجنون مجنون ہوتا تھا یان لیلی لیلی تھی

لاتا تھا باپ کھینچ کے اُسکو گھڑی گھڑی
چین اُسکے دلکو گھر مین نہوتا تھا اک ذری

ناچار اُسکے پانون مین زنجیر ڈالدی
زنجیر کی صدا سے بھی دیوانگی بڑھی

تدبیر اور جتون کی جو ہوتی ہے وہ بھی کی
آخر گھر اپنا چھوڑ کے صحرا کی راہ لی

کہتا تھا باپ جا کے جو اُس سے کبھی کبھی
بیٹا مین تیرا باپ ہون مل مجھسے اِسگھڑی

کہتا تھا رو کے مین تو تجھے جانتا نہین
لیلیٰ سوا کسی کو مین پہچانتا نہین

آتا تھا دیکھنے کو جو لیلیٰ کو وہ کبھی
تھا چھپتا بہانے سے چوکھٹ جو گھر کی تھی

کھڑکی کو دیکھتا تھا کہ ہو بند یا کھلی
کرتا نگاہ تھا کبھی جالی پہ ہر گھڑی

لیلیٰ کو اُسکے آنے سے ہولی تھی آگہی
پھرتی اِدھر اُدھر تھی وہ حیلے کو ڈھونڈھتی

ماوپدر کے خوف سے تھی گرچہ بےبسی
تو بھی ہر ایک طرح سے وہ صورت دکھاتی تھی

کچھ کہنے پاتے کیونکہ حذر ہوش کھوتا تھا
باتونکے بدلے وان اسے رو دیتا ہوتا تھا

جاتی تھی سیر باغ کو جسدم وہ دلربا
مجنونکے دیکھنے کا وہ رکھتی تھی مدعا

دیدار کے لیے وہ بہانہ تھا باغ کا
لڑکے جب آکے مجنون کو دیتے تھے یہ سنا

سنتے ہی دوڑتا تھا خوشی سے وہ مبتلا
لیلیٰ بھی اُسکے سُنتی تھی جب شور کی صدا

محمل کے پردے دیکھو وہین دیتی تھی پھر اُٹھا
جلدی سے اُسکو دیتی تھی مُنھ اک نظر دکھا

دونون طرف سے شوق جو نشتر چبھوتا تھا
وان دیکھنا دکھانا اسی ڈھب سے ہوتا تھا

مجنون کا مدتون تلک ایسا ہی حال تھا
آیا کبھی تو ٹھہرنے اُسکو نہ وان دیا

گر بنگیا بہانہ تو ٹک مُنھ کو تک لیا
ورنہ وہ اپنے پھر اُسی وادی مین جا پڑا

سر کی خبر نہ اپنی اُسے تھی نہ ہوش پا
لیلیٰ ہی لیلیٰ اُسکی زبان پر تھی جا بجا
رہتا تھا رات دن غم فرقت مین دل پھنسا
تن کا بیان مین یارو کہون اُسکے اور کیا
غالب جو اُسکے جی پہ وہ دیوانہ پن ہوا
لیلیٰ کی جو کمر تھی وہ اُس کا بدن ہوا

کہتا تھا دمبدم مری دلدار لیلیٰ ہی
اس خستہ دل کی مونس و غمخوار لیلیٰ ہی
محفل مین دلبرون کی نمودار لیلیٰ ہی
خوبی و دلبری مین چمن زار لیلیٰ ہی
نازو ادا کی گرمی بازار لیلیٰ ہی
خوبان عالمین مین فسونکار لیلیٰ ہی
محبوب گلرخون کی وفادار لیلیٰ ہی
مجنون کی عاشقی کی سزاوار لیلیٰ ہی
لیلیٰ ہی کی ادا پہ مرا دل نثار ہی
لیلیٰ ہی کی نگہ مرے سینے سے پار ہی

ماں باپ نے جب اُسکی یہ کچھ دیکھی بیکلی
مشاطہ ایک خانہ لیلیٰ مین بھیجدی
مادر پدر نے لیلیٰ کے بات اُس سے یہ کہی
لڑکے کی اُنکی تو ہی جنون سے لگن لگی
سنتے ہین وہ تو رہتا ہی وحشی سا ہر گھڑی
مشاطہ جب یہ سُنکے اِدھر سے اُدھر پھری
اُنسے کہا تو یون سے یہ کہ بھیجا ہر گھڑی
سب جھوٹ ہی جو کہتے ہین اِسکی دیوانگی
کچھ خوف مت کرو اُسے ہر دم پہ کھو لو
بادر نہو تو اپنی تم آنکھون سے دیکھ لو

کہکر یہ قیس کو وہ ارادہ جتا دیا
زرین لباس اُسکے بدن مین پہنا دیا
زلفین سنوار آنکھونمین سرمہ لگا دیا
دستار زرفشان کو بہ سر جگمگا دیا
پٹکا سنہرا اُسکی کمر مین بندھا دیا
بُردِ یمن کو دوش کے اوپر اُڑھا دیا

رومال اک زری کا بھی ہاتھوں میں لے دیا
بوڑھے بڑوں کے ساتھ اُسے واں بھجا دیا

جتنے بزرگ تھے اُسے سب لیکے واں گئے
ملکر جو بیٹھے یہ بھی خوش اور وہ بھی خوش ہوئے

کہتے ہیں قیس لڑکوں میں صاحب جمال تھا
پوشاک جب وہ پہنی تو حسن اور بھی بڑھا

واں جسنے دیکھا اُسکو بہت جی کو خوش لگا
تھیں بیبیاں بھی دیکھتیں غرفوں سے جا بجا

کہتی تھیں یہ تو لڑکا نہایت ہی خوش ادا
دیوانگی کا اُسکے عبث شور تھا مچا

بیٹھے تھے اُسکے پاس جو لیلی کے اقربا
لڑکے کا حسن سب کی نگاہوں میں تھا کھپا

سب دلمیں اپنے تخم محبت کو بوتے تھے
اُلفت کی باتیں کرتے تھے اور شاد ہوتے تھے

کہتے ہیں ایک سگ کہیں لیلی نے پالا تھا
ناگاہ جب وہ قیس کو اُس جا نظر پڑا

مجنوں نے سر کو پانوں پہ اُس سگ کے رکھدیا
کر پیار اُسکو اپنے گلے سے لگا لیا

رومال وہ زری کا اُسی کو اُڑھا دیا
گودی میں اپنی پیار سے جلدی بٹھا لیا

ہاتھ اپنا اُسکے سر پہ کبھی پیٹھ پر رکھا
بے اختیار رو کے اُسے جب تو یہ کہا

تو جسکے پاس ہو مجھے اُس سے جدائی ہے
مدت میں تیری شکل نظر مجھکو آئی ہے

اُس سگ کو دیکھ قیس کا جب ہو گیا یہ حال
جو ہاتھ پیار سے دیئے گردن میں اُسکی ڈال

سبکے تئیں یہ دیکھکے حیرت ہوئی کمال
تھے جیسے خوش وہ دیکھکے واں قیس کا جمال

ایسا ہی اُنکے دل کو ہوا رنج اور ملال
آپسمیں جب تو کرنے لگے سب یہ قیل و قال

جو ہوش میں ہو اُس سے تو یہ بات ہے محال
ہوتی مگر ہے ایسی دیوانوں کی چال ڈھال

یہ ڈھنگ قیس کے جو نمودار ہو گئے
جتنے گئے تھے ساتھ وہ ناچار ہو گئے

ماں باپ کے تھی دلکو ادھر لگ رہی خوشی
یعنی پسند ہو گی اُنھین طرز قیس کی
اتنے مین آئے پھر کے اُدھر سے جو وہ سبھی
جو واردات گذری تھی آکر وہ سب کہی
اور یون کہا بہت ہمین شرمندگی ہوئی
اس سے تو ہم نہ جاتے تو بہتر وہ بات تھی
خاطر مین پھر تو قیس کے دیوانگی بڑھی
شرم و حیا و صبر نے جب دل سے راہ لی

پھر تو ہمیشہ کوچہ لیلیٰ مین جاتا تھا
بیتا بیان جاتا تھا اور غُل مچاتا تھا

آخر یہ قیس کی ہوئی حالت پھر آشکار
گھر ڈالا اپنا غم سے گریبان تار تار
گھر کو بھی اپنے چھوڑ دیا ہو کے بیقرار
لیلےٰ کے در پہ آ پڑا اس ہو کے بیوقار
وان سے بھی جب اُٹھا دیا اُسکو بحال زار
گلیون مین جب تو پھرنے لگا ہو کے دلفگار
لڑکون کا تھا ہجوم لگا ساتھ بے شمار
آنکھین بھی سُرخ نالونکے غُل شور بار بار

کثرت مین عشق تھا جو بُت گلعذار کا
اِک جوش تھا جنون کے چمن کی بہار کا

لیلیٰ بھی اُسکی چاہ مین بے اختیار تھی
مُنھ کو لپیٹے رہتی تھی مسند پہ وہ پڑی
ملنے کو اُسکی آتی تھین جب لڑکیان کبھی
وہ غمزدہ کسی سے بھی ہرگز نہ بولتی
ہٹ کر کہین وہ اُنکو سُناتی تھی ہر گھڑی
زنہار میرے پاس نہ آیا کرو کبھی
آنکھون مین اشک آہ لب اور اُداس جی
صحبت مجھے کسی کی نہین لگتی ذرہ بھی

مجنون کے دیکھنے کی تمنا مدام تھی
لیتی سحر سے شام تلک اُسکا نام تھی

اِس حد پہ چاہ پہونچی تھی دونو کی داستان — جو اُسپہ گذرا حال وہ اسپر ہوا عیان
گر اُسکے ایک پھانس لگی تن کے درمیان — اُسکے جگر سے اُٹھنے لگا نالہ و فغان
ہوتی تھی اُسکی چشم اودھر جب گہر فشان — آنکھون سے اشک اسکے بھی ہوتے تھے ارغوان
جو اسکی شکل یان تھی وہی اسکی شکل وان — اُلفت کا اُنکی آہ مین کیا کیا کرون بیان

چاہت کے کُل کچھ ایسی طرح جی مین کھُل گئے
جو دل بھی اُنکے مل گئے اور تن بھی مل گئے

سچ پوچھیے تو رکھتی ہی چاہت بھی کیا مزا — جب تک کی نہ عاشق و معشوق مین ہوجا
یکرنگ دوستی مین رہے دونون برملا — جو اُسپہ ہوگیا وہی اُسپر گذر گیا
جو اُسکے پامین پھرتے ہوے آبلہ پڑا — گھر بیٹھے اُس کے پانون مین کانٹا وہین چبھا
مجنون کے رُوین رُوین مین لیلی گئی سما — لیلی کے بند بند مین مجنون ہی بھر گیا

چاہت کے اُنسے کام بہت نیک ہوگئے
دونون مین کچھ دوئی نرہی ایک ہوگئے

اِسکی مثل مین کرتا ہون یارو جواب بیان — پنہان نہین غرض ہی یہ مشہور ہر جہان
یہ رمز عشق ہی اسے جانے ہین عاشقان — عشاق کے یہ دل پہ نہین مطلقاً نہان
لیلیٰ نے ایک روز دکھلائی تھی فصد وان — وادی مین ہوگیا رگ مجنون سے خون رواں
حیرت ہوئی ہر ایک کو جب یہ ہوا عیان — حیرت نہین یہ چاہ کی ہین پختہ کاریان

جب پختگی مین چاہ کا ہوتا کمال ہی
وان ہوتا پھر تو دوستو ایسا ہی حال ہی

قصہ تو لیلیٰ مجنون کا ہی دوستو بڑا — تھوڑا سا اُس کتاب سے مین نے بھی یہ لکھا

اتنے سخن مین رکھتا تھا کب طبع کو رسا
کچھ بیٹھے بیٹھے یہ بھی مرے جی مین آگیا

سچ پوچھو تو زمانے کا ہے اعتبار کیا
ہی راحت بہار سے رنج خزان لگا

لیلیٰ جو اُٹھ گئی وہین مجنون بھی چل بسا
آگے نظیر اُس کا بیان اب کرون مین کیا

کاغذ مین نام اُن کا بارقام رہ گیا
آخر کو دونون جاتے رہے نام رہ گیا

آغاز دیوان نظیر مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سحر اِس جھمک سے آیا نظر اک نگار رعنا
کہ خور اُسکے حُسن رخ کو لگا تکنے ذرہ آسا

خد و خال خوبی گین لب لعل پان سے رنگین
نظر آفت دل و دین ثمرہ صد مضرت افزا

کھلی زلف پر خم مسی و رشک رنگ نیلم
غرض اسطرح کا عالم کہ پری کہے اہا ہا

کہا ہنسے اے سمن بر پیرہ مہر پیکر
جو چلی ہو یون جھمک کر کہو عزم ہی کدھر کا

ہی جو قصد سیر بستان چلین ہم بھی ساتھ یکجان
کہا اُسنے یہ ارے میان کوئی تم بھی ہو تماشا

نہ کچھ آشنائی اگلی نہ شناخت اک دو دن کی
جو یہ ہے اُسی کی مرضی تو ہی سوچ پھر یہ کیسا

کہا جب نظیر ہمنے یہی دلمین ہم تو کہتے
تو کہا جو نیکی ہووے تو پھر اِس کا پوچھنا کیا

لو نہ ہنس ہنس کے تم اغیار کے گلدستون سے
اتنی ضد بھی نہ رکھو اپنے جگرخستون سے

فندقین نرم مین دیکھ اُسکے سر انگشتون سے
رشتہ ربط نے لی راہ کف دستون سے

روبرو ہووے جو چشمان بتان سے اے دل
ڈرتے رہنا ہی مناسب ہی سیہ مستون سے

دستِ صیاد سے چھوٹے تو اُچھل پے در پے
ورنہ کیا فائدے اے آہ ہوے دل سے

پیش جاتی نہیں ہرگز کوئی تدبیر نظیر
کام جب آنکے پڑتا ہی زبردستوں سے

ولہ

ہمدم چھپاوے واں کوئی کیا دلکی چاہ کو
شاہ جہان سمجھتے ہین پہلی نگاہ کو

دکھلا حنائی دست لیا جھپ سے دین و دل
کیا دست رس ہی دیکھیے اِس دستگاہ کو

بیٹھا جو چاندنی مین تو رُخ کی جھلک دکھا
خجلت تھی کون سی کہ ندی روی ماہ کو

ناصح تو راست کہتا ہی لیکن وہ کیا کرے
دے بیٹھے اپنا دل جو کسی کج کلاہ کو

جھڑکی سے اُسنے ہمکو خفا دیکھ کر کہا
کیا ناپسند گنتے ہو اس رسم و راہ کو

جاتی ہین جھڑکیونمین ہماری وہ لذتین
جو چاہ مین سمجھتے ہین بہتر نگاہ کو

گر عار ہے کچھ اسمین تجھین تو کچھ اے میان
لیجاؤ اپنے اِس دل عزت پناہ کو

کہا جو ہمنے ہمین در سے کیون اُٹھاتے ہو
کہا کہ اس لیے تم یان جو غل مچاتے ہو

کہا لڑاتے ہو کیون ہمسے غیر کو ہمدم
کہا کہ تم بھی تو ہمسے نگہ لڑاتے ہو

کہا جو حالِ دل اپنا تو اُس نے ہنس ہنس کر
کہا غلط ہی یہ باتین جو تم بناتے ہو

کہا جتاتے ہو کیون ہمکو روز ناز و ادا
کہا کہ تم بھی تو چاہت ہمین جتاتے ہو

کہا کہ عرض کرین ہمپہ جو گذرتا ہے
کہا خبر ہی ہمین کیون زبان پہ لاتے ہو

کہا کہ روٹھے ہو کیون ہمسے کیا سبب اسکا
کہا سبب ہے یہی تم جو دل چھپاتے ہو

کہا کہ ہم نہین آنکے یان تو اُسنے نظیر
کہا کہ سوچ تو کیا آپ سے تم آتے ہو

دوستو کیا کیا دیوالی مین نشاط و عیش ہی
سب مہیا ہی جو اس ہنگام کے شایان ہی

اسطرح ہین کوچہ و بازار پر نقش و نگار
ہو عیان حسن نگارستان کی جسے خوب رے

گرم جوشی اپنے باجام چراغان لطف سے
کیا ہی روشن کر رہی ہی ہر طرف روغن کی مے

مائل سیر چراغان خلق ہر جا دمبدم
حاصل نظارہ حسن شمعرویان ہے بے

عاشقان کہتے ہین معشوقون سے ہا عجز و نیاز
ہی اگر منظور کچھ لینا تو حاضر ہین روپے

گر مکرر عرض کرتے ہین تو کہتے ہین وہ شوخ
ہمسے لیتے ہو میان تکرار حجت تا بکے

کہتے ہین اہل قمار آپسمین گرم اختلاط
ہم تو ڈب ہین سو روپے رکھتے ہین تم رکھتے ہو کے

جیت کا پڑتا ہے جسکا دانون وہ کہتا ہی یون
سو کے دست راست ہی میرے کوئی فرخندہ پے

ہی دسہرہ مین بھی یون گر فرحت و زینت نظیر
پر دیوالی بھی عجب پاکیزہ تر تیوہار ہی

ولہ

فرشتے دون پہ نہین مہر ماہتاب مین ہی
جلو مین جانے والے قمر رکاب مین ہی

لیا ہی ہمسے حوالی مدین بھی ہو طلب کرتے
دل اس تقاضے سے اپنا تو پیچ و تاب مین ہی

کہا کہ دفتر حسن پر ئے خون کی نظیر
تمھین خبر نہین یہ بھی اسی حساب مین ہی

ولہ

شور افگن جنون ہے جسجا نگاہ کرنا
رکھتا ہے کام ہمدم وان ضبط آہ کرنا

جاتا بھی آگے اُسکے اکثر ہی نظارہ
باعث بھی بہر اخفا پھر روبراہ کرنا

ملنا بھی اس روش سے جسمین گمان الفت
گر کچھ بھی ہو تو دو ہین دور اشتباہ کرنا

پوچھا گر اس صنم نے ہم سن مین ہین کیسے | تو بے شعوری اپنی ہنس کر گوا کرنا
کیا کیا نظیر تجھ مین مکر و فریب ہین جو
اس رمز آشنا سے اس ڈھب کی چاہ کرنا

نکلے ہو کس بہار سے تم زرد پوش ہو | جسکی نوید پہونچی ہی رنگ بسنت کو
دی برمین اب لباس بسنتی کو جیسے جا | ایسے ہی تم ہمارے بھی سینے سے آلگو
گر ہم نشہ مین بوسہ کہین دو تو لطف سے | تم پاس منہ کو لاکے یہ ہنسکر کہو کہ لو
بیٹھو چمن مین نرگس و صد برگ کی طرف | نظارہ کر کے عیش و مسرت کی داد دو
سنکر بسنت مطرب زرّین لباس سے | بھر بھر کے جام پھر مے گل رنگ کے پیو
کچھ قمریون کے نغمہ کو دو سائین راہ تم | کچھ بلبلون کا زمزمۂ دل کشا سنو
مطلب ہی یہ نظیر کا یون دیکھکر بسنت
ہو تم بھی شاد دل کو ہمارے بھی خوش کرو

ملکر صنم سے اپنے ہنگام دل کشائی | ہنس کر کہا یہ ہمنے اے جان بسنت آئی
سنتے ہی اس پری نے گل گل شگفتہ ہوکر | پوشاک زرفشانی اپنی وہین رنگائی
جب رنگ آئی اسکی پوشاک پر نزاکت | سرسون کی شاخ پر گل پھر جلد اک منگائی
اک پنکھڑی اٹھاکر نازک سی انگلیون مین | رنگت کو اسکی اپنی پوشاک سے ملائی
جسدم کیا مقابل کسوت سے اپنے اسکو | دیکھا تو اسکی رنگت اسپر ہوئی سوائی
پھر تو بصد مسرت اور سو نزاکتون سے | نازک بدن پر اپنے پوشاک وہ کھپائی
چمپے کا عطر ملکر موقع سے پھر خوشی ہو | سیمین کلائیون میں ڈالے کڑے طلائی
بن ٹھن کے اسطرح سے پھر راہ لی چمن کی | دیکھی بہار گلشن بہر طرب فزائی

جس جس روش کے اوپر جا کر ہوا نمایاں
کس کس روش سے اپنی آن و ادا دکھائی

کیا کیا بیان ہو جیسے پکی چمن چمن میں
وہ زرد پوشی اسکی وہ طرز دلربائی

صد برگ نصفت کی نرگس نے بے تامل
لکھنے کو وصف اُسکا اپنی قلم اُٹھائی

پھر صحن میں چمن کے آیا بحسن و خوبی
اور طرفہ تر بسنتی اک انجمن بنائی

اُس انجمن میں بیٹھا جب ناز و تمکنت سے
گلدستہ اُسکے آگے ہنس ہنس بسنت لائی

کی مطربوں نے خوش ہو آغاز نغمہ سازی
ساقی نے جام زرّیں بھر بھر کے مے پلائی

دیکھ اُسکو اور محفل اُسکی نظیر ہر دم
کیا کیا بسنت اگر اُسوقت جگمگائی

ولہ

جوش نشاط و عیش ہے ہر جا بسنت کا
ہے طرفہ روزگار طرب زا بسنت کا

باغو نمیں لطف نشو و نما کی ہیں کثرتیں
بزمو نمیں نغمہ خوشدلی افزا بسنت کا

پھرتے ہیں کر لباس بسنتی وہ دلبران
ہے جنسے زرنگار سراپا بسنت کا

جا در پہ یار کے یہ کہا ہمنے صبح دم
ای جان ہے اب تو ہر کہیں چرچا بسنت کا

تشریف تم نہ لائے جو کر کر بسنتی پوش
کہیے گناہ ہمنے کیا کیا بسنت کا

سنتے ہی اس بہار سے نکلا کہ جسکے تئیں
دل دیکھتے ہی ہو گیا شیدا بسنت کا

اپنا وہ خوش لباس بسنتی دکھا نظیر
چمکا یا حسن یار نے کیا کیا بسنت کا

کر گئی ہے اُسکی مژگان کی جھپک یہ کل ہمیں
کل اگر جا ہے تو ہمدم اُسگھڑی کچھ چھل ہمیں

کچھ تو جاتا دل سے خار بیقراری کا خلش
کاش وہ نوک مژہ دیتی قرار اک پل ہمیں

وہ کف پا ہنے سہلائی ہی نازک نرم نرم
کیا جتاتی ہی تو اپنی نرمی اے غنچہ ہمین

اس پریرو کی گلی مین یا نہان یا آشکار
جسطرح سے ہو سکے ای نشین لے چل ہمین

ہم تو ہون کیفی ترے پر کیا کرین اے چشم یار
ہوش مین آنے نہین دیتا ترا کاجل ہمین

دل خم ابرو کو دیتے ہین تو کس کس پیچ سے
دام مین لیتا ہے اُس کاکل کا اک اک بل ہمین

ہمتو اُسکے چاہنے والے ہین مدت سے نظیر
اور نیا گنتا ہی ابتک وہ صنم چنچل ہمین

ہو کیون نہ ترے کام مین حیران تماشا
یارب تری قدرت میں ہی ہر آن تماشا

ے عرش سے تا فرش ئے رنگ ئے ڈھنگ
ہر شکل عجائب ہی ہر اک شان تماشا

افلاک پہ تارونکی جھمکتی ہی طلسمات
اور روی زمین پر گل وریحان تماشا

جنات پری دیو ملک حور بھی نادر
انسان عجوبہ ہین تو حیوان تماشا

جب حسن کے جاتی ہے مرقع پہ نظر آہ
کیا کیا نظر آتا ہی ہر اک آن تماشا

چوٹی کی گندھاوٹ کہین کھلاتی ہی لہرین
گتھی ہی کہین زلف پریشان تماشا

گر عشق کے کوچے مین گذر کیجے تو وان بھی
ہر وقت نئی سیر ہے ہر آن تماشا

غم شور تپش نالہ و افغان تماشا
ہم پست نگاہونکی نظر مین تو نظیر آہ
سب ارض و سما کی ہی گلستان تماشا

تھے آگے بہت جیسے کہ خوش یار ہمین سے
ایسے ہی تم اب رہتے ہو بیزار ہمین سے

ہین سب سے تو ای ماہ اشارات و لیکن
رہتی ہی پھری ابرئے خمدار ہمین سے

محفل مین جو دیکھا تو ادھر تم ہو خفا اور
ساقی کو بھی ہی حجت و تکرار ہمین سے

اور دن سے جو کہتے ہو کہ ہم آن ہین خوش
اُسکو تو فقط کرنا ہی اظہار ہمین سے

گلگشت چمن کرتے ہو جب ہمرہ یاران
دان بھی غرض آتی ہی تمھین عار ہمین سے

اقرار ملاقات ہی ہزاک سے بصد مہر
کی غور تو ہیگا تمھین انکار ہمین سے

سمجھے گا جو رتبے کو نظیر اہل وفا کے
تو ملنے لگے گا وہ طرحدار ہمین سے

نہ سُرخی غنچہ و گل مین ترے دہن کی سی
نہ یاسمن مین صفائی ترے بدن کی سی

مین کیون نہ پھولون کہ اُس گلبدن کے آنیسے
بہار آج مرے گھر مین ہی چمن کی سی

یہ برق ابر مین دیکھے سے یاد آتی ہے
جھلک کسی کے ڈوپٹہ مین نورتن کی سی

گلونکو کیا دیکھتے ہو اے خوبان
یہ رنگتین ہین تمھارے ہی پیرہن کی سی

جو دل تھا وصل مین آباد تیرے ہجر مین آہ
نئی ہی شکل اب اُسکی اجاڑ بن کی سی

تو اپنے تن کو ندے نسترن سے اب تشبیہ
بھلا تو دیکھ یہ نرمی ہی تیرے تن کی سی

ترا جو پانون کا تلوا ہی نرم مخمل سا
صفائی اسمین ہی کیہے تو نسترن کی سی

نظیر ایک غزل اس زمین مین اور بھی لکھ
کہ اب تو کم ہی روانی ترے سخن کی سی

نہین ہوا مین یہ بوناۂ ختن کی سی
لپٹ ہی یہ تو کسی زلف پرشکن کی سی

مین ہنسکے اسلیے منہ چومتا ہون غنچہ کا
کہ کچھ نشانی ہے اسمین ترے دہن کی سی

خدا کیواسطے گل کو نہ میرے ہاتھ سے لو
مجھے بو آتی ہی اسمین کسی بدن کی سی

ہزارہ تن کے چلین بانکے خوب رو لیکن
کسی مین آن نہین تیرے بانکپن کی سی

مجھے تو اُسپہ نہایت ہی رشک آتا ہی
کہ جسکے ہاتھ ترے پوشاک تن کی سی

کہا جو تنے کہ منکا ڈھلا تو آؤن گا
ہی بات کچھ نہ کچھ اسمین بھی مکر و فن کی سی

وگرنہ سچ ہی تو ای جان اتنی مدت مین
یہی بس ایک کہی تنے میرے من کی سی

وہ دیکھ شیخ کو لاحول پڑھکے کہتا ہی
یہ آئے دیکھیئے داڑھی لگا کے سن کی سی

کہان تو اور کہان اُس پری کا وصل نظیر
میان تو چھوڑ یہ باتین دیوانے پن کی سی

ولہ

وہ رشک چمن کل جو زیب چمن تھا
چمن جنبش شاخ سے سینہ زن تھا

گیا مین جو اُس بن چمن مین تو ہر گل
مجھے اُس گھڑی اخگر پیرہن تھا

یہ غنچہ جو بے در گلچین نے توڑا
خدا جانے کسکا یہ نقش دہن تھا

تن مردہ کو کیا تکلف سے رکھتا
گیا وہ تو جس سے مزین بہ تن تھا

کئی بار منہ یہ دیکھا کہ جن کا
مشین بدن تھا معطر کفن تھا

جو قبر کہن اُنکی اُکھڑی تو دیکھا
نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

نظیر آگے ہمکو ہوس تھی کفن کی
جو سوچا تو ناحق کا دیوانہ پن تھا

دیکھکر کرتی گلیمین سبز دھانی آپ کی
دھان کے بھی کھیت نے اب مان مانی آپ کی

کیا تعجب ہی اگر دیکھے تو مردہ جی اُٹھے
چین نیفے کی ڈھملک پیڑو پہ آنی آپ کی

ہمتو کیا ہین دل فرشتے کا بھی کافر چھین لے
ٹک جھمک دکھلا کے پھر انگیا چھپانی آپ کی

آپڑے دو سو برس کے مردۂ بیجان مین جان
جسکے اوپر دو گھڑی ہو مہربانی آپ کی

اک لپٹ کشتی کی ہمسے بھی تو کر دیکھو ذرا
ہان بھلا ہم بھی تو جانین پہلوانی آپ کی

دیکھو کہنا مانو مت خالی سلائی سے رکھو
ورنہ کوسے گی ہمین یہ سرمہ دانی آپ کی

چھلے غیرون پاس تو وہ خاتم رائے نگار
ہی ہمارے پاس بھی اب تک نشانی آپ کی

وقت تو جاتا رہا پر بات باقی رہگئی
ہی یہ جھوٹی دوستی اب ہمنے جانی آپ کی

ہمنے بھیجا تمکو تم کہتے ہو یان پہونچا نہین
کھاگئی شاید وہ کٹنی میرے جانی آپ کی

ایک شب ایجان جان گھر مین مرے رہجایئے
حال پر بندیکے ہوگی مہربانی آپ کی

کیا عجب صورت رقیب روسیہ کی دیکھکر
خوف سے حالت ہوئی ہو پانی پانی آپ کی

ایک عالم کو ہکن کیطرح سر پھوڑیگا اب
گر اسی صورت رہی شیرین زبانی آپ کی

کیا ہمین لگتی ہی پیاری جب وہ کہتی ہی نظیر
ہی میان کچھ اندنون نامہربانی آپ کی

دیکھ عقد ثریا ہمین انگور کی سوجھی
کیون بادہ کشو ہمکو بھی کیا دور کی سوجھی

موسیٰ کے تئین گو شجر طور کی سوجھی
پر ختم رسالت کو بہت دور کی سوجھی

ہمنے تو اُسے دیکھ کے جانا کہ پری ہی
پریون نے جو دیکھا تو اُنھین حور کی سوجھی

غش کھاکے گرا پہلے ہی شعلے کی جھلک سے
موسیٰ کو بھلا کہیے تو کیا دور کی سوجھی

دیکھا جو نہانے مین وہ گورا بدن اُس کا
بلور کی چوکی پہ جھلک نور کی سوجھی

سر پانون سے جب بھیس گئے اُس زلف سیہ مین
تب ہمکو سیاہی شب دیجور کی سوجھی

جنت کے لیے شیخ جو کرتا ہی عبادت
کی غور جو ظاہر مین تو مزدور کی سوجھی

مصنوع مین صانع نظر آوے تو نظیر آہ
نزدیک ہی کیا ہے کہ جہان دور کی سوجھی

وہ مجھکو دیکھ کچھ اس ڈھب سے شرمسار ہوا
کہ مین حیا ہی پہ اُسکی فقط نثار ہوا

سبھونکو بوسہ دیے ہنسکے اور ہین گالی
ہزار شکر بھلا اس قدر تو پیار ہوا

ہمارے مرنے کو ہان تم تو جھوٹ سمجھے تھے
کہا رقیب نے لو اب تو اعتبار ہوا

قرار کرکے نہ آیا وہ سنگدل کافر
پڑین قرار پہ تجھپر یہ کچھ قرار ہوا

گلے کا ہار جو اس گلبدن کا ٹوٹ پڑا
تو ڈر نظر کا وہین اُسکو ایک بار ہوا

کسی سے اور تو کچھ بس چلا نہ اُس کا نظیر
ندان میرے ہی آکر گلے کا ھار ہوا

کب مثل شیشہ اُنکا کسی سے برا ے دل
تھپر جنھین خدا نے دیا ہو بجا ے دل

جب لے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچکر
دل سے مرے صدا یہی نکلی کہ ہا ے دل

آوے اگر تبان کے تین رسم دلبری
تو تو جہان مین پھر کہین ڈھونڈھا نپا دل

اب تو تری جفا سے یہ مانگون ہون مین دعا
ظالم خدا کرے کہ کہین تو لگا ے دل

اور جسپہ تو فدا ہو وہ ظالم ہوا سقدر
جو مطلقاً ترا وہ نہ خاطر مین لا ے دل

تجھپر بھی چند روز تو یہ کشمکش رہے
دُر دُر اُدھر کرے اور ادھر کو ستا ے دل

ناچار جیسے تجھ سے چھڑاتا ہون دل کو مین
ایسا ہی تو بھی اُس سے لگا کر چھڑا ے دل

شیدا ہون مین تو لیلی و مجنون کی چاہ پر
خالق نے کیا ہی خوب ہی اُن کے بنا ے دل

تھے اُسکے پاکے آبلے چھاتی پہ اُسکی آہ
کیا اتحاد جسم تھا اور کیا صفا ے دل

ہین یہان پڑے جو اہل دل اکثر یہ کہتے ہین
چھوٹا سا اک نظیر بھی ہی خاکپا ے دل

ہنسے روے پھرے رہا ہو ی جاکے بندے چھوٹے
غرض ہمنے بھی کیا کیا کچھ محبت کے مزے لوٹے

کلیجے مین پھپھولے دل مین داغ اور گل مین ہاتھو نپر
کھلے ہین دیکھیے ہم مین بھی یہ اُلفت کے گل بوٹے

تفاوت کچھ نہین گلچین مین اور بید رخزان مین
جو اُسکے ہاتھ گل ٹوٹے تو انکے ہاتھ دل ٹوٹے

ہزار دون گالیان دین پھر ذرا ہنسکر دو بولا
بھلا اتنی تسلی سے پھپھولے دل کے کب پھوٹے

کچلتے ہو مجھے تم مین یہ مانگون ہون دعا دل مین
کوئی دلبر مرے آگے تمھین بھی خوب سا کوٹے

زبانکی کر کے مقراض اور بنا دشنام کا کاغذ
ہمارے حق مین کیا کیا آپنے کتری ہین گل بوٹے

یہ کہتے ہین کہ عاشق چھوٹ جاتا ہی اذیت سے
جب اُسکی عمر کو لشکر اجل کا آنکر لوٹے

ہماری روح تو پھرتی ہی معشوقون کی گلیون مین
نظیر اب ہم تو مر کر بھی نہ اس جنجال سے چھوٹے

زخم غم مین چشم نے گوہر اگل کر بھر دیے
اشک نے جنگل کی جنگل دم مین دھل کر بھر دیے

جلوہ گر محفل مین رات اُس حسن کے شعلے کو دیکھ
شمعدان شمعون نے اپنے سب پگھل کر بھر دیے

کل جو تک رویا کسی کو یاد کر وہ گلبدن
اشک تھے آنکھون مین یا موتی کچلکر بھر دیے

جام کم بھرنے مین ساقی کو ذرا چھیڑا جو مین
اُسنے اک دو چار ساغر مجھکو جلکر بھر دیے

ذبح کرتا تھا وہ قاتل مجھ تپش آلودہ نے
خون مین سب دامن کے پاٹ اُسکے اُچھلکر بھر دیے

زخم شانے کے تری زلفون نے اے وعدہ خلاف
آخر شب لیت ولعل سے آجکل کر بھر دیے

کہتے ہین آ باغبان جتنے کہ خالی تھے چمن
جوش گل نے ابکی وہ سب پھول پھل کر بھر دیے

اب ترے رونیکا عالم حد سے گذرا ہی نظیر
اشک نے تیرے تو سب جل تھل نکلکر بھر دیے

کہتے ہین یان کہ مجسا کوئی مہ جبین نہین
پیارے جو ہمسے پوچھو تو یان کیا کہین نہین

تجھسا تو کوئی حسن مین یان نازنین نہین
یون نازنین بہت ہین پہ نازآفرین نہین

ساقی کو جام دیتے ہین اُس خوش نگہ کو آہ
ہر دم اشارتین ہین کہ اُسکے تئین نہین

جب اُس نہین کے کہنے سے مانے ہے وہ بُرا
آپ ہی پھر اُسکو کہتا ہون ہنسکر نہین نہین

اتنا تو چھیڑتا ہون کہ کہتا ہے جب وہ شوخ
بندہ تو میرا مول خریدا نہین نہین

ساقی تجھے قسم ہے دیے جا مجھے تو جام
یان دم مین دم ہی ہوتی نہین جب نہین نہین

پوچھے ہے اُس سے جب کوئی قتل نظیر کو
کہتا ہے ہنسے مارا ہی ہان ہان نہین نہین

رُخ پری چشم پری زلف پری آن پری
کیون نہ اب نامِ خدا ہو ترے قربان پری

جھمکی جھمکی وہ ثریا کی کرن پھول وہ پھول
بُندے بالے پری موتی پری اور کان پری

رشک خورشید جبین ابر سیہ سے پیچے
لہر چوٹی کی غضب زلف پریشان پری

حُسن گلزار قمر شکل صراحی گردن
مہ جبین سیب ذقن چاہ زنخدان پری

تازہ غمزہ کی بلا تیر نگہ دست سنان
تیغ ابرو کی ستم نرگس مژگان پری

مُسکرانے کی ادا جیسے چمک بجلی کی
آن ہنسنے کی قیامت لب و دندان پری

آنکھ مستی کی بھری شوخ نگاہین چنچل
قہر کاجل کی کھجاوٹ مسی و پان پری

بینی اور نتھ کا یہ عالم کہ چھدے دل جس سے
حور چنچی کی جھلک گوہر غلطان پری

دھکدھکی چاند سی جگنون بھی ستارون کی مثال
عطر دان طرفہ وہ توڑے بھی درخشان پری

چاک سینے کا غضب صاف بدن موتی سا
انگیا تصویر سی گرتی کا گریبان پری

پشت گلبرگ شکم سیم کمر تا رنگاہ
شان بلور گلاوٹ مین ہر اک ران پری

گھیر اپشواز کا وہ جسکے کنارے قرمان
چال آفت کی نشان جنبش دامان پری

کیا کہون اُسکے سراپا کی مین تعریف نظیر
قد پری تیغ پری عالم پری اور شان پری

نداہر در روضۂ رضوان سے کہو عشق اللہ — عاشقو کوچۂ جانان سے کہو عشق اللہ
جسکی آنکھون نے کیا بزم دوعالم کو خراب — کوئی اُس فتنۂ دوران سے کہو عشق اللہ
یارو دیکھو جو کہین اُس گل خندان کا جمال — تو مرے دیدۂ گریان سے کہو عشق اللہ
ہین جو وہ کشتۂ شمشیر نگاہِ قاتل — جاکے اُن گنج شہیدان سے کہو عشق اللہ
آہ کے ساتھ مرے سینے سے نکلے ہی دھوان — ای بتان مجھ دل بریانے سے کہو عشق اللہ

یاد مین اُسکے رخ و زلف کی ہر آن نظیر
روز و شب سنبل و ریحان سے کہو عشق اللہ

ای شوخ ہر گھڑی نہ ہوس آشنا کو چھیڑ — ایسا ہی چھیڑتا ہی تو اہل وفا کو چھیڑ
چھیڑیگا جب تو پیش نہ جاویگا کچھ فسون — ای دل نہ اُسکے انفی زلف دوتا کو چھیڑ
چھیڑین تو یار مجھکو بھی ہنسکے بہت دے — دلکی خوشی یہی ہی کہ اُس دلربا کو چھیڑ
رک رک کے اشک چشم کے لایا ہی غضب — ای غنچہ لب تو اب نہ دلِ مبتلا کو چھیڑ

اِک حرف چھیڑکا تو صریحا نہ کہہ نظیر
چھیڑے اگر تو پر دے مین اُس پر جفا کو چھیڑ

واسوخت

دوستان شرح پریشانی من گوش کنید — قصۂ بے سر و سامانی من گوش کنید
گفتگوی من و حیرانی من گوش کنید — داستانِ غم پنہانی من گوش کنید

شرح این آتشِ جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

روزگاری من و دل ساکنِ کوے بودیم — تابعِ خوی بتِ عربدہ جوے بودیم

عقل و دین باخته دیوانهٔ روے بودیم
بستهٔ سلسلهٔ سلسلهٔ موے بودیم

کس دران سلسله غیر از من دلبند نبود
یک گرفتار ازین جمله که هستند نبود

این همه مشتری و گرمیٔ بازار نداشت
یوسفی بود و لے هیچ خریدار نداشت
نرگس غمزه زنش این همه بیمار نداشت
سنبل پرشکنش هیچ گرفتار نداشت

اول آنکس که خریدار شدش من بودم
باعث گرمیِ بازار شدش من بودم

عشقِ من شد سببِ خوبیٔ رعنائی او
داور سوائی من شهرهٔ زیبائی او
بسکه کردم همه جا شرح دل افزائی او
شهر پر گشت ز غوغاے تماشائی او

این زمان عاشق سرگشته فراوان دارد
کے سر و برگ من بے سر و سامان دارد

چارهٔ نیست برآرم بهازین رائے دگر
که دهم جائے دگر دل بدل آرائے دگر
چشم خود فرش کنم زیر کف پائے دگر
بر کف پائے دگر بوسه زنم جائے دگر

بعد ازان رائے من امنیست همین خواهد بود
من برینم هستم و البته چنین خواهد بود

پیش تو یار نو دیار کهن هر دو یکیست
حرمتِ مدعی و حرمت من هر دو یکیست
قول زاغ و غزلِ مرغ چمن هر دو یکیست
نالهٔ بلبل و فریاد زغن هر دو یکیست

تو ندانسته که قدرِ همه یکسان نه بود
زاغ را مرتبهٔ مرغ خوش الحان نه بود

چون چنین ست پئے کار دگر باشم به
چند روزے پئے دلدار دگر باشم به
مرغ خوش نغمۂ گلزار دگر باشم به
عندلیب گل رخسارِ دگر باشم به

نو گلے کو کہ شوم بلبل دستان سازش
سازم از تازہ جوانانِ چمن ممتازش

آنکہ در جانم ازو مبدم آزارے ہست
میتوان یافت کہ از من بدلش یارے ہست
از من و بندگی من اگرش عارے ہست
بہ فروشد کہ بہر گوشہ خریدارے ہست

بہ وفاداری من نیست درین شہر کسے
بندۂ ہمچو مرا ہست خریدار بسے

مدتے در رہِ عشق تو دویدیم بس ست
راہ صد بادیہ بیدار بدیدیم بس ست
قدم از راہِ طلب باز کشیدیم بس است
اول و آخر این مرحلہ دیدیم بس ست

بعد ازین ماہ سر کوئے دل آرائے دگر
بہ غزالی و غزل خوانی و غوغائے دگر

ای پسر چند بکام دگرانت بینم
سرخوش و مست ز جام دگرانت بینم
مایۂ عیش مدام دگرانت بینم
ساقی مجلس عام دگرانت بینم

تو چہ دانی کہ شدی یار بہ بے باکی چند
چہ ہوسہا کہ ندارم بہ ہوسناکے چند

تو بپندار کہ مہر از دلِ پر خون نرود
آتش عشق بجان افتد و بیرون نرود
این محبت بصد افسانہ و افسون نرود
چہ گمان غلط ست این نرود چون نرود

چند کس از تو و یاران تو آزردہ نبود
دوزخ از سردی این طائفہ افسردہ نبود

بار این طائفہ خانہ برانداز مباش
از توصیف ست باین طائفہ دمساز مباش
میشوی شہرہ باین فرقہ ہم آواز مباش
غافل از لعب حریفانِ دغا باز مباش

بہ کہ مشغول باین شغل نسازی خود را
این نہ کاریست مباد اکہ ببازی خود را

در کمینِ تو بسے عیب شماران ہستند
سینہ پر کینہ ز تو سینہ گگاران ہستند
داغ بر سینہ ز تو کینہ گذاران ہستند
غرض انیست کہ در قصد تو یاران ہستند

باش مردانہ کہ ناگاہ قفاے نہ خورے
واقفِ میکشی خود باش کہ پائے نخوری

گرچہ از خاطر وحشی ہوسِ رو تیو رفت
از دلش آرزوِ قامتِ دلجوے تو رفت
دلِ آزردہ و آزردہ دل از کو تیو رفت
بادلِ پر گلہ از ناخوشیٔ خوے تو رفت

حاشہ فتد کہ دفاے تو فراموش کند
سخنِ مصلحت آمیز کسان گوش کند

ولہ

ایگلِ تازہ کہ بوے ز وفا نیست ترا
خبر از سرزنشِ خارِ جفا نیست ترا
التفاتے باسیرانِ بلا نیست ترا
ما اسیرِ تو و اصلاغمِ ما نیست ترا
رحم بر بلبلِ بے برگ و نوا نیست ترا
بر اسیرِ غمِ خود رحم چرا نیست ترا

فارغ از عاشقِ غمناک نمے باید بود
جانِ من این ہمہ بے باک نمیباید بود

ہمچو گل چند بروے ہمہ خندان باشی
ہمرہِ غیر بہ گلگشت گلستان باشی

آن زمان با دگران دست و گریبان باشی
جمع با جمع نباشند پریشان باشی
زان پیندیش که از کرده پشیمان باشی
یا دحیرانی ما آرے دحیران باشے

مانباشیم که باشد که جفاے تو کشد
بجفا سازد و صد جور برا ے تو کشد

شب بکاشانۂ اغیار نمے باید بود
ہمہ جا با ہمہ کس یار نمے باید بود
ہمرہ غیر بہ گلزار نمے باید بود
غیر را شمع شب تار نمے باید بود
تشنۂ خون من زار نمے باید بود
تا باین مرتبہ خونخوار نمے باید بود

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت بیباکی و خود کامے تست

دگرے جز تو مرا این ہمہ آزار نکرد
چو تو کس در نظر خلق مرا خوار نکرد
انچہ کردی تو بمن ہیچ ستمگار نکرد
این ستمہا دگرے با من بیمار نکرد
ہیچکس این ہمہ آزار من زار نکرد
ہیچ سنگین دل این کار بمن کار نکرد

گر ز آزردن من ہست غرض مردن من
مردم آزار مکش از پے آزردن من

جانمن سنگدلی دل بتو دادن غلط است
چشم امید بروے تو کشادن غلط است
بسر راہ تو چون خاک فتادن غلط است
روی تر کردہ بروے تو نہادن غلط است
رفتن اولی است ز کوی تو ستادن غلط است
جان شیرین بہ تمناے تو دادن غلط است

چون ندانی کہ غم عاشق زارت باشد
چون شود خاک بران خاک گذارت باشد

مدتے ہست کہ من دانم و تدبیری نیست
ہمچو زلفِ تو پریشانم و تدبیرے نیست

از غمت سر بگریبانم و تدبیرے نیست
چون دلِ رفتہ ز دامانم و تدبیرے نیست

از برای تو پریشانم و تدبیرے نیست
چہ توان کرد کہ حیرانم و تدبیرے نیست

شرح درماندگی خود بکہ تقریر کنم
عاجزم چارۂ من نیست چہ تدبیر کنم

نخلِ نوخیز گلستانِ جہان بسیار است
گل این باغ و چمن سرو روان بسیار است

بالب ہمچو شکر تنگ دہان بسیار است
طوق زرین کمر و مہ کمیان بسیار است

جان من ہمچو تو غارتگر جان بسیار است
طوق زرین کمر و مہ کمیان بسیار است

دیگرے این ہمہ آزار بہ عاشق نکند
قصد آزردنِ یاران موافق نکند

مدتے شد کہ در آزارم و میدانے تو
بگمند تو گرفتارم و میدانے تو

از غمِ عشق تو بیمارم و میدانی تو
خون دل از مژہ می بارم و میدانی تو

از برای تو چنین زارم و میدانی تو
چہ توان کرد در آزارم و میدانی تو

تا بکے از ستم و جورِ تو دل خون باشم
از مژہ خونِ جگر ریزم و محزون باشم

مکن آن طور کہ شرمندہ شوم از خویت
نکنم بار دگر یاد قدِ دل جویت

دیدہ پوشم ز تماشائے رخِ نیکویت
سخنے گویم و شرمندہ شوم از رویت

دست بر دل نہم و پائے کشم از کویت
گوشۂ گیرم و من بعد نیایم سویت

بشنو و پند کن قصد دل آزردۂ خویش
ورنہ بسیار پشیمان شوی از کردۂ خویش

چند صبح آیم و از خاک درت شام روم
از سر راه تو چون خاک بنا کام روم

بسر راه تو آئم نشوے رام روم
صد دعا گویم و آزردہ بدشنام روم

دور دور از تو من تیرہ سرانجام روم
نبود زہرہ کہ ہمراہ تو یک گام روم

کس چرا اینہمہ سنگین دل و بدخو باشد
جانمن این روشے نیست کہ نیکو باشد

از چہ با من نشوی یار چہ می پرہیزے
یار شو با من بیمار چہ مے پرہیزے

حرف زن اے بت خونخوار چہ مے پرہیزے
کیست مانع زمن زار چہ مے پرہیزے

نہ حدیثے کنی اظہار چہ مے پرہیزے
بکشا لعل شکربار چہ مے پرہیزے

کہ ترا گفت کہ با من زوفا حرف مزن
چین برابر وزن و یکبار جفا حرف مزن

در دمن کشتۂ شمشیر بلاے داند
سوز من سوختۂ داغ جفا میداند

پاک بازم ہمہ کس طور مراے داند
عاشقے ہمچو منت نیست خداے داند

میکنم ساکن صحراے فناے داند
ہمہ کس حال من بے سر و پاے داند

چارۂ من کن و مگزار کہ بے چارہ شوم
سر خود گیرم و از کوے تو آوارہ شوم

از سر کوے تو با دیدۂ تر خواہم رفت
چہرہ آلودہ بخون ناب جگر خواہم رفت

تا نظرے کنی از پیش نظر خواہم رفت
نہ کہ این بار چو ہر بار دگر خواہم رفت

گر نہ رفتم تو درت شام و سحر خواہم رفت
ہر دی باز آمدنم نیست اگر خواہم رفت

از جفاے تو من زار برفتم رفتم
لطف کن لطف کہ این بار برفتم رفتم

در صنعت واسع الشفتین

آیا نہیں جو کر کر اقرار ہنستے ہنستے
جل دیگیا ہے شاید عیار ہنستے ہنستے

اتنا نہ ہنس دل اُس سے ایسا نہو کہ چنچل
لڑنے کو تجھسے ہوئے تیار ہنستے ہنستے

لیکر صریح دلکو وہ گلعذار یارو
ظاہر کرے ہے کیا کیا انکار ہنستے ہنستے

ہنس ہنسکے چھیڑ اُسکو زنہار تو نہ اے دل
ہوگا گلے کا تیرے یہ ہار ہنستے ہنستے

ہنسنے کی آن دکھلا لیتا ہے دل کو گلرو
کرتا ہے شوخ یارو یہ کار ہنستے ہنستے

جھنجھلا کے حال دل کا کہنا نہیں روا ہے
لائق یہاں تو کرنا انکار ہنستے ہنستے

دستار سرخ سجکر طرہ زری کا رکھکر
آیا جو دل کو لینے دلدار ہنستے ہنستے

آنکھیں لڑا کے اُسنے ہنسکر نگہ کی ایسی
جو لیگیا دل آخر خونخوار ہنستے ہنستے

آیا ہے دیکھنے کو تیرے نظیر اے گل
دکھلا دے ٹک تو اُسکو دیدار ہنستے ہنستے

مخمسات و مسدسات وغیرہ

جسدن سے ادا مجھکو اُس بت کی لگی پیاری
اور کھپ گئی آنکھوں میں چنچل کی طرحداری

دل پھنسگیا زلفوں میں اُس شوخ کی یارو
دیوانگی آپہونچی جاتی رہی ہشیاری

کیا کیجے ہوئی اب تو یاں دل کی گرفتاری

مانتا ہوں جو ٹک جاکر تو مجھسے وہ لڑتا ہے
کچھ بات جو کہتا ہوں جھنجھلا کے جھگڑتا ہے

گردن کو پکڑ میری سر کو بھی رگڑتا ہے
جو جو وہ دکھاتا ہے سب دیکھنا پڑتا ہے

کیا کیجے ہوئی اب تو یاں دل کی گرفتاری

اک چاہ کے دریا میں دن رات میں بہتا ہوں
غوطہ بھی جو کھاتا ہوں تو کچھ نہیں کہتا ہوں

ہر دم کے ستم اسکے مین کھینچتا رہتا ہون
جو ظلم وہ کرتا ہے ناچار مین سہتا ہون
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

صورت جو کبھی اسکی ٹک دیکھنے جاتا ہون
وہ گالیان دیتا ہے مین سر کو جھکاتا ہون
جھڑکے ہی خفا ہو کر جب حال دکھاتا ہون
تیوری وہ چڑھاتا ہے مین خوف مین آتا ہون
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

دل دیکے مجھے یارو دکھ درد ہوالا ہا
پلکون نے ستمگر کی اب دلکو مرے کاہا
روتا ہون تو کہتا ہی کیون تو نے مجھے چاہا
جتنا وہ ستاتا ہی کہتا ہون اہا ہا ہا
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

کیجے گا رونا تو ہتھیلی کو بھرونگا مین
جو چیز منگاؤگے لا آگے دھرونگا مین
راتون کو نگہبانی کرتے نہ ڈرونگا مین
چیٹی کو جو کہیے گا چیٹی بھی کرونگا مین
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

بیٹھوگے تو ہر ساعت رومال جھلونگا مین
گرمی مین جو کہیے گا تو پنکھا ملونگا مین
خدمت کی جو باتین ہین اُنسے نہ ٹلونگا مین
جاؤگے کہین جسدم تو ساتھ چلونگا مین
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

در پر جو بٹھاؤگے دربان کہاؤن گا
فراش بناؤگے تو فرش بچھاؤن گا
تو سن کے بھی ملنے سے مُنھ کو نہ پھیراؤن گا
گر گھاس منگاؤگے تو گھاس بھی لاؤنگا
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

تقصیر نہو ویگی کچھ خدمتِ ساعی مین
ہوگا وہی آویگا جو رائے گرامی مین
آنیکی نہین ہرگز خاطر مری خامی مین
حاضر ہے نظیر ایکان اسوقت غلامی مین

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

ولہ

دکھلا کے جھمک جسکو ٹک چاہ لگا دیجے
پھر اُسکو بہت ایجان بالا نہ بتا دیجے
سو ناز اگر کیجے اُلفت بھی جتا دیجے
منظر کے ڈرا در کو آگے سے ہٹا دیجے
پھر ایک نظر اپنے ٹکھڑے کو دکھا دیجے

دیکھی ہے تمھاری جو چہرہ کی جھمک ایجان
دل سینے مین تڑپے ہے جو دیکھے ہے پھڑکان
ہے ہمکو بہت مشکل اور تمکو بہت آسان
ہی عرض یہی اب تو ای بادشہِ خوبان
پھر ایک نظر اپنے ٹکھڑے کو دکھا دیجے

چھپتے ہو عیان ہو کر ہو تم اگر اسٹ سب کے
عاشق بھی تو شیدا ہیں چاہتے ہین مطلب کے
دیدار کی خواہش مین ہم یان ہیں کھڑے کب کے
جسٹ دھب سے دکھایا تھا ویسی ہی طرح اب کے
پھر ایک نظر اپنے ٹکھڑے کو دکھا دیجے

آنکھین بھی ترستی ہین اور دل بھی بہت حیران
کل پڑتی نہین اکدم بن دیکھے ہوے ایجان
گر حسن دکھا ہمکو بیتاب کیا ہے یان
تو مہر سے ٹک ہنسکر ای رشک مہ تابان
پھر ایک نظر اپنے ٹکھڑے کو دکھا دیجے

آئی ہے نظر ہمکو جب سے وہ طرحداری
ٹھہری ہے اُسی دن سے خاطر مین طلبگاری
ٹک لیتے تمھین ہم تو جو ہوتی نہ لاچاری
گر ہمکو جلاتا ہے تو کر کے نمو داری
پھر ایک نظر اپنے ٹکھڑے کو دکھا دیجے

چھپنے کی اگر تمنے یان آن سواری ہے
تو بس نہین کچھ اپنا مرضی یہ تمھاری ہے
بن دیکھے ہوے ہمکو ہر سانس کٹاری ہے
کچھ اور نہین خواہش یہ عرض ہماری ہے

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

دل بحر محبت مین ہر آن جو بہتا ہے
اک آن تمھین دیکھین ارمان یہ رہتا ہے
جی ہو کے بہت بے بس دکھ دور ہی کے سہتا ہے
بیکل ہو نظیر اب تو اے جان یہی کہتا ہے

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

ہولی

تبو نکے زرد پیراہن مین عطر خنیہ جب مہکا
ہوا نقشہ عیان ہولی کی کیا کیا رسم اور رہ کا
گلال آلودہ گلچہروں کے وصف رخ مین نکلے ہے
مزا کیا کیا صریہ کلک سے بلبل کی چہچہ کا
گلابی انکھڑیون کے ہر نگہ سے جام مل پیکر
کوئی سرخوش کوئی بیخود کوئی لوٹا کوئی بہکا
چھڑکنا رنگ خوبان عجب شوخی دکھاتا ہے
کبھی کچھ تازگی وہ دہ کبھی انداز رہ رہ کا

بھگو یا دلبرون نے جب نظیر اپنے کو ہولی مین
تو کیا کیا تالیون کا غل ہوا اور شور قہقہ کا

ہولی

اجھکی عیش و طرب کیا کیا جب حسن دکھایا ہولی نے
ہر آن خوشی کی دھوم ہوئی یون لطف جتایا ہولی نے
ہر خاطر کو خرسند کیا ہر دل کو لبھایا ہولی نے
دف رنگین نقش سنہری کا جسوقت بجایا ہولی نے

بازار گلی اور کوچون مین غل شور مچایا ہولی نے

کیا سوانگ کیون یار نگ کیون یا حسن جتاون ہولی کا
سب اپنے بدن پر جھمک رہا اور کیسے کیسے کا ماتھا ٹیکا
ہنس دیا ہر دم ناز بھرا دکھلانا سج دھج شوخی کا
ہر گالی مصری قند بھری ہر ایک قدم اٹکھیلی کا

دل شاد کیا اور موہ لیا یہ جوبن پایا ہولی نے

کچھ طبلے کھنکے تال بجی کچھ ڈھولک اور مردنگ بجی
کچھ جھانجھ مین رباب بنکی کچھ سارنگی چھیڑ و چنگ بجی

کچھ تار طنبور و دف و چنگ کچھ دھمڑ طبل و رمشنگ بجی | کچھ گھنگھرو جھم جھم کچھ گت گت پاہنگ بجی
ہی ہر دم ناچنے گانیکا یہ تار بندھایا ہولی نے

ہر جا گہ تھال گلالون سے خوش رنگت کی گلکاری ہی | اور ڈھیر عبیر ونکے لاگے سو عشرت کی تیاری ہی
ہین لاگ بہارین دکھلاتے اور رنگ بھرے پچکاری ہی | منھ سرخی سے گلنار ہوے تن کیسر کی سی کیاری ہی
یہ روپ جھمکتا دکھلایا یہ رنگ دکھایا ہولی نے

پوشاکین جھلکین رنگونکی در ہر دم رنگ افشانی ہی | ہر وقت خوشی کی جھلکین ہین پچکاریونکی ارشانی ہی
کہین ہوتی ہی دھینگا مشتی کہین ٹھہری کھینچا تانی ہی | کہین لپٹا جھپٹی جھلکتی رنگ بھری کہین جوتا کیچڑ پانی ہی
ہر چار طرف خوشحالی کا یہ برش بڑھایا ہولی نے

ہر آن خوشی مین آپس مین سب ہنس رنگ چھڑکتے ہین | رخسار گلالون سے گلگون کپڑونسے رنگ ٹپکتے ہین
کچھ آگ اور رنگ جھلکتے ہین کچھ مے کے جام چھلکتے ہین | کچھ کودتے ہین کچھ اچھلتے ہین کچھ ہنستے ہین کچھ بکتے ہین
یہ طور یہ نقشا عشرت کا ہر آن بنایا ہولی نے

محبوب پیے یہ رنگ و نکی ہر جانب نوکا جھونکی ہی | کچھ آن رنگیلی چلتی ہی کچھ بان ادھر سے روکی ہی
کچھ بنسین ترچھی سحر بھری کچھ گھات لگاوٹ ٹوکی ہی | کچھ شور اہاہا ہا کا کچھ دھوم اہو ہو ہو کی ہی
یہ عیش و نشاط یہ کام و طرب ہر آن خدایا ہولی نے

معجونون سے رنگ لال ہو کہین چلتی مے کی پیالی ہی | کہین ساز طرب کے بجتے ہین دلشاد ان منھ پر لالی ہی
سو کثرت عیش مسرت کی خوشوقتی اور خوشحالی ہی | کچھ بوی ٹھٹولی پیا بھری کچھ گالی ہی کچھ پالی ہی
ان چرچونکا ان چہلونکا یہ تار لگایا ہولی نے

ہین کیا کیا سیر رنگ بھرے اور سوانگ بھی کیا کیا آتے ہین | کر باتین ہر دم چلبل بھری خوش ہنستے اور ہنساتے ہین
کچھ جوگی چیلے بیٹھے ہین کچھ کا منونکا گاتے ہین | کچھ اور طرح کے سوانگ بنین کچھ ناچتے ہین کچھ گاتے ہین

ہر آن نظیر اس فرحت کا سامان دکھایا ہولی نے

ولہ

ہی دید فقط منظور جنہیں وہ ہو کر جب بیکل نکلے
آ پہونچے اُسکے کوچے مین جو لیکر دل چنچل نکلے

کیا کام اُنہین جو ہنس بولے یا شوخی مین چنچل نکلے
ہی مقصد جنکے دیکھے سے وہ گھر سے جب اک پل نکلے

ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

ڈ پوچھا انسے کون ہو تم نہ اپنے جی کی بات کہی
ٹکرا کچھ انکار پڑا نہ کہنا ٹھہرا یون ہی سہی

جب چھوڑی خواہش بوسہ کی پھر کاہیکو دم شناسی
جب سنگھ ہو گئے چنچل سے تو سب چھوڑ رہو تم باتسی

ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

بیچین ہوا دل سینہ مین گر دیکھنے مین کچھ دیر ہوئی
گھبرا کے نکلے بے بس ہوا اور شوق کی گھیر گھیر ہوئی

بازار گلی اور کوچہ مین ہر ساعت ہیر پھیر ہوئی
تھی چاہ نظر بھر دیکھنے کی جس جا گہ پر مٹ بھیر ہوئی

ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

نہ خواہش پاس بٹھانیکی نہ حاجت زلف کھلانے کی
نہ غرض مسی کے ملنے کی نہ جت پان چبانے کی

ہی جی مین چاہ بھری ایسی جو شمع سے ہو پروانے کی
جسجا گہ پر مٹ بھیر ہوئی ہے طرز یہی دلجانیکی

ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

بیتابی دلکے بیچ رکھی در خاطر یہ بات رکھی
ناکام رکھا مل بیٹھنے سے نہ اور مطلب کی گھات رکھی

اک حرف نہ لائے ہونٹون پر دھن دیکھنے کی دن رات رکھی
جب سامنے آگے دلبر کے منظور یہی اک بات رکھی

ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

اِک آن نہین کل پڑتی ہی ہر آن کی چٹک لگن مین
نہ داخل جھجھر کی کھانے مین نہ شامل رُکھانے مین

نہ ایمانہ تصریح رہی کچھ دل کا حال جتانے مین
بس ایک غرض ہم رکھتے ہین یون تک آنے جانے مین

ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوئے اور چل نکلے

ہے حسن جو اُسکا ناز بھرا اور آن دا ادا بھی پائی ہے
سر پانوں سے ہے اس چنچل مین زینت و زیبائی ہے
جب گھر سے وہ دلبر نکلے ہے دل دیکھنے کا شیدائی ہے
ہمکو تو نظیر اس اُلفت مین یہ طرز یہی بن آئی ہے

ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوئے اور چل نکلے

ولہ

ہے دام بچھا اسکی زلفون کی ہر اک پل مین
جادو ہے نگاہون مین اور سحر ہے کاجل مین
سر پانوں سے شوخی ہے اُس چلبلے چنچل مین
چٹکی لگاوٹ نے اک آن کی چھل بل مین

پلکون نے جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

کر نیسے خبرداری ہرگز نہ ہوا ہا ہا
اور ایک کے سینہ کو عیار کی لے راہا
اس شوخ ستمگر نے غمزہ سے جو ٹھہین چاہا
کی یار د یہ کچھ پھرتی کیا کہیے اہا ہا ہا

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

کیا پیش چلے اُس سے یون ناز بھرا ہو جو
کس طور سرک جاے ہونا ہو جو کچھ ہو سو
یہ گھات یہ چنچل پن کب یاد پری کو ہو
اِس ڈھب کے تئین یار د دیکھو تو ہو ہو ہو

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ہنس ہنس کے لگا جسدم وہ ناز دا کرنے
جی اُسکی لگاوٹ سے ہر لحظہ لگا ڈرنے
ہر آن لگی اُسکی سو مکر کے دم بھرنے
کیا کام کیا یار د اُس شوخ ستمگر نے

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ڈرتے تھے بہت ہم تو اُس شوخ لڑاکے سے
اور خوف مین تھے اُسکے ڈھب آن ادا کے سے
آیا جو ادھر کو تھا عیار لپاکے سے
نظرون کے ملاتے ہی چنچل نے چھپاکے سے

پلکو نکی جھپک دکھلا دل جھل لیا اک پل مین

رکھتے تھے بہت ہم تو ہر آن کی ہشیاری
خوبانسے نہ ملتے تھے تا ہو نہ گرفتاری
آج اُس بُت پرفن نے آکر یہ طرحداری
جُل دیکے ہمین لپ جھپ کر کر کے فسوںکاری

پلکو نکی جھپک دکھلا دل جھل لیا اک پل مین

سمجھے تھے اسے ہم تو محبوب یہ بھولا ہی
جو مکر ہی اور فن ہی ہرگز نہین آتا ہی
یہ بات نہ سمجھے تھے جو سحر کا نقشا ہی
کیا کہیے نظیر آگے یہ رو رتماشا ہی

پلکو نکی جھپک دکھلا دل جھل لیا اک پل مین

ولہ

ہوا جو آکے نشان آشکار ہولی کا
بجا رباب سے ملکر ستار ہولی کا
سرور رقص ہوا بے شمار ہولی کا
ہنسی خوشی مین بڑھا کاروبار ہولی کا

زبان پہ نام ہوا بار بار ہولی کا

خوشی کی دھوم سے ہر گھر مین رنگ نبڑائے
گلال عبیر کے بھر بھر کے تھال رکھوائے
نشو نکے جوش ہوئے راگ رنگ تھرائے
جھمکتے روپ کے بن بن کے سوانگ دکھلائے

ہوا ہجوم عجب ہر کنار ہولی کا

گلی مین کوچے مین غل شور ہو رہا اکثر
چھڑکنے رنگ لگے یار ہر گھڑی بھر بھر
بدن مین بھیگے ہین کپڑے گلال چہرہ و سر
بھی یہ دھوم تو اپنے گھر دنسے خوش ہو کر

تماشا دیکھنے نکلے نگار ہولی کا

بہار چھڑکوان کپڑون کی جب نظر آئی
ہر عشق باز نے دل کی مراد بھر پائی
نگہ لڑا کے پکارا ہر ایک شیدائی
میان یہ تمنے جو پوشاک اپنی دکھلائی

خوش آیا اب ہمیں نقش و نگار ہولی کا

تمہارے دیکھ کے منہ پر گلال کی لالی
ہمارے دل کو ہوئی ہر طرح کی خوشحالی
دکھانے دی ہے گلرنگ کی بھری پیالی
جو ہنسکے دو ہمیں پیارے تم اسگھڑی گالی
تو ہم بھی جانیں کہ ایسا ہی پیار ہولی کا

جو کی ہے تمنے یہ ہولی کی طرفہ تیاری
تو ہنسکے دیکھو ادھر کو بھی جان یکبارگی
تمہاری آن بہت ہمکو لگتی ہے پیاری
لگا دو ہاتھ سے اپنے جو ایک پچکاری
تو ہم بھی دیکھیں بدن پر نگار ہولی کا

تمہارے ملنے کا رکھکر ہم اپنے دلمیں دھیان
کھڑے ہیں آس لگا کر کہ دیکھیں اک آن
یہ خوشدلی کا جو ٹھہرا ہے آنکر سامان
گلے میں ڈالکے باہیں خوشی سے تم جانان
بچھاؤ ہمکو بھی اکدم یہ ہار ہولی کا

اُدھر سے رنگ لیے آؤ تم ادھر سے ہم
گلال عبیر ملیں منہ پہ ہو کے خوش ہر دم
خوشی سے بولیں ہنسیں ہولی کھیلکر باہم
بہت دنوں سے ہمیں تو تمہارے سر کی قسم
اسی امید میں تھا انتظار ہولی کا

بتونکی گالیاں ہنس ہنس کے کوئی سہتا ہے
گلال پڑتا ہے کپڑوں سے رنگ بہتا ہے
لگا کے تاک کوئی منہ کو دیکھ رہتا ہے
نظیر یار سے اپنے کھڑا یہ کہتا ہے
مزا دکھا دے ہمیں کچھ بھی یار ہولی کا

ولہ

چلا جب گھر سے اک لبریز لونکو حسن سے چھلنے
عرق کو رخ کے پلکونکی جھپک نے پنکھا لگی جھلنے
لگے تسخیر کے سو نقش اور تعویذ مہکل نے
لگایا دام زلفوں کے شکن نے پیچ نے بل نے

بنا یا پان نے رنگ اور سبحالا سرخا جل نے

وہ ٹکڑے کی جھلک آئینہ جسکو دیکھ ہو حیران
وہ کاکل کی لٹک جسپر فدا ہو سنبل و ریحان
مسی اور پان سے بھی منفعل ہون سنبل و ریحان
مرا دل دیکھتے ہی اُس صنم کو ہو گیا شادان

نگاہین دمبدم سو عیش و عشرت سے لگین ملنے

کئی بار اُسکی جانب مین نے جب بھر کر نظر دیکھا
وہ عالم حسن کا اُسکے بہت مجھکو پسند آیا
وہ آنکھین پیاری پیاری ملی دیکھو لا سا وہ مُنہ اُسکا
کبھی خوش ہو کے ہو ہو کی کبھی بولا اہاہا ہا

عجب لوٹے مزے اُسوقت نظارون کی اٹکل نے

ہوئی دلکو مرے اُس آن حاصل کیا ہی خوشوقتی
اُسے بھولا سمجھکر مین نے دیکھی ہر ادا اُسکی
کبھی مُنہ پھیر کبھی زلفون کی جانب ٹکٹکی باندھی
نہ بولا مُنہ سے ہرگز دیکھکر وہ خوشدلی میری

مگر کچھ کچھ تبسم کی شکر لب سے لگا ملنے

وہ جسدم مُسکرایا پھر تو مین خوش ہو کے کھل نکلا
ہوا دل کو یقین میرے کہ یہ محبوب ہی بھولا
نہ یان کچھ خوف تیوری کا نہ یان خطرہ ہے جھڑکی کا
مجھے کر جُل سے غافل بھولی صورت کا بنا نقشہ

کیا اکبار مُنہ غصہ مین سُرخ عیار اچپل نے

مرے ہوش اُڑ گئے یارو جب اُسکی شکل یہ دیکھی
وہین گھبرا گیا اور سٹ پٹایا عقل سب بھولی
کہا دل مین کہ دن اب کیا سمجھ تو ہو گئی اُلٹی
اب اس ظالم کے ہاتھون سے بچاؤن کیونکر اے جی

اُٹھا کر جھٹ قدم واں سے لگا گھر کی طرف چلنے

جب اُس عیار نے دیکھا کہ اب مین یانسے چل نکلا
کہا ہنسکر ارے پُرفن کہان تو جانے پاویگا
یہ سُنکر اور بھی گھبرا گیا مین خوف سے اُس جا
چلا ڈرتا جو آگے کو تو وہ پھر ہنسکے یون بولا

اڑا کر مفت نظارے بچا اب تم لگے ٹلنے

کہا جب اُسنے یہ پھر تو حواس اپنے مجھے بھولے — ٹھٹک کر رہ گیا اُس جا نہ ہرگز چل سکا آگے
دکھائی عاجزی منت بھی کی اور ہاتھ بھی جوڑے — ادب سے یوں کہا اب تو ہوئی تقصیر یہ مجھسے
لگے قطرے پسینے کے مرے مُنہ سے وہین ڈھلنے

نہ آیا رحم کچھ اُس کو بہت مین نے سماجت کی — نگہ نے سامنے آتے ہی سینے مین سنان جڑدی
کمندِ زلف پُرخم نے بھی گردن لی پھر جکڑی — لگے غمزے لگانے تیر ادھر دکھلا کے سو پھر تی
اُدھر سے تیغ ابرو کی بھی پھر کیا کیا لگی چلنے

اُدھر آن و ادا لپٹی کرشمون نے اُدھر گھیرا — اُدھر پلکونکی نوکون نے چبھو یا دل مین نشتر سا
اُدھر انداز نے دھج کی کیا دیوانہ و شیدا — اُدھر آنکھون کے جادو نے بنایا باؤلا کیا کیا
اُدھر کین پھُرتیان کیا کیا نگاہون کی بھی چل جانے

کرے کیا وان کوئی جس جا یہ صورت آنکر ٹھہرے — بچاوے دل کو پھر کیونکر کرے کیا اور کسے روکے
کرون کیا اسگھڑی کچھ بن نہ آیا دستو مجھ سے — دکھا کر مجھکو اپنی وان زبردستی کے یہ نقشے
وہین دل لے لیا جھٹ پٹ نظیر اُس شوخ نیچا نے

ولہ

ملنے کا ترے رکھتے ہین ہم دھیان ادھر دیکھ — بھاتی ہی بہت ہمکو تری آن ادھر دیکھ
ہم چاہنے والے ہین ترے جان ادھر دیکھ — ہولی ہی صنم ہنسکے تو اک آن ادھر دیکھ
اے رنگ بھرے نونگل خندان ادھر دیکھ

ہم دیکھنے تیرا یہ جمال اسگھڑی ایجان — آئے ہین یہی کہکے خیال اسگھڑی ایجان
تو دل مین نہ رکھ ہمسے ملال اسگھڑی ایجان — مکھڑے پہ ترے دیکھ گلال اسگھڑی ایجان
ہولی بھی یہی کہتی ہی ایجان ادھر دیکھ

اب زرد یہ چیرا جو ترے سر پہ جا ہی
اور اُس پہ یہ طرّہ جو زریکا بھی دھرا ہی
نیمہ بھی ترا رنگ سے کیسر کے بھرا ہے
پوشاک پہ تیری گل صد برگ فدا ہی
نرگس تری آنکھونپہ ہی قربان ادھر دیکھ

ہولی کی طرب ہی جو ہر اک جا ہین نمودار
سنتے ہین کہین راگ کہین مے سے ہین سرشار
ہی دل مین ہمین تو تری نظرون سے سروکار
پچکاری ہمارے تو لگایا نہ لگایا یار
ہمکو تو فقط ہی یہی ارمان ادھر دیکھ

ہی دھوم سے ہولی کے کہین شور کہین غل
ہوتا نہین کچھ رنگ چھڑکنے مین تامل
دف بجتے ہین سب ہنستے ہین اور دھوم ہی پل پل
ہولی کی خوشی مین تو نکر ہم سے تغافل
اے جان ہمارا بھی کہا مان ادھر دیکھ

ہی دید کی ہر آن طلب دلکو ہمارے
جیتے ہین فقط تیری نگاہون کے سہارے
ہین یان جو کھڑے آنکے اُس شوخکے مارے
ہم ایک نگہ کے ترے مشتاق ہین پیارے
ٹک پیار کی نظرون سے مری جان ادھر دیکھ

ہر چار طرف ہولی کی دھومین ہین اہاہا
دیکھو جدھر آتا ہی نظر زور تماشا
ہر آن جھمکتا ہی عجب عیش کا چرچا
ہولی کو نظیر اب تو کھڑا دیکھے ہی یان کیا
محبوب یہ آیا ارے ناداں ادھر دیکھ

اندھیری رات کا بیان

لاتی ہی جب اپنا یہ شروعات اندھیری
کرتی ہی اُجالے کے تئین مات اندھیری
دیتی ہی غریبون کو مکافات اندھیری
دکھلاتی ہی خوبان کی ملاقات اندھیری
ہر عیش کی کرتی ہی عنایات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

جسوقت ہوئی رات اندھیری ہے دھواں دھار — معشوق طا شوق سے جا بھڑ گئے للکار
گر اسمین کہیں شور و یا غل ہوا اک بار — ایدھر سے اُدھر ہو گئے دو چار قدم پار

پر لاتی ہے اِس ڈھب کی مہمات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

جب یار چلا اوڑھ کے کالا سا دُشالا — کمبل کو اودھر ہنے بھی کاندھے پہ سنبھالا
جا مل گئے اور دل کا بھی ارمان نکالا — مُنھ اُسکے رقیبون کا کیا خوب سا کالا

کیا وصل کی رکھتی ہے کرامات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

بوسہ لیا مُنھ موڑ الگ ہو رہے چپکے — چھاتی سے لگا چھوڑ الگ ہو رہے چپکے
سینے کا وہ پھل توڑ الگ ہو رہے چپکے — اغیار کا سر پھوڑ الگ ہو رہے چپکے

اِس ڈھب کی تو رکھتی ہے عجب گھات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

کل یار نے اور ہنسکے جو پی لے کے گلابی — اور عیش لگے کرنے جو ہو ہو کے شرابی
اتنے مین رقیب آگیا بو سونگھ شتابی — گر چاندنی ہوتی تو بڑی ہوتی خرابی

ٹالے ہے سب آئی ہوئی آفات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

سوتے تھے جو ہم اسمین مُنے غیر کے کھٹکے — چھپ چھپکے اُٹھ دونون وہین نیچے پلنگ کے
ہم ہنستے رہے اُسنے ڈھپک ڈھپ جو مارے — کتنا ہی ٹٹولا جو اُجالا ہو تو پاوے

چوری کی بھی رکھ لیتی ہے کیا بات اندھیری — کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

معمول ہے جب چاند کا چھپتا ہی اُجالا
ہوتا ہی عجب کھیل پریرو سے دوبالا
محبوب پری شکل صراحی و پیالا
نہ روکنے والا نہ کوئی ٹوکنے والا
اِس لوٹ کی کرتی ہی مدارات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

جس کوچے مین چاہا وہین کرنے لگے پھیری
بیٹھے کہین اُٹھے کہین جلدی کہین دیری
اور اسین کہین نکلگئی گر حُسن کی ڈھیری
پھر جب تو نہ کہہ میری نہ مین کچھ کہون تیری
کام عیش کے لاتی ہی لگا سات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

تھا شوخ سے کل رات عجب سیر کا کھٹکا
بوسونکی مدارات کا سینونکے لپٹ کا
آیا جو چلنخور تو بندہ وہین سٹکا
وہ ٹکرین کھاتا ہوا پھرتا رہا بھٹکا
رد کرتی ہی سب سر کی بلیات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

تھی شب کو اندھیری تو عجب ڈھب کی فضا آہ
سو عیش و طرب سے تھے ہم اس یار کے ہمراہ
نکلے تھے ہمین ڈھونڈھنے اُسدم کئی بدخواہ
مل مل ہی گئے تو بھی نہ دیکھا ہمین واللہ
کیا عیش کی رکھتی ہی طلسمات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

ولہ

جو نوجوان ہین اُنکے دل مین گمان کیا ہی
جو ہم مین کس ہی اُن مین تاب و توان کیا ہی
بوڑھا دھیڑا مکا ڈھمکا فلان کیا ہی
ہمسے جو ہو مقابل پٹھے مین جان کیا ہی

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہے

ہر وقت دل ہمارا گمدر ہی بھانتا ہے
تیرا ہے تلک ہمارا تو وے ہی چھانتا ہے
ہر شوخ گلبدن سے گہری ہی چھانتا ہے
اس بات کو ہماری اللہ ہی جانتا ہے

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہے

جا ہین تو گھور ڈالین سو خوبرو کو دم مین
اور میلے چھان ماریں وہ زور ہے قدم مین
سینہ پھڑک رہا ہے خوبان کے درد و غم مین
پٹھون مین وہ کہان ہین جو گرمیان ہین ہم مین

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہے

ڈھلے ہوے ہین ہمتو خوبان کے درد و غم سے
اور جھریان پڑی ہین انکے غم و الم سے
مونچھین سفید کی ہین اس ہجر کے ستم سے
بوڑھا ہین نجانو اللہ کے کرم سے

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہے

کوئی بھی بال تن پر میرے نہین ہے کالا
خوبان کے درد و غم کا ان پر پڑا ہے پالا
اگر جوان مقابل ہووے کوئی ہمارا
خالق سے ہے یقین یہ دکھلاے وہ بھی چھالا

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہے

اے یار سو برس کی ہوئی اپنی عمر آخر
دکھلاے جس گھڑی مین میدان مین زور اکثر
اور جھریان پڑی ہین سارے بدن کے اوپر
رستم کو بھی سمجھتے اپنے نہین برابر

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہے

ہم اور جوان ملکر دل کے تئین لگاوین
اور اپنے اپنے گل سے ملنے کی دل مین لاوین
جا کر انھونکے گھر پر جب زور آزماوین
وہ گر دیوار کودین ہم کو ٹھا پھاند جاوین

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہے

جاتے ہین روز جتنی خوبان کی بستیان ہین
ہر آن دید بازی اور بت پرستیان ہین
سو سو طرح کے حیلے جی مین اکستیان ہین
کیا جوش بھر رہی ہین کیا جوش مستیان ہین
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

جو ہو گوجانے بوڑھا سو وہ ہی شیخ چلی
ہم چھیڑ ڈالین اب بھی خوبانکو کر کے کھلی
ہاتھی کو داب بیٹھین جیسے چوہے کو بلی
رستم سے اک گھڑی مین مچوادین تو تہ تلی
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

دنیا مین طاقت اپنی مشہور اسقدر ہی
کوچون مین اور مکان مین دیکھو جدھر اودھر ہی
جنگل مین ہاتھی چیتا یا کوئی شیر نر ہی
ہر اک کے دل مین اپنا ہی خوف اور خطر ہی
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

کرتے ہین ہم جو یار و داب دھوم اور دھڑکے
دیکھے جوان تو اُسکے چھٹ جائین دم مین چھکے
پیتے ہین مے کے پیالے چلتے ہین یار و مکے
کیا کیا نظیر ہم بھی کرتے ہین اب جھکے
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

ولہ

کیا بات ہی جو گلبدن نظرین چھپائے ہمسے
کچھ ہو یہ دونگا ہین ہنسکر ملائے ہمسے
ہم وہ میان ہین اللہ پالا نہ ڈالے ہمسے
رہتے ہین ہاتھ باندھے اب حسن والے ہمسے
اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پیار و آنکھین لڑائے ہمسے

اُس حسن کا پڑا ہی کانون مین جب سے جھنکا
ہو کر فقیر پہنے جامہ رنگا ہی تن کا
دیدار کی طلب کو پیالا بنا ہین کا
سیلی بہین کے تاکا منکا پھرا کے منکا

اک دم کو آگئے ہین مُنھ مت چھپائیے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر پیر و آنکھین لڑائیے ہمسے

اپنی تو عشق مین ہی گذری جوانی پیری
یا کاکلون کے پھندے یا زلف کی اسیری
اے دل جلونکے دلبر اب وقت دستگیری
تیرے ہی دیکھنے کو اب ٹھان کے فقیری

اک دم کو آگئے ہین مُنھ مت چھپائیے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر پیر و آنکھین لڑائیے ہمسے

آگے بھی بھیس ہمنے بدلے ہین کتنی بارہی
زنار باندھی قشقہ کھینچا ہے جوگیاری
جوگی بھی بن چکے ہین مندیل بھی سنواری
آزاد بن کے اسدم ہین دیدے بھکاری

اک دم کو آگئے ہین مُنھ مت چھپائیے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر پیر و آنکھین لڑائیے ہمسے

بانکے بھی ہوکے ہمنے اس دید کو اُڑایا
شمشیر اور سپر کو اک عمر کھڑکھڑایا
بانک و ٹپا و یلم گدکا و لٹھ پھیرایا
جھمکا تمھارا اسدم ہمکو جو یاد آیا

اک دم کو آگئے ہین مُنھ مت چھپائیے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر پیر و آنکھین لڑائیے ہمسے

پھر کتنے روز ہمنے بچا بچے کا پالا
اس حال مین بھی کتنے خوبان کو دیکھ ڈالا
پنجر اگلہری طوطا شکرا شکار والا
اب دیکھنے کو تیرے یہ سوانگ کرکے لالا

اک دم کو آگئے ہین مُنھ مت چھپائیے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر پیر و آنکھین لڑائیے ہمسے

شیشے مین مدتون تک ہمنے پلنگ اُتارا
کتنے پری رخون کو جا پرنے مین مارا

تصویر رین بچایا بھی کتنے دنون بچارا
اب دیکھنے کو تیرے ہو کر فقیر یارا
اِک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑالے ہمسے

کشتی مین کتنی مدت پہنے بدن کو توڑا
سو گلبدن کے تن کو من مانتا مڑوڑا
جوڈھب تھا اُس ہنر کا کوئی نہ ہنے چھوڑا
اب خوبرو کا پیارے دنیا مین دیکھ توڑا
اِکدم کو آگئے ہین منھ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑالے ہمسے

جوڑے کبوتر دنکے کتنے دنون اُڑائے
گنکوے چنگ گڈے تکلین پتنگ بنائے
گھٹ والے بن ہزارون چھاپے تنک لگائے
ہین دیدکے جو دل مین لاکھون مزے سمائے
اِکدم کو آگئے ہین منھ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑالے ہمسے

پھر لعل بھی لڑائے اور گلدمین بھی پالین
جنگل مین گل لگائین اور پیڑیان سنبھالین
ڈبیونمین ڈال مکھی مل یکریان بنالین
کیا کیا نہ ہنے پیارے پھر چھُپکیان نچالین
اِکدم کو آگئے ہین منھ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑالے ہمسے

اس شہر مین ہزارون گو خوبرو بتان ہین
لیکن بتاؤ کسکی یہ پیاری انکھڑیان ہین
کس مین یہ غمزہ ہٹ کس مین یہ شوخیان ہین
انداز کرکے دل مین تجھ مین جو خوبیان ہین
اِکدم کو آگئے ہین منھ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑالے ہمسے

خیر ادی ہو کے ہمنے لٹو چکئی بنائے
اُسمین بھی کتنے لڑکے خیر اور پر چڑھائے
پھر ہو کے سرمہ والے سرمہ بہت لگائے
رکھیون تلک لڑائے بندر تلک نچائے

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پریو آنکھین لڑائے ہمسے

اب تو نظیر تیرا ہی میہمان پیارے
آکر گلے لپٹ جا اے مہربان پیارے
بوسہ کئی دلا دے ہونٹو نسے جان پیارے
تیرے ہی دیکھنے کا رکھ دلمین دھیان پیارے

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پریو آنکھین لڑائے ہمسے

ولہ

ہین مرد اب وہی کہ جنھون کا ہی فن درست
حرمت اُنھین کے واسطے جنکا چلن درست
رہتا نہین کسی کا سدا مال دھن درست
دولت رہی کسیکی نہ باغ و چمن درست
جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

رہیا مین اب اُنھونکے تئین کہیے بادشاہ
جنکے بدن درست ہین دن رات سال و ماہ
جسپاس تندرستی و حرمت کی ہو سپاہ
ایسی پھر اور کون سی دولت ہی واہ واہ
جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جو گھر مین اپنے میری و حشمت پناہی ہی
بن تندرستی سب وہ خرابی تباہی ہی
یہ تندرستی یارو بڑی بادشاہی ہی
سچ پوچھیے تو عین یہ فضل الٰہی ہی

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

گر دولتون سے اُسکا بھرا ہی تمام گھر
ہو تندرست گرچہ یہ مفلس ہی سربسر

بیمار ہی تو خاک سے بدتر ہی سب وہ زر
پھر نہ کسی کا خوف نہ ہرگز کسی کا ڈر

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

عاجز ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو
قیدی ہو یا اسیر ہو پر تندرست ہو

بے زر ہو یا امیر ہو پر تندرست ہو
مفلس ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

اسمین تمام ختم ہین عالم کی خوبیان
قسمت سے جب یہ دونون میسر ہون پھر تو جان

ہو تندرستی اور ملے حرمت سے آب و نان
پھر ایسی اور کونسی دولت ہی میری جان

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

پروا نہین اگرچہ لکھا یا پڑھا نہ ہو
حسن و جمال و علم و ہنر گو ملا نہو

محتاج حق سوا پہ کسی اور کا نہ ہو
اک تندرستی چاہیے کچھ ہووے یا نہو

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

بیمار گرچہ لاکھ طرح سے ہو بادشاہ
تو اُسکو جانیے نہ گدا سے بھی ہو تباہ

ہم تو اُسی کو شاہ کہین اور جہان پناہ — اب جسکا تن درست ہو حرمت سے ہو نباہ

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ہون گرچہ لاکھ دولتین بیمار کے کنے — اور نعمتون کے ڈھیر لگے ہون بنے ٹھنے
بہتر ہین مفلسی کے میان جانیے چنے — جو تندرست ہین وہی دودھا ہین اور پنے

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جب تندرستیونکی رہین دلمین بستیان — پھر سو طرح کے عیش ہین اور مے پرستیان
کھانے کو نعمتین ہون و یا فاقہ مستیان — سب عیش اور مزے ہین جو ہون تندرستیان

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

چاہا جو دل نشہ کو تو وہین منگا لیا — محبوب دلبرونکو گلے سے لگا لیا
آیا جو عیش دل مین خوشی سے اُڑا لیا — جو مل گیا سو پی لیا چاہا سو کھا لیا

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

آیا جو دل مین سیر چمن کو چلے گئے — بازار چوک سیر تماشے مین خوش ہوے
بیٹھے اُٹھے خوشی مین ہر اک جا چلے پھرے — جا کے مزے مین رات کو یا خوش ہو سو رہے

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

نظیر

قدرت سے یہ جو تن کی نبی ہی ہر ایک کل
جب تک یہ کل بھی ہو جبھی تک پڑے ہی کل
گر ہو خدانخواستہ ایک کل بھی چل بہ چل
پھر نہ خوشی نہ عیش نہ کچھ زندگی کا پھل

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ادنی ہو یا غریب تونگر ہو یا فقیر
یا بادشاہ شہر کا یا ملک کا وزیر
ہی سب کو تندرستی و حرمت ہی دلپذیر
جو تو نے اب کہا سو یہی سچ ہی اے نظیر

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ولہ

دکھ کی دولت ہو تو اسکو بھی تباہی بوجھیے
سکھ سے رہنا خلق مین خوش دستگاہی بوجھیے
روشنی کو غم کے ہر جا گہ سیاہی بوجھیے
صحت و حرمت کو نت حشمت پناہی بوجھیے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

صحت و حرمت سے گر اللہ یار ہے بناہ
اس برابر کونسا ہے پھر جہان مین عز و جاہ
اب جو ہم اسبات کے رتبے کو کرتے ہین نگاہ
کیا کسی عاقل نے یہ نکتہ کہا ہے واہ واہ

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

اُسکے سب محتاج ہین اب شاہ سے تا گدا
جس سے تن سالم رہے اور پیٹ حرمت سے بھرا
آبرو اور تندرستی جسکو حق نے کی عطا
پھر جہان مین اُس سا یار و کونسا ہی بادشا

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

دو تین جتنی ہین سب ان دو تو سے ہین تلے
ابرو اللہ رکھے اور عمر حرمت سے کٹے
عزت و حرمت بڑی دولت ہے اللہ سب کو دے
ہر گھڑی ہر آن ہر دم خلق مین یہ پیار سے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

آبرو دنیا مین یارو موتی کی سی آب ہے
تندرستی اور بھی پھر عیش کا اسباب ہے
جس کے ہے یہ اُسی کا سب دبدبہ آداب ہے
نہ رہین یہ زندگی تو پھر خیال و خواب ہے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ہین جہانتک خلق مین پیر و جوان خرد و کبیر
عالم و فاضل گداؤ بادشہ میر و وزیر
کیا تونگر کیا غنی کیا بینوا اور کیا فقیر
سب جہانمین ہین اسی نکتہ کے قائل اے نظیر

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ولہ

کیا علم اُنھون نے سیکھ لیا جو بن لکھے کو بانچ ہین
اور بات نہین منھ سے نکلے بن ہونٹ ہلائے جانچے ہین
دل اُنکے تار ستار دنکے تن اُنکے طبل طمانچے ہین
مُنھ چنگ زبان مہل سارنگی یا گھنگرو ہاتھ کمانچے ہین

ہین راگ اُنھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ اُنھین کے ساتھ ہین
جو بے گت بے تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہین

گل باجے بجکر ٹوٹ گئے آواز لگی جب بھرنے
اور چھم چھم گھنگرو بند ہوئے تب گت کا نت لگے پانے
سنگیت نہین یہ سنگت ہی ٹٹو بھی جس سے گت مانے
یہ ناچ کوئی کیا پہچانے اس ناچ کو ناچے سو جانے

ہین راگ انھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھین کے سانچے ہین
جو گیت بے سُر تال ہوے بن تال کچھا وچ ناچے ہین

جب ہاتھ کو دھویا ہاتھو نسے جب ہاتھ لگے تھرکانیکو
اور پانو نکو کھینچا پانو نسے جب پانون لگے گت پانے کو
جب آنکھ اُٹھائی ہنسنے سے جب نین لگے مٹکانیکو
سب کاچھ پچھے سب ناچ نچے اُس سیا چھیل چھبیلی کو

ہین راگ انھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھین کے سانچے ہین
جو گیت بے سُر تال ہوے بن تال کچھا وچ ناچے ہین

جو آگ جگر مین بھڑکی ہی اُس شعلہ کی انجیالی ہی
جو مُنھ پر حسن کی زردی ہی اُس زر دی کی سب لالی ہی
جس گت پر انکا پانو ن پڑا اُس گت کی چال نرالی ہی
جس محلس مین یہ ناچے ہین وہ محلس سب سے خالی ہی

ہین راگ انھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھین کے سانچے ہین
جو گیت بے سُر تال ہوے بن تال کچھا وچ ناچے ہین

سب گھٹنا بڑھنا پھینک دھرا اور دیبان دھرے دھرائے ہین
بن تان رتن رلاتے ہین جب نرت نرالا کرتے ہین
بن گہنے جھمک دکھلاتے ہین بن جوڑے من کو ہرتے ہین
بن ہاتھون بھاؤ بتاتے ہین بن پانون کھڑے گ بھرتے ہین

ہین راگ انھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھین کے سانچے ہین
جو گیت بے سُر تال ہوے بن تال کچھا وچ ناچے ہین

تھا جنکی خاطر ناچ نیا جب صورت انکی آئے گئی
کہین آپ کہا کہین ناچ کیا اور نا کہین بھرآئے گئی
جب چھیل چھبیلی سُندر کی چھپ پیکے اندر چھائے گئی
اک صورت چھاگ سے آئے گئی اور جو سین جوت سماگئی

ہین راگ انھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھین کے سانچے ہین
جو گیت بے سُر تال ہوے بن تال کچھا وچ ناچے ہین

سب ہوش بمن کا دور ہوا جب بیچ آ مرونگ بجی
تن بھنگ ہوا دل دنگ ہوا اسب آن گئی ہے آن سبھی
یہ ناچا نظیر اب یان کیسلیے چکھانا چ اجی
جب بوندی جا دریاؤ مین تا ان کا آخر نکلا جی

ہین آگ انھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھین کے سانچے ہین
جو بیگت ہے بستال ہوے بن تال بچھاوج ناچے ہین

ولہ

جتنے ہین اب جہان مین سبز یکے عشق والے
دلشاد سرخ آنکھین سرسبز منہ اُجالے
پیتے ہین سبز طرے کھاتے ہین تر نوالے
کیا دیکھتا ہی بیٹھا اویار حسن والے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

غیرونکی تو نے اکثر معجون تو ہی کھائی
سُرخی ذرا بھی تیری آنکھون تلک نہ آئی
گر دیکھنی ہی تجھکو کچھ عیش کی چڑھائی
اُچھلین دوال پاکھے اور پھاندین چارپائی

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

گھومے ہی پوست تیرے غاطر قریب بھڑوا
اب پوستی کریگا تجھکو وہ چور مڑوا
دیکھیگا جب تو لے گا تیرا اُتار مکھڑوا
گر سیر دیکھنی ہی تو کر کے دل کو کڑوا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

کھا کر افیم ظالم مت ہو جیو افیمی
تن سوکھ کر کھجاوے آواز ہو گی دھیمی
کیون بھنبھنا بنا ہی اے گلعذار سیمی
عاشق تو اب اسیکے من مست ہین قدیمی

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

تاڑی دسیندھی بوڑا ظالم اگر پیے گا
پکیگا شراب ناحق کیچڑ مین گر پڑے گا
پھوٹے گا پیٹ تیرا یا بیٹھنے کرے گا
اور یہ نشہ تو کوٹھے چھجے پہ لے اڑے گا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

گانجا پیے سے ہوگا تیرا شعور ہترا
اور چرس کے پیے سے تجھکو لگے گا کھترا
چاہے اگر اڑانا عشرت کا ناز جترا
لو پہن ہار بدھی اور سر پہ رکھکے طترا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ہین اس نشہ مین ظالم سو رنگ کے دھڑاکے
کوندی ڈگمگاہٹ سوٹے کے سو کھڑاکے
گر دیکھنے ہین تجھکو کچھ عیش کے جھڑاکے
تو جھاڑ اپنے نیچے اور سر کو جھڑ جھڑاکے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایکدم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

سبزے کا وہ نشہ ہے اڑ غم کی دھو لجاوے
تیا رتن بدن ہو اور دل بھی پھول جاوے
آنکھون کے آگے آکر سرسون ہی پھول جاوے
عشرت کی لہر مین آوین دکھ درد بھول جاوے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

پیسا ہو پاس یارو یا مفلسی سہین گے
پر سبزیون کے یان تو دریاؤ ہی بہین گے

کونڈی کے اِسطرف کو یا اُس طرف رہینگے — اب تو نظیر پیارے ہر دم یہی کہینگے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ولہ

کیون عبث بیٹھا ہے ڈالے کان مین غفلت کا تیل — خلق مین کیا کیا مچی ہے سبزیون کی ریل پیل
کھول زلفِ عیش کو اور ڈال بیلے کا پھلیل — پھر چڑھاوے آسمان عیش پر عشرت کی بیل

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کا مونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

صدق سے لے نام پہلے لال اور شہباز کا — مانگ پھر چڑھنے کو گھوڑا باز ہاتھ اوپر اُٹھا
اور نشہ کی جھانجھ مین جو ہاتھ لگجاوے سو کھا — بھنگیان و باغ رفتہ بیر گٹھلی سب روا

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کا کھیل
چھوڑ سب کا مونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

جینے اِس دنیا مین آکر ایک دن بھی پی نہ بھنگ — اُسنے سچ پوچھو تو کیا دیکھا جہان کا آب و رنگ
گر تجھے کچھ دیکھنے ہین زندگی کے رنگ و منگ — تو منگا نیری کو اور سب دستون کو لیکے سنگ

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کا مونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

کل مجھے دریا اُپر خواجہ خضر جو مل گئے — سبز پیراہن گلے مین ہاتھ مین اعصا لیے
کم خوراک اور تانوانی کے گلے مین جب کیے — تب تو وہ منہ دیکھ میرا ہنسکے یون کہنے لگے

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل — چھوڑ سب کا مونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

پھر کہا مین اُنسے یون اے میرے ہادی رہنما
مین نے کچھ دیکھا نہین دنیا مین آنے کا مزا
جی بھی رہتا ہی اُداس اور دل بھی رہتا ہی خفا
سوچ سوچ آخر اُنھون نے پھر یہی مجھسے کہا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کا مونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

مرشد و مولا سے پوچھا مین نے اے پیر زمن
میری کچھ لگتی نہین اللہ سے دلکی لگن
سُنکے بولے وہ بتا وین ہم تجھے اِسکا جتن
جا شتاب اور جلد سبزی لے کے اِک دو چار من

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کا مون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

رہ ہی تیرے پاس تو سبزی کا تو بیوپار کر
کوٹھیان مٹکے گھڑے کوڑے صراحی بھر دھر
ہاٹ کے بورے سِلا کھتے کھود اکوئین بھی بھر
بیٹھ گھر مین چین سے دن رات اور شام و سحر

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کا مون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

اور تجھے کھیتی کی قدرت ہی تو سبزی کو بُوا
باغ مین گھر مین صحن مین پیڑ سبز کے لگا
گھونٹ سبزی چھان سبزی اور سبز مین نہا
دیکھ بھی سبز کھوا اور سبزی ہی پی سبزی ہی کھا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کا مونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

یہ سخن تو سب نشے بازون مین اب ہیگا مچا
یعنی سبز یکا نشہ اب سب نشون کا ہی چچا
جون سے سلطان بھنگڑے تو جو پوچھیگا بچا
وہ یہی تجھکو کہیگا اب تو شو۔ دنگل مچا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کا مونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

یہ وہ سبزی ہی جسے پیتے ہین یان آکر فقیر
طفل اور بوڑھے کو یا توتی جوان کے حق مین کھیر

گر تو چاہے اب سخن سرسبز ہو اور دلپذیر
تو کوئی دو چار من سبزی منگا کر ای نظیر

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

ولہ

جب پھول کا سر سونکے ہوا آکے کھسنتا
اور عیش کی نظرون سے نگاہون کا لڑنتا

ہمنے بھی دل اپنے کے تئین کرکے پختہ
اور ہنس کے کہا یار سے اے لکڑ بھوتا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

اک پھول کا گیندون کے منگایا رسے بجرا
دس من کا لیا بار کندھا ہاتھ کا گجرا

جب آنکھ سے سورج کے ڈھلا رات کا لجرا
جا یار سے ملکر یہ کہا اے مرے رجبرا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

تھے اپنے گلے مین تو کئی من کے پڑے ہار
اور یار کے گجری بھی تھے اک دھونکی مقدار

آنکھونمین نشہ مے کے اُبلتے تھے دھوان دھار
جو سامنے آتا تھا یہی کہتے تھے للکار

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پگڑی مین ہمارے تھے جو گیندون کے کئی پیڑے
ہر جھونک مین لگتی تھی بسنتو کے تئین ایسے

ساقی نے بھی مٹکے سے دیا منھ کے تئین بھیڑے
ہر بات مین ہوتی تھی اسی بات کی چھیڑے

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پھر راگ بسنتی کا ہوا آن کے کھٹکا
دھونے کے برابر وہ لگا یا جنے ٹھٹکا

دل کھیت مین سرسون کے ہر اک پھول کے اٹکا
ہر بات مین ہوتا تھا اسی بات کا لٹکا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

جب کھیت پہ سرسون کے دیا جا کے قدم گاڑ
سب کھیت اُٹھا سر کے اُپر رکھ لیا جھجھاڑ
محبوب رنگیلون نے بھی اک ساتھ لگی جھاڑ
ہر جھاڑ سے سرسون کے بہ کہتی تھی ابھی جھاڑ

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

خوش بیٹھے ہین سب شاہ و وزیر آج اہا ہا
دل شاد ہین ادنے و فقیر آج اہا ہا
بلبل کی نکلتی ہی صفیر آج آہا ہا
کہتا یہی پھرتا ہی نظیر آج اہا ہا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

ولہ

تنہا نہ اُسے اپنے دل تنگ مین پہچان
ہر باغ مین ہر دشت مین ہر سنگ مین پہچان
ہر رنگ مین بارنگ مین نیرنگ مین پہچان
منزل مین مقامات مین فرسنگ مین پہچان
ہر نت روم مین اور ہند مین اور زنگ مین پہچان
ہر راہ مین ہر ساقہ مین ہر سنگ مین پہچان
ہر عزم ارادہ مین ہر آہنگ مین پہچان
ہر دھوم مین ہر صلح مین ہر جنگ مین پہچان

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

پھل پات کہین شاخ کہین پھول کہین بیل
نرگس کہین سوسن کہین بیلا کہین راسیل
آزاد کوئی سب سے کسی کا ہی کہین میل
ملتا ہی کوئی راکھ چنبیلی کا کوئی تیل
کرتا ہی کوئی ظلم کو لیتا ہی کوئی جھیل
باندھے کہین تلوار اُٹھاتا ہی کوئی سیل
ادنی کوئی اعلی کوئی سوکھا کوئی ڈنڈیل
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ کھیل

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

گاتا ہے کوئی شوق مین کرتا ہے کوئی حال
چھانے ہے کوئی خاک اُڑاتا ہے کوئی مال
ہنستا ہے کوئی شاد کسیکا ہے بُرا حال
روتا ہے کوئی ہو کے غم و درد مین پامال
ناچے ہے کوئی شوخ بجاتا ہے کوئی تال
پہنے ہے کوئی چیتھڑے اوڑھے ہے کوئی شال
کرتا ہے کوئی ناز دکھاتا ہے کوئی بال
جب غور سے دیکھا تو اُسی کی ہے یہ سب چال

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

جاتا ہے حرم مین کوئی قرآن بغل مار
کہتا ہے کوئی دیر مین پوتھی کی سماچار
پہونچا ہے کوئی پار بھٹکتا ہے کوئی وار
بیٹھا ہے کوئی عیش مین پھرتا ہے کوئی زار
عاجز کوئی بیکس کوئی ظالم کوئی للھمار
مفلس کوئی ناچار تو انگر کوئی زردار
زخمی کوئی مانداکوئی اچھا کوئی بدکار
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین سب اسرار

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

ہے کوئی دلی دوست کوئی جان کا دشمن
بیٹھا ہے پہاڑون مین کوئی پھرتا ہے بن بن
مالا کوئی جپتا ہے کوئی شوق مین سمرن
چھوڑے ہے کوئی مال سمیٹے ہے کوئی دھن
نکلے ہے جواہر کے کوئی پہن کے ابرن
لوٹے ہے کوئی خاک مین رو رو کے طلاتن
جوگی کوئی بھوگی کوئی سوگی کوئی سوگن
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ سب فن

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

سردی کہین گرمی کہین جاڑا کہین برسات
دوزخ کہین بیکنٹھ کہین ارض و سموات

حور ہین کہین غلمان کہین پریان کہین جنات
اوجڑ کہین بستی کہین جنگل کہین دیہات
سختی کہین راحت کہین گردش کہین سکنات
شادی کہین ماتم کہین نور اور کہین ظلمات
تارے کہین سورج کہین برج اور کہین برات
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین طلسمات

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

بیچے ہی جو ہر کوئی زر و سیم و طلا رانگ
مارے کوئی پارے کو بناوے کوئی مرگانگ
دیتا ہی کوئی ہاتھ سے لیتا ہی کوئی مانگ
محتاج کوئی قوت کا رکھتا ہی کوئی دانگ
ٹھہرا ہی کوئی چور لگاتا ہی کوئی تھانگ
ملتا ہی کوئی پوست کو چھانی ہی کوئی بھانگ
گھنٹا ہی کہین جھانجھ کہین سنکھ کہین بانگ
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ سب سوانگ

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

ناری کوئی بادی کوئی خاکی کوئی آبی
صوفی کوئی زاہد کوئی بدمست شرابی
باتین کوئی بیٹھا ہوا کرتا ہی کتابی
پیتا ہی کوئی کیف کوئی مے کی گلابی
مارے ہی زٹل کوئی کہین جیب ہی دابی
سچا کوئی جھوٹا ہی کوئی رند خرابی
کالا کوئی گورا کوئی پیلا کوئی آبی
ہین اُسکی ہی قدرت کے یہ سب لال گلابی

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

کیا حسن کہین پایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا عشق کہین چھایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا رنگ یہ رنگوایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا نور یہ جھمکایا ہی اللہ ہی اللہ

کیا دھوپ ہی کیا سایا اللہ ہی اللہ
کیا مہر ہی کیا ماہ ہی اللہ ہی اللہ
کیا تھا ٹھہ یہ ٹھہرایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا بھید نظیر آیا ہی اللہ ہی اللہ

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

چاندنی رات کا بیان

صحن چمن مین واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی
چاند ہلورین لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی
آیا تھا یار گلبدن پہن کے بالو لازری
چمکے تھی تار تار مین مہ کی جھلک زری زری
بوس و کنار جام و مے عیش طرب ہنسی خوشی
اسمین کہین سے یک بیک مرغ سحر نے بانگ دی

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھی کامیابیان
چھوٹین تھین ماہتاب مین نہرون کی ہتابیان
آگے چنی تھین صف بصف مے کی کئی گلابیان
ہاکو فشونکی مستیان یار کو نیم خوابیان
سینون مین اضطرابیان آنکھون مین بے حجابیان
اسمین فلک نے رشک سے ڈالین یہ کچھ خرابیان

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

شب کو دلون مین واہ وا زور امنگین تھین بارتھے
ہمسے دو چار یار تھا یار سے ہم دو چار تھے
دونون دلون پیار تھا دونون گلون مین ہار تھے
وصل سے برقرار تھے عیش کے کاروبار تھے
سینے مین آسمان کے تیر حسد کے پار تھے
ایک پلک مین ناگہان بیچ مرے شرار تھے

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

چاندنی واہ چاندنی کرتی تھی کیا جھلک جھلک
چمک رہی تھیں قمقمیں باغ رہا تھا جھمک
جام کے لب سے ہر گھڑی نکلے تھی چھلک چھلک
یار بغل میں غنچہ لب بوسوں کی سو لپک لپک
عیش و طرب کی لذتیں ہونے لگیں جو یک بیک
ایسے مزے میں عیش میں آہ کہیں ہے کشک دھک
صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

ایک طرف تو نور میں ماہ رہا تھا جگمگا
ایک طرف وہ رشک مہ میری بغل میں تھا پڑا
دونوں دلوں میں لذتیں دونوں جنوں میں عیش تھا
مے کی گلابی ہاتھ میں آنکھوں میں چھا رہا نشا
ہونٹوں سے ہونٹ لگ رہے سینے سے سینہ مل رہا
اتنے میں آہ یک بیک کیا ہی غضب یہ ہو گیا
صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

واہ ہوئیں تھیں رات کیا چاندنی کی بھالیاں
مجلسیں رہتیں تھیں باغ میں سنبل و گل کی ڈالیاں
شوخ بغل میں تازے کھوے تھا زلفیں کالیاں
خوش ہو گلے لپٹ لپٹ دیتا تھا میٹھی گالیاں
ہم بھی نشہ میں مست تھے ساقی کی پیکے پیالیاں
جلکے فلک نے اسمیں ہائے آفتیں لا دیں الیاں
صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

کیا ہی چمن میں شب کو واہ بری تھی نور کی جھڑی
تار شبونکے تھے بندھے لوٹے تھی چاندنی پڑی
غنچہ دہن تھا بے خبر پی تھی جو نے کڑی کڑی
دیتا تھا بوسے پیار سے سینہ سے مل گھڑی گھڑی
چشم سے چشم لب سے لب جاتی سے چھاتی جب لڑی
کیا ہی گھڑی تھی عیش کی اسمیں ہلا یہ آپڑی
صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

باغ تھا یا کہ خلد وہ یا کہ بہشت یا ارم
یار تھا یا کہ حور وہ یا کہ پری وہ یا صنم

چاندنی تھی وہ چاندنی چاند کا رنگ جس سے کم
پیتے تھے گھڑی گھڑی پیتے تھے بوسہ دم بدم

دونون نشون مین مست ہو سوئے پلنگ پہ جبکہ ہم
عیش مزا تھا وصل کا اسمین نظیر ہی ستم

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

موسم برسات کے بیان مین

رات لگی تھی واہ واہ کیا ہی بہار کی جھڑی
موسم خوش بہار تھا ابر و ہوا کی دھوم تھی

شمع و چراغ گلبدن بارہ دری تھی باغ کی
یار بغل مین غنچہ لب رات اندھیری جھک رہی

منھ کے مزے ہوا کے مل ہے کے نشے گھڑی گھڑی
اسمین کہین سے آ گئے تم ایسی اک آپون چلی

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

شب کو ہوئین اہا اہا زور مزون کی مستیان
بجلی کی شکلین نیتیان بوندین پڑین برستیان

سبز و لونکی بستیان جنس خوشی کی گستیان
دھوم جنون مین بستیان جھلین نرالی کستیان

اسمین فلک نے یک بیک لوٹین دلون کی بستیان
سارے نشے وہ لُٹ گئے کھو گئین سب پرستیان

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

برسی تھین کیا ہی جھوم جھوم رات گھٹائین کالیان
کوئلین بولین کالیان بہ چلے نالی نالیان

بجلیون کی اُجالیان بارہ دری کی جالیان
عیش کی جھومین ڈالیان پلتھین گلون کی ڈالیان

چلتی تھین مے کی پیالیان منھ پہ نشون کی لالیان
اسمین فلک نے دوڑ کر سب وہ ہوائین کھا لیان

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

ابر وہوا کے واہ وا شب کو عجب ہی زور تھے
بھیگ رہا تھا سب چمن مینھ کے جھڑاکے زور تھے
غوک پپیہے مور تھے جھینگر و نکے بھی شور تھے
بادہ کشی کے دور تھے عیش و طرب کے جھور تھے
باغ سے تا بہ باغبان جتنے تھے شور بور تھے
آ پڑے اسمین ناگہان یہ جو خوشی کے چور تھے

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

چار طرف سے ابر کی واہ اٹھی تھی کیا گھٹا
بجلی کی جگمگاہٹین رعد رہا تھا گڑگڑا
برسے تھا مینھ بھی جھوم جھوم چھا جو ن اُمنڈ پڑا
جھوکے ہوا کے چل رہے یار بغل مین لوٹنا
ہم بھی ہوا کی لہر مین پیتے تھے مے بڑھا بڑھا
دیکھ ہمین اس عیش مین سینہ فلک کا پھٹ گیا

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

روز و مزون سے رات کو برسے تھا مینھ جھمک جھمک
بوندین ٹپک ٹپک پڑین پانی پڑے چھپک چھپک
جام رہے چھلک چھلک شیشہ رہے بھبک بھبک
یار بغل مین بانک عیش و طرب تھے بیدمٹک
ہم بھی نشہ مین خوب چھک لوٹتے تھے بہک بہک
کیا ہی سماں تھا عیش کا اتنے مین آہ یک بیک

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

کیا ہی مزا تھا واہ وا ابر و ہوا کا یار و کل
برسے تھا مینھ سنبھل سنبھل آگے رہی تھی شمع جل
عیش و نشاط بر محل بارہ دری تھا محل
شوخ سے بھر رہی بغل دل مین قرار جی مین کل

اسمین نظیر یک بیکا آکے یہ مچ گئے خلل
پیتے تھے مے مچل مچل لیتے تھے بوسے پل بہ پل

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھگیا سب وہ بہار بہگئی

بیان عالم بہار

شب کو چمن مین واہ واہ کیا ہی بہار تھی مچی
پھول کھلے تھے پھول پھول غنچہ کھلے کلی کلی
بیلا چنبیلی رائے بیل موتیا جوہی سیوتی
باد صبا بھی چلتی تھی عطر و گلاب مین بسی
حوض پڑے جھلکتے تھے نہر بلورین لیتی تھی
شوخ بغل مین غنچہ لب مے کے نشو نکی تازگی
عیش و طرب کی لہر مین رات جب آدھی ڈھلگئی
اسمین کہین سے جو غضب نکلی جو مکر چاندنی

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹگئی

رات تو کیا ہی عیش کی ٹھہری تھی آکے انجمن
تارے کھلے تھے مرتن پھول کھلے چمن چمن
نرگس و نازو یاسمن سوسن و طرہ نسترن
کبک تذرو خندہ زن بلبل و قمری نعرہ زن
یار بغل مین گلبدن سرخ گلے مین پیرہن
سینہ بسینہ تن بہ تن عیش و طرب کے سب برن
اسمین رقیب دل شکن آیا گجر کا کر کے فن
تھالی کہین سے لا شتاب دی ہے بجا چھنن چھنن

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹگئی

باغ مین شب کو واہ واہ کیا ہی مزے کے گھور تھے
طوطی و بلبل و مور تھے فاختہ کے بھی شور تھے
شوخ پر اپنے زور تھے اُسکے بھی ہمپہ زور تھے
توڑ کر ڈور بور تھے چھلے بھی پور پور تھے
یار ہمارا چاند تھا چاند کے ہم چکور تھے
دونون چکئی چکور تھے دونون تنگ ڈور تھے

مے کے نشون کے شور تھے کپڑے بھی شور بور تھے
بولا رقیب ون دیے دوڑیو یار وچور تھے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑایا رنے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی

کیا ہی سمے تھے رات کو یار دمین تمسے کیا کہون
صحن چمن ارم نمون ڈالیان جھومین سرنگون
شوخ بغل مین نی دفنون عیش و طرب فزون فزون
مے کے بھرے گے جو شخون پھر نشون مین لال گون
یار کے باز اور فسون اپنے بھی عشق اور جنون
جام چلا رے منھ لگون عیش پکارے دم دمون
اسمین رقیب بدشگون کچھ نہ بنا تو وہ زبون
پچھلے ہی پہر بنکے مرغ بولا ہی آ کے گگڑون کون

صبح کے ڈر سے ہڑبڑایا رنے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی

لوٹین ہین کیا ہی ہنسے واہ رات مزے بہار کے
اٹکھڑیون سر سردار کے لعل مسی نگار کے
کاکل مشکبار کے طرۂ آبدار کے
مے کے نشون کے تار کے پھولونکے شاخسار کے
بانہین گلے مین یار کے بوس و کنار پیار کے
ہاتھونمین گجرے تار کے لچھے گلونمین ہار کے
بھاگا رقیب یار کے ہاتھونپہ ہاتھ مار کے
کچھ نہ بنا تو دی اذان کوٹھے پہ جا پکار کے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑایا رنے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی

رات ہوئی تھی واہ واہ کیا ہی نشے رسا رسا
پیتے تھے مے بسا بسا پھولون مین ہم بسا بسا
شوخ بغل مین چاند سا دیتا تھا بوسے ہنس ہنسا
زلفون مین اسکی لال پھنسا آن دا دامین جی بسا
جامہ بدنمین جس چسا پھول ہوا تھا بس بسا
نیند دنمین یار رسمسا تھی جمائی کسمسا
اسمین رقیب گرگ سا کر کے سحر کا دسوسا
لا کے نقارہ یا دہل دھون دھون بجایا کس کسا

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

کیا ہی نظیر رات کو عیش کے تھے مقابلے — مے کے نشے اُبل چلے دل کے فراخ حوصلے
جی پہ خوشی کے در کھلے رنج و تعب کے حوصلے — شوخ کے ناز چلبلے بوسونکے تھے معاملے
ناز و ادا کے چوچلے عیش و طرب کے ولولے — یار لپٹ رہا گلے دل مین خوشی کے ولولے
اسمین رقیب دم نہ لے بولا ہی کر کے اشغلے — باندھو کمر مسافرو کوچ کرین ہین قافلے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

معجزہ حضرت عبّاس بن علی کرم اللہ وجہہ

جو محب ہین خاندانِ مصطفےٰ کے دوستدار — اور علی مرتضیٰ پر جان و دل سے ہین نثار
سب سنین و شاد ہو یہ ماجرا تفصیل وار — ہین جو عبّاسِ علی کرار غازی نامدار

اُنکا مین اِک معجزہ لکھتا ہون باعز و وقار

آڑ کا ٹ اک شہر ہی وان ایک ساہوکار تھا — جتنے وان زردار تھے اُن سب مین وہ سردار تھا
مال و زر کا گھر مین اُسکے جا بجا انبار تھا — اُسکے اک بیٹا سعادتمند برخوردار تھا

گلبدن گل پیرہن گلرنگ گلرو نامدار

دوسرا اُسکے کوئی بیٹی نہ بیٹا تھا مگر — ایک بیٹا تھا وہی سرو روان رشک قمر
تھا پنھاتا اُسکو پوشاک اور جواہر سر بسر — بسکہ اکلوتا جو تھا اسواسطے اُس کے اُپر

باپ بھی جی سے فدا اور مان بھی کرتی نثار

اُن دنو مین تھا برس تیرہ کا اُسکا سن و سال — جب نظر آیا اُسے ماہِ محرم کا ہلال

تعزیہ خانون مین جاتا چھپکے وہ رعنا غزال | مرثیون مین سُنکے شاہِ کربلا کے غم کا حال
کوٹتا سینے کو اور ماتم سے روتا زار زار

تعزیہ کے سامنے ہوکے مؤدب سر جھکا | مور چھل رو رو ضریح پاک پر جھلتا کھڑا
جب علم اُٹھتے تو پھر لڑکون کے ساتھ آنسو بہا | یا حسین ابن علی کہکر علم لیتا اُٹھا
لوگ دیکھ اُسکی محبت ہوتے تھے حیران کار

شام سے آکر وہ قندیلین جلاتا دمبدم | قمقمے اور جھاڑ پر شمعین چڑھاتا دمبدم
عود سوز و نین اگر لاکر گراتا دمبدم | اہل مجلس کے تئین شربت پلاتا دمبدم
سب وہ کرتا تھا غرض جتنا تھا اونکا کاروبار

لیکن اُسکے باپ کو ہرگز خبر اتنک نہ تھی | جب سُنا اُسنے تو بیٹے پر بہت تاکید کی
جھڑکا اور مارے طمانچے خوب سی تنبیہ کی | اور کہا اے جیا بدبخت موذی مدعی
ذات سے کیا تو نکالیگا مجھے اے نابکار

اُسکے دل مین تو شہید کربلا کا جوش تھا | تعزیہ پر دھیان تھا اور مرثیہ پر گوش تھا
باپ تو کرتا نصیحت اور وہ خاموش تھا | نے طمانچو نکا اُسے نے جھڑکیو نکا ہوش تھا
اُٹھگیا تھا اُسکے دل سے صاف ننگ و عار

باپ نے تو دنمین یہ اُسپر کیا رنج و عتاب | رات کو پھر تعزیہ خانو نمین جا پہونچا شتاب
پھر پکڑ لایا اُسے جاکر بصد حالِ خراب | الغرض سو سو طرح اُسپر لیے رنج و عتاب
اُسنے پر جانا نچھوڑا اُس مکانکا زینہار

اپنا بیگانہ اُسے جاکر بہت سمجھاتا تھا | پر کسیکا کب کہا خاطر مین اُسکی آتا تھا
رونا اور ماتم ہی کرنا اُسکے دل کو بھاتا تھا | تعزیہ خانیکی جانب یون وہ دوڑا جاتا تھا

جسطرح عاشق کسی معشوق کا ہو بیقرار

جب تو سب نے تنگ ہو کر مصلحت ٹھانی بہم
جس سے کرتا ہے یہ ماتم اور اُٹھاتا ہے علم
کیوں نہ اب اسدم وہی ہاتھ اسکا کر ڈالو قلم
کہہ کے یہ آخر کو سب نے سے قیامت ہے ستم
کاٹ ڈالا ہاتھ جلد اُس بے گنہ کا ایک بار

الغرض کر ہاتھ اُس مظلوم کا تن سے جدا
کوٹھری مین بند کر کے اور قفل اوپر جڑا
نے اُسے کھانا کھلایا نے اُسے پانی دیا
شام تک بھوکا پیاسا کوٹھری مین تھا پڑا
دیکھ اپنے ہاتھ کو روتا تھا وہ اڑھعین زار زار

وہ اندھیری کوٹھری وہ بھوک پانی کی پیاس
ہاتھ سے لوہو کی بوندین بھی ٹپکتیں آس پاس
کس مصیبت مین پڑا وہ گلبدن زرین لباس
ہاتھ زخمی خون جاری دل پریشان جی اداس
کس سے مانگے داد اور کس کو پکارے بار بار

وہ تو اپنی بیکسی کے درد مین روتا تھا وان
اسمین کیا دیکھتا اُس کوٹھری کے درمیان
ہو گیا اک بارگی نور تجلی کا نشان
اس تجلی مین نظر آیا اسے اک نوجوان
کاندھے کے اوپر علم پہلو مین تیغ آبدار

داستانہ ہاتھ مین اور پشت کے اوپر سپر
تن مین اک سیمین زرہ اور خود زرین فرق پر
دائین کو تیر و کمان بائین کو شمشیر و تبر
جسطرح ابر سیہ مین برق ہو جلوہ گر
اسطرح اُس کوٹھری مین آگیا وہ شہسوار

اُسنے جب اس نوجوانکے نور کی دیکھی جھلک
تھا مجسم وہ تو حق کا نور سر سے پانوں تک
دیکھتے ہی اُسکا ہیبت سے گیا سینہ دھڑک
مُند گئین آنکھین وہین اور رہ گئین بلکین جھپک
ہو گیا بیہوش وہ مجبور زخمی دل فگار

تاب کسکی ہو جو اُس چہرے کے آگے تاب لائے | ماہ کیا گر شمس بھی دیکھے تو اپنا سر جھکائے
ایسے طالع ایسی قسمت یہ نصیبا کوئی پائے | ایسا شہزادہ مقدس جسکے گھر تشریف لائے
آدمی کیا ہے فرشتونکا نہین عزّ و وقار

وہ تو وہ نورتجلی دیکھ خود تھا پڑا | اس عنایت اِس کرم کا کچھ بھی یارو انتہا
آپ گھوڑے سے اُتر کے نورچشم لانتا | اُس بریدہ دست کو اُسکے دیاتن سے ملا
اور کہا اُٹھ جلد اے آلِ نبی کے دوستدار

وہ جو آنکھین کھولکر دیکھے عجب انوار ہے | روشنی سے جسکی روشن سب در و دیوار ہے
ہاتھ کو دیکھا تو خاصا ہاتھ بھی تیار ہے | نہ تو اسمین درد ہے نہ خون کا آثار ہے
رہگیا اکبار گی حیرت مین وہ مظلوم زار

پھر جو اُس لڑکے کو اُسمین ہوش سا کچھ آگیا | ہو تصدق اور وہین پانوٗن کے اوپر گر پڑا
اور کہا رو رو مرا تو ہاتھ تن سے تھا جدا | یہ تمھین سے ہوسکا جو پھر دیا تن سے ملا
سچ بتاؤ کون ہو تم اے امیر نامدار

باپنے تو میرے مجھ پر یہ ستم برپا کیا | ہاتھ کاٹا قید کی اور سو تعدّی و جفا
مجھسے بیکس پر جو تنے کی یہ کچھ لطف و عطا | اب خدا کے واسطے جلد یسے اے بحرِ سخا
اپنا کچھ نام و نشان مجھ سے کہو تفصیل وار

جب کہا حضرت نے ہم بھی آدمی ہین اے عزیز | بندۂ درگاہ رب العالمین ہین اے عزیز
خاکسار و عاجز و اندوہگین ہین اے عزیز | جسکا تو کرتا ہے ماتم وہ حسین ہین اے عزیز
آفرین صد آفرین اے پاک مومن دیندار

یہ ہمارا ہے نشان اے پاک طینت متقی | نام کو پوچھے تو ہیگا نام عباسِ علی

کربلا کے دشت مین دولت شہادت کی ملی | جو ہمین چاہے ہمارا بھی اسے چاہے ہے جی
جو ہمارا غم کرے ہم بھی ہین اُسکے غمگسار

سنتے ہی اسبات کے اکبر وہ لڑکا غریب | ہو گیا شاد اور وہین سر رکھکے قدمونکے قریب
یون لگا کہنے بڑی قسمت بڑے میرے نصیب | مین کہان عاجز کہان اللہ کے خاصے حبیب
مین تصدق ہون تمہارا یا شہ والا تبار

یہ کرم یہ لطف یہ بندہ نوازی کس سے ہو | مجھ سے نالائق کی ایسی سرفرازی کس سے ہو
تمنے جو کچھ مجھ سے کی یہ چارہ سازی کس سے ہو | یہ حمایت یہ مدد یا شاہ غازی کس سے ہو
اس عنایت اس کرم کا ہے تمھین پر کاروبار

مین جو اپنے ہاتھ سے کرتا تھا ماتم برملا | اور اُٹھاتا تھا علم بھی مین تمہارے جا بجا
حق اگر پوچھو تو کسکا ہاتھ ہے کٹ کر ملا | تمھین سے ہو سکا جو پھر دیا تن سے لگا
ورنہ کس مین تھی بھلا یہ قدرت و یہ اقتدار

وہ بھی راغب تھا جو اپنے درد کے اظہار کا | ایک پل مین پھر نہ دیکھا نقش ماتم دار کا
کیا دیا تن سے ملا ہاتھ اپنے ماتم دار کا | معجزہ دیکھو یہ ابن حیدر کرار کا
کس مین یہ قدرت ہے جز فرزند شیر کردگار

اب جو اُسکے ہاتھ پر کٹنے کی آئی تھی گرہ | کچھ چکیون سے نہ تا گردہ پھرتا وہ یہ وہ
اب اُنھون نے کر دیا اک آن مین آتے ہی یہ | یہ نہین دست اور کا دست ید اللہی ہے یہ
جز ید اللہ ہو بھلا کس دست سے یہ دستکار

کیا حسین ابن علی نے حبس لیا میدان مین | اور ہین عباس علی کی بخششین ہر آن مین
جنکے بیٹونکی رہین دل خلق کے احسان مین | کیون نہ پھر خالق کہے اُنکے پدر کی شان مین

لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

صبح کو اس کو ٹھہرکا خود بخود در کھل گیا
باپ ماں دیکھین تو اُسکا ہاتھ تن سے ہی ملا
پوچھا یہ کیا تھا جو کچھ دیکھا تھا اُسنے سب کہا
سنتے ہی دونون نے پھر تو صدق سے کلمہ پڑھا
ہاتھ مین تسبیح لی زنّار کو ڈالا اُتار کے

پھر ہوئی اِس معجزہ کی شہر کی خلقت مین دھوم
ہوگیا اِس طفل پر سب شہر کا آکر ہجوم
دیکھتا تھا جو کوئی لیتا تھا اُسکے ہاتھ چوم
اور لگا آنکھون سے یون کہتا تھا ہر دم جھوم جھوم
یہ اُنھین کی دوستی کے گل نے دکھلائی بہار

الغرض ماں باپ اُسپر جان و دل سے ہو فدا
لے کے لڑکے کو چلے دلشاد سوے کربلا
راہ مین کرتے تھے لوگ اُسکی زیارت جابجا
جب وہ منزل پر اُترتے تھے تو وانکے لوگ آ
دمبدم کرتے تھے اپنا سیم و زر اُسپر نثار

کوبکو شہر نجف مین بھی یہ شور و غل پڑے
اک محب پاک دل آیا ہی ہندوستان سے
وانکے بھی لوگ آئے سب اُسکی زیارت کے لیے
اور لاکھون شخص آئے دور اور نزدیک کے
اسقدر یہ معجزہ سب مین ہوا وان آشکار

کربلا کے پاس پہونچا جسگھڑی وہ ماہتاب
اُن شریفون کو ہوا حکم شہِ عالیجناب
اک ہمارا دوست آتا ہی چلا جون موج آب
کرکے استقبال تم جاکر اُسے لاؤ شتاب
اُسکی لازم ہے تمھین دلداری کرنی بیشمار

کربلا کے لوگ نکلے اُسکے استقبال کو
لے گئے اسپ و شتر آرایش و اجلال کو
کر زیارت چوم اُسکے دست خوش افعال کو
سو تجمل سے غرض اُس صاحب اقبال کو
شہر مین لائے بصد اکرام و عز و افتخار

کام کیا کیا کچھ ہوے اِس سے خدا کی راہ کے | پھر خدا نے بھی انھین یہ دست قدرت کے دیے
اُسنے کٹوایا تو ہاتھ اب اُنکے ماتم کے لیے | کیون نہ پھر تن سے ملاتے وہ تو منصف ہین بڑے
سیکڑون جاوے اُنسے نصفت آکے ہر نصفت شعار

جب ہوے روضہ مین داخل وہ محبان علی | کر زیارت اور تصدق ہوکے دل سے ہر گھڑی
وان اُنھون نے کچھ مکان بنوانے کی تجویز کی | لڑکا بنواتا پھرے تھا ہاتھ مین لیکر چھڑی
کی عمارت آخرش رنگین منقش زرنگار

دین بھی اُسکو ملا دنیا بھی یارو دیکھیو | اور محب پاک کہلایا تک اُسکو دیکھیو
کیا محبت کے چمن کی ہی یہ خوشبو دیکھیو | کیا ہی طالع کیا ہی قسمت ہے مجتو دیکھیو
اُنکی اُلفت کا نہال آخر یہ لایا برگ وبار

یا علی عباس غازی صاحب تاج وسریر | سبکے تم مشکلکشا ہو کیا غریب وکیا امیر
جان ودل سے اب تمھارے نام کا ہوکر فقیر | یہ غلام روسیاہ جسکو کہتے ہین نظیر
آپ کے فضل وکرم کا یہ بھی ہی امیدوار

منقبت در شان امیر المومنین حضرت علیؑ

کر دن کیا وصف مین اُن کا الم نشرح لک | کہ جنکی شان مین آیا ہی لولاک
پھر اجو عرش اور کرسی یہ چالاک | کہان وہ اور کہان میرا یہ ادراک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

محمدؐ رحمۃ للعالمین ہے | حبیب حق شفیع المذنبین ہی
رسول پاک ختم المرسلین ہی | کوئی ایسا خدائی مین نہین ہی
لگا تحت الثریٰ سے تا بہ افلاک

محمدؐ اور علیؑ یاقوت احمر | دُرِ بحرِ خداخاتون اطہر
زمرد لعل ہین شبیر و شبّر | جواہر خانۂ قدرت کے اندر
یہی پانچون گہر ہین پنجتن پاک

اِنھین کیواسطے خلد عدن ہے | انھین کیواسطے نہر لبن ہے
جنھین انکی محبت کا چلن ہے | بہشتی حلّہ اور اُن کا بدن ہے
سدا شیر بہشت اور سایۂ پاک

جسے اِنکی محبت پل بہ پل ہے | اُسی کو دین اور دنیا کا پھل ہے
جو کوئی اُن کی اُلفت مین دغل ہے | تو اُس مرتد کی یارو یہ مثل ہے
کہ جیسے لیوے طوبے بیچ کر ڈھاک

علی جو شہسوار لافتا ہے | امیر المومنین شیر خدا ہے
فلک ہیبت سے اُسکی کانپتا ہے | علیؑ جو صفدر روز وغا ہے
کہ جسکی شرق سے ہے غرب تک دھاک

علیؑ ہے قاتل کفار گمراہ | علیؑ کا حکم ہے ماہی سے تا ماہ
نبیؐ کا قوت بازو ید اللہ | اُٹھا دے چرخ کی گردش تو واللہ
ابھی تھم جاوے دم مین چرخ کا چاک

علیؑ نے مہد مین چیرا ہے اژدر | علیؑ نے کاٹ ڈالے عمرو عنتر
اُکھاڑ ڈالا ہے اک حملہ سے خیبر | خواص اشیا کا پھیرے گروہ سر پر
تو ہو تریاک زہرا در زہر تریاک

علیؑ کو مصطفےٰ نے جی کہا ہے | علیؑ کو جسمک جسمی کہا ہے

علیؑ کو لحمک لحمی کہا ہے — علیؑ کو روح روحی کہا ہے
یہ سمجھے وہ خدا دے جسکو ادراک

علی کو خاص نسبت ہے نبیؐ سے — نبی کو راہ دل مین ہے علی سے
وہ دونون ایک تن اور ایک جی سے — کسی کو تاب کیا غیر از علی سے
جو پہنے مصطفےٰ کے تن کی پوشاک

علی کو جو کوئی پہچانتا ہے — برابر مصطفےٰ کے مانتا ہے
جو ان مین کچھ تفاوت جانتا ہے — وہ اپنے خاک سر پہ چھانتا ہے
لگائی اُسنے دوزخ کی مگر تاک

علیؑ کی دوستی مین جو مرے گا — اُسی کو باغ جنت کا ملے گا
علیؑ کے بغض مین جو جان دیگا — وہ ملعون دوزخ اندر یون جلیگا
کہ جیسے آگ پر جلتا ہے خاشاک

جسے وصفِ علی کچھ سالتا ہے — اُسیکو دوزخ آخر ڈھالتا ہے
جو اُنکا بغض دل مین پالتا ہے — گویا بھر بھر کے ڈلیان ڈالتا ہے
وہ اپنے دین اور ایمان مین خاک

جو رکھے دشمنی حیدر سے یک مو — وہ بیشک ہے سیہ دل اور سیہ رو
جو لے سُبکی سے نام مرتضےٰ کو — نہ جاوے اُس شقی کے مُنھ سے بدبو
کرے گر شاخ سے طوبےٰ کی مسواک

پڑھون جسدم مناقب مین علیؑ کا — پھٹے سینہ مخالف خار جی کا
حواس اُڑ جاے ہر اک ناصبی کا — دھڑک جاوے کلیجہ مدعی کا

عدو کا دم مین ہو جاوے جگر چاک

رہون یان جب تلک رکھو میری عزت
مرون تو کچھ نہو مجھکو اذیت
پھر آوے جس گھڑی روز قیامت
نظیر اپنے کی وان بھی رکھیو عزت

خداوندا بہ حق پنجتن پاک ،

در فنائے جہان و بقائے رحمان

دنیا مین کوئی خاص نہ کوئی عام رہیگا
نہ صاحب مقدور نہ ناکام رہیگا
زردار نہ بے زر نہ بد انجام رہیگا
شادی نہ غم گردش ایام رہے گا

نہ عیش نہ دکھ درد نہ آرام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ چرخ جو کھاتا ہے پڑا گنبد ارزق
یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہین معلق
لوح و قلم و عرش برین ثابت و مطلق
سب ٹھاٹھ یہ اک آن مین ہو جاویگا ہو حق

آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

لے عالم ارواح سے تا عالم جنات
انسان پری حور و ملک جن و خبیثات
کیا ابر و ہوا جنگل و کوہ ارض و سمٰوات
اک پھونک مین اڑ جائینگے جو نقش طلسمات

ہشیار نہ پختہ نہ کوئی خام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

گر علم و ہنر سے ہو کوئی خلق مین مشہور
یا کشف و کرامات مین ہو صاحب مقدور
یا ایک کا ہو نام و نشان خلق مین مشہور
اک دم مین پلک مارتے ہو جائینگے سب دور

مستور نہ مشہور نہ گمنام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

مختار کے خسرو سے جو کرتے ہین سدا کام
یا جبر سے مجبور ی کے رکھتے ہین کئی دام
جب آکے فنا ڈالے گی اک گردش ایام
اک آنمین اُڑ جائیگا سب چیز کا الزام

مختار نہ مجبور نہ خود کام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

اب دلمین بُرے اپنے جو کہلاتے ہین اغیار
سو مکر و دغا کرتے ہین اک آن مین تیار
جب آکے فنا ڈالیگی سر کے اوپر اک وار
اک وار کے لگتے ہی یہ ہو جاوینگے سب پار

نے مکر نہ حیلہ نہ کوئی دام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

کرتے ہین جو اب دل سے ریاضات و عبادات
یا عمر کو کھوتے ہین بہ رندی و خرابات
جب آکے فنا چھوڑیگی شمشیر کا اک ہات
پھر صاف ہے دونون کی گنہگاری و طاعات

نے رند نہ عابد نہ مے آشام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

جھگڑا نکرے ملت و مذہب کا کوئی یان
جس راہ مین جو آن پڑے خوش رہے ہر آن
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآن
عاشق تو قلندر ہین نہ ہندو نہ مسلمان

کافر نہ کوئی صاحب اسلام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

جو شاہ کہاتے ہین کوئی انسے یہ پوچھو
دارا و سکندر وہ گئے آہ کدھر کو

مغرور نہو شوکت و حشمت پہ وزیرو | اس دولت و اقبال پہ مت پھولو امیرو
نے ملک نہ دولت نہ سر انجام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

بیوپار جو کرتے ہین ہر اک چیز کا زردار | آگے بھی دکانین تھین کئی اور کئی بازار
جس طور کا اب چاہیے کر لیجیے بیوپار | پھر جنس نہ دلال نہ مالک نہ خریدار
نے نقد نہ کچھ قرض نہ کچھ دام رہیگا
آخر وہی اللہ کا ایک نام رہیگا

اب جتنی کھڑی دیکھو ہو عالم مین عمارات | یا جھونپڑے دو کوڑی کے یا لاکھ کے محلات
کیا پست مکان کیا یہ ہوادار مکانات | اک اینٹ بھی ڈھونڈھے نہین ایسی نہین بات
دالان نہ حجرہ نہ در و بام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ باغ و چمن اب جو ہر اک جا مین ہے پھولا | یہ شاخ یہ غنچہ یہ ہرے پات یہ پھل پھول
آجاویگی جب بادخزان انکے اُپر بھول | ہر خار کی ہر پھول کی اُڑجاویگی سب دھول
نے زرد نہ سُرخ اور نہ سیہ فام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

میخوار بھی کتنے ہوے یان مے کے ملاقی | ساقی بھی کئی ہو گئے محبوب زناتے
لا جام کوئی بھر کے جو ہوا بھی بلاتے | فرصت ہے غنیمت کوئی دم کو ارے ساقی
نہ مے نہ صراحی نہ ترا جام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ عاشق و معشوق جو کرتے ہین بہم چاہ
آگے بھی بہت عاشق و معشوق تھے واللہ
وہ شخص کہان جاتے رہے اے مرے اللہ
اس بات سے معلوم ہوا اب تو یہی آہ

نہ عشق نہ عاشق نہ دلارام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ٹک غور کرو اب ہین کہان مجنون و فرہاد
لیلی کہان شیرین کہان وہ نازو ہیداد
جو پھول کھلے واہ وہ سب ہو گئے برباد
ہم تم بھی غنیمت ہین سن او یار پریزاد

وان حسن نہ یان عشق کا ہنگام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

محبوب بنا جسنے تمھین حسن دیا ہی
اُسنے ہی ہمین عاشق جانباز کیا ہی
ملنا ہے تو مل لو یہی جینے کا مزا ہی
سب ناز و نیاز آہ یہ اکدم کی ہوا ہی

پھر ہجر نہ کچھ وصل کا پیغام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ملنے سے ہمارے جو تمھین آتا ہی الزام
آتے دو پہ تم ہمسے ملے جاؤ سحر شام
پھر حسن کہان اپنے رکھو کام سے تم کام
جھک مارتے ہین وہ جو تمھین کرتے ہین بدنام

طوفان نہ بہتان نہ الزام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ شعر و غزل اب جو بناتے ہین زبانی
آگے بھی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی
دیوان بنایا کوئی قصہ کہ کہانی
کچھ باقی نظیر اب نہین سب چیز پرانی

خمسہ نہ غزل فرد نہ ایہام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ولہ

گر شاہ سر پہ رکھکر افسر ہوا تو پھر کیا
اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
ماہی علم مراتب پرزر رہوا تو پھر کیا
نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا
سب مُلک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا

کیا رکھکے فوج لشکر کی سلطنت پناہی
پھیری دہائی اپنی لے ماہ تا بماہی
جب آنکر فنا کی سر پر پڑی تباہی
پھر سر رہا نہ لشکر نے تاج بادشاہی
دارا جم و سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

یا ذات مین کہائے نامی اصیل ذاتی
جمشید فر کے پوتے نوشیروان کے ناتی
تھے آپ مثل دولھا اور فوج بھی براتی
جب چل بسے تو کوئی پھر سنگ تھا نہ ساتھی
ملک و مکان خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا

یا راج بیٹھی ہوکر دنیا مین راج پایا
چتور گڑھ ستارا کالینجر ابنایا
جب توپ نے اجل کے آمور چالگایا
سب اُڑ گئے ہوا پر کوئی نہ کام آیا
گڑھ کوٹ توپ گولہ لشکر ہوا تو پھر کیا

کتنے دنون یہ غُل تھا نواب ہین یہ خان ہین
یہ ابن پنجہزاری یہ عالی خاندان ہین
جاگیر و مال و منصب گو آج اُنکے یان ہین
دیکھا تو اک گھڑی مین نہ نام و نہ نشان ہین
دود نکا شور چرچا گھر گھر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی دیکھو یہ ہین امیر خان جی
اور یہ ہین خان خانان اور یہ ہین میر خان جی
پنجہ اُٹھا قضا کا جب آئے سیر خان جی
پھر کسکے میر خان جی کسکے وزیر خان جی
عمدہ غنی تو انگر باذر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی گھوڑا ہی نامدار خان کا
یہ پالکی یہ ہاتھی ہی ذوالفقار خان کا
آیا قدم اجل کے جب تیس مار خان کا
خبر بھی کہیں نہ دیکھا پھر شہسوار خان کا
جہان میگ ڈنبر در بہ در ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی ڈیوڑھی ہی خان مہربان کی
یہ باغ یہ حویلی ہی محلدار خان کی
جب راج نے قضا کے کرنی بسولی ٹانکی
اک اینٹ بھی نہ پائی ہرگز کسی مکانکی
رنگین محل سنہرا گھر در ہوا تو پھر کیا

کتنوں نے بادشاہی کیا کیا خطاب پایا
مُہرین بڑی گھڑائین سکہ بڑا بنایا
جب آن کر فنا نے نام و نشان مٹایا
وہ نام اور وہ سکہ ڈھونڈھا کہیں نہ پایا
دونوں کا مُہر چھاپا در پر ہوا تو پھر کیا

جاگیر مین کسی نے زر ریز ملک پایا
کر بندوبست اپنا نظم و نسق بٹھایا
لیکر سند اجل کا جب فوجدار آیا
اک دم مین حکم و حاصل سب ہو گیا پرایا
ہاتھی حصار ٹھٹھا بھکر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی لشکر ہی طرہ باز خان کا
یہ خیمہ شامیانہ ہی شہنواز خان کا
آیا کٹک اجل کے جب یکہ باز خان کا
سر بھی کہیں نہ پایا پھر سرفراز خان کا
سردار میر بخشی بڑھکر ہوا تو پھر کیا

ہاتھی پہ چڑھکے نکلے یا خاصے گھوڑے اوپر
یا نالکی سنبھالی یا پالکی کی جھالر
یا لے صراحی حقہ دوڑے جلیب اندر
جب آ اجل پکاری صاحب رہا نہ نوکر
آقا ہوا تو پھر کیا نوکر ہوا تو پھر کیا

یا لیکے اک قلمدان اور رکھ قلم کو سر پر
جوڑے حساب لاکھون چہرے لکھے سراسر

جب عمر کی کچہری جھانکی قضا نے آکر
پھر آپ نہ قلمدان کاغذ رہا نہ دفتر
منشی وکیل دیوان مرمر ہوا تو پھر کیا

یا ہے قضا کی خدمت ہو بیٹھیے آپ قاضی
محضر قبالہ لکھے قضیئے چکائی شرعی
اعلام نے قضا کا جب آ نقارہ پکاری
پھر محکمہ نہ جھگڑا قاضی رہا نہ مفتی
کوڑا لبید درہ در پر ہوا تو پھر کیا

کوتوال بن کے بیٹھا یا صدر ہو مقرر
فاسق ڈریں ہزاروں اور چور کانپے تھر تھر
آیا قضا کا مردھا جسدم چھری اٹھا کر
کوتوالی اور صدارت سب اڑ گئی ہوا پر
دو دن کا خوف و خطرہ اور ڈر ہوا تو پھر کیا

کہتے تھے کتنے ہم تو ہیں ذات میں کلاں جی
ہم شیخ ہم مغل ہیں ہم ہیں پٹھان ہاں جی
جسدم قضا پکاری اب اٹھ چلو میاں جی
پھر شیخ جی نہ سید مرزا رہے نہ خان جی
ذات و حسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر کیا

یا لے کے زر جہان میں کرنے لگے تجارت
یا سیٹھ بنکے بیٹھے خاصی بنا عمارت
کھولیں قضا نے بیان جب کر کے اک اشارت
سب کوٹھی اور دکانیں کر ڈالیں دم میں غارت
مال و مکان جواہر اور زر ہوا تو پھر کیا

یا ہو سپاہی بانکا ترچھا بڑا کہایا
بلدار باندھ چیرہ طرے کو جگمگایا
کھیتو نمیں جا کے کودا لاکھونکے تئیں بھگایا
جب منہ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن نہ آیا
یکتا شجاع بہادر صفدر ہوا تو پھر کیا

گھوڑا اٹھا کے ڈوبا فوجوں میں ہو دلاور
مارے طمنچے بھالے کھائی کٹار جمدھر
مارا قضا نے بھالا جس دم فنا کا آکر
پھر مردمی شجاعت سب ہو گئی برابر

خود و سلاح چلتہ بکتر ہوا تو پھر کیا

یا خانہ جنگی لڑ کر کھایا بدنگین ٹانکا
موچھون کو تاؤ دیکر سودت دھات ہانکا
جب گھور کر قضا کے بانکے نے آکے جھانکا
ٹیڑھا رہا نہ ترچھا گنڈار ہا نہ بانکا

تیغا سپر قرابین جمدھر ہوا تو پھر کیا

یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت
مردون کے تئین جلایا عیسے کی کر کرامت
کھوئے مرض ہزارون دھوئی ہر ایک حجت
جب آئی سر پر اپنے پھر کچھ چلی نہ حکمت

لقمان یا فلاطون اگر ہوا تو پھر کیا

یا ہو نجومی کامل تارون کو چھان ڈالا
سورج گہن بچارے چندر گہن نکالا
ہر حج و ستارے باندھے احکام کو سنبھالا
جب وقت اپنا آیا اُسوقت کو نہ ٹالا

جوتش نجوم پنڈت پڑھکر ہوا تو پھر کیا

یا پڑھکے دو کتابین اور کر کے علم حاصل
یا بھوت جن اُتارے مشہور ہو کے کامل
جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا مقابل
مُلّا رہا نہ سیانا عالم رہا نہ فاضل

تعویذ فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا

ماتھے پہ کھینچ ٹیکا یا ہاتھ لے کے مالا
پوتھی بغل مین دابی زنّار کو سنبھالا
پوجا کتھا بکھانی کیا کیا شبد نکالا
کچھ بن سکا نہ آیا جب جان لینے والا

وید و پُران پڑھکر مصّر ہوا تو پھر کیا

یا پی کے مے کسی نے کی عیش کامیابی
لوٹا نشے مین ہر جا کر دے سے بے حجابی
جسدم قضا نے اپنی جھمکائی اک گلابی
پھر مے رہی نہ مینا نہ مست نہ شرابی

اِلکدم لبون پہ مے کا ساغر ہوا تو پھر کیا

حسن و جمال پاکر یا خوبرو کہایا
یا عشق مین کسی نے جی جان کو گھٹایا
آکر پڑا سرون پر جسدم اجل کا سایا
دونون مین پھر کسیکو ڈھونڈھا کہین نہ پایا
عاشق ہوا تو پھر کیا دلبر ہوا تو پھر کیا

یا ہو کے پیرزادے کرنے لگے فقیری
کر کے مرید کتنے کی اُن کی دستگیری
جب پیرہن کی کفنی آکر اجل نے چیری
سب اُڑ گئی ہوا پر دم مین مریدی پیری
مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا

یا سر منڈا کے بیٹھے آزاد ہو نو یلے
یا خود منڈے کہا کر سوروپ رنگ کیلے
میلے کیے ہزارون مونڈے فقیر چیلے
جب آ فنا پکاری جا سو رہے اکیلے
تکیہ ہوا تو پھر کیا بستر ہوا تو پھر کیا

جوگی ایتت جنگم یا سیور اکہایا
یا کھول کر جٹا کو یا گھونٹ سر منڈایا
ترسول سے قضا کا جب وقت سر پہ آیا
نے بالکے کو تھاما نے آپ کو بچایا
ٹانک کبیر پنتھی بھیر تھیر ہوا تو پھر کیا

یا نیک بنکے بیٹھے اچھے لگے کہانے
یا ہو کے بد ہر اک کے دل کو لگے ستانے
آکر بجے اجل کے جب سر پہ شادیانے
تھے نیک و بد جہانتک سب لگ گئے ٹھکانے
بہتر ہوا تو پھر کیا بدتر ہوا تو پھر کیا

کیا ہندو کیا مسلمان کیا ژند و گبر و کافر
نقاش کیا مصور کیا خوشنویس شاعر
جتنے نظیر ہین یان اکدم کے ہین مسافر
رہنا نہین کسی کو چلنا ہے سب کو آخر
دو چار دن کی خاطر یان گھر ہوا تو پھر کیا

ولہ

ہووے جو کوئی اُس بت خودکام سے واقف
پھر عمر نہو پھر کبھی اسلام سے واقف

دل بنا تو ہی چشم گل اندام سے واقف
ساقی یہ پلا اُسکو جو ہو جام سے واقف

ہم آج تلک مے کے نہین نام سے واقف

مست رہے میکدۂ عشق مین رہکے
سرشار نشون مین رہے پھرتے رہے بہکے

دیکھے نہ کبھی جور زمانے کی گرہ کے
مستی کے سوا دور مین اُس چشم سیہ کے

کافر ہو جو ہو گردش ایام سے واقف

اُس شوخ ستمگار کی حسرت نے ہوئی چاہ
دُکھ بھرتے ہی بھرتے غرض آخر ہوے ناگاہ

جا ملک عدم مین بھی تڑپتے رہے واللہ
مر کر بھی تہ خاک نہ آسودہ ہوے آہ

اے عشق نہ تھے ہم ترے انجام سے واقف

پہلے تو پھنسایا ہمین اُس نور نظر نے
آخر کو لگا پھر ستم و ظلم و کہر نے

اب آہ اسیری کے پڑے دکھ ہمین بھرنے
صیاد کی اُلفت سے پھنسے آن کے ڈر نے

تھے کاہکو ہم اِس قفس و دام سے واقف

منّت سے بھلا کب وہ بُلاتا ہی کسی کو
جھوٹا ہی دغاباز ہی عیّار ہی بدخو

ہمنے تو بہت اسکی سمجھ رکھی ہی خوبو
ملنے کا پیام اُس سے کہو جا کے عزیزو

جو اسکے نہو وصل کے پیغام سے واقف

چاہو کہ پھر اب بیچ مین تو ہم ہمین آ ملو
آپ آہ یہ ہونا نہین اے خسرو خوبان

ناحق دل صد چاک کو کرتے ہو پریشان
اورون سے قسم کھائیے اور ہم تو مریجان

ہین خوب تمھارے قسم اقسام سے واقف

اول تو نہ کیجے کبھی خوبان کی میان چاہ
اور کیجے تو ہوجیے سب چیز سے آگاہ

رونا مجھے رہ رہ کے یہی آتا ہی واللہ | کوئی نہین کرتا جو کیا تو نے نظیر آہ
دل اُس کو دیا جسکے نہین نام سے واقف

دولہ

رہے ہین اب تو پاس اُس شوخ کے شام و سحر موتی | جبین پر موتی اور سر مین ہین موتی ناک پر موتی
اِدھر جانون اُدھر کچھ بالیون مین بلوہ گر موتی | بھرے ہین اُس پر یمین اب تو یارو سر بسر موتی
گلے مین کانمین نتھ مین جدھر دیکھو اُدھر موتی

کوئی اُس چاند سے ماتھے کے ٹیکے مین اُچھلتا ہی | کوئی بندونسے ملکر کانکے نرمونمین ملتا ہے
لپٹ کر دُھدھکی مین کوئی سینہ پر مچلتا ہی | کوئی مجھکو نمین جھولے ہی کوئی بالی مین ہلتا ہے
یہ کچھ لذت ہی جب اپنا چھداتے ہین جگر موتی

کبھی وہ نازنین ہنسکر جو کچھ باتین بناتی ہی | تو اک اک بات مین موتی کو پانمین بہاتی ہی
ادا و ناز مین چنچل عجب عالم دکھاتی ہی | وہ سمرن موتیونکی انگیا مین جب بھراتی ہی
تو صدقے اُسکے ہوتے ہین پڑے ہر پور پر موتی

غلط ہی اُس لب نگین کو برگ گل سے کیا نسبت | کہ جسمے ہی عقیق اور پُشپ اور یاقوت کو حسرت
اُداہٹ کچھ مسی کی اور اُسپر پانگی رنگت | وہ ہنستے ہین تو کھلتا ہی جواہر خانہ قدرت
اِدھر لعل اور اُدھر نیلم اِدھر مرجان اُدھر موتی

کبھی جو بال بال اپنے مین وہ موتی پروتی ہی | نزاکت سے عرق کی بوند بھی کھڑکیو دھوتی ہی
بدن بھی موتی اور سر پانو نسے پہنے بھی موتی ہی | سراپا موتیونکا پھر تو اک گچھا وہ ہوتی ہی
کہ کچھ وہ خشک موتی کچھ پسینے کے وہ تر موتی

گلے مین اُسکے جب موتیا کے ہار ہوتے ہین | چمن کے گل سب اُسکے وصف مین موتی پروتے ہین

نہ تنہا رشک سے قطرات شبنم دل مین روتے ہین — فلک پر دیکھکر تارے بھی اپنا ہوش کھوتے ہین
پہنکر جسبگھڑی بیٹھے ہی وہ رشک قمر موتی

وہ زیور موتیونکا واہ اور کچھ تن وہ موتی سا — پھر اُسپر موتیا کے ہار بازو بند اور گجرا
سراپا زیب و زینت مین وہ عالم دیکھکر اُسکا — جو کہتا ہون ارے ظالم تک اپنا نام تو بتلا
تو ہنسکر مجھسے یون کہتی ہی وہ جادو نظر موتی

کڑے پازیب توڑے جسبگھڑی انمین ہین سارے — تو ہر جھنکار مین کس کسطرح باہم جھگڑتے ہین
کسی کے جی پہ پڑتے ہین کسی دل سے بگڑتے ہین — کڑے سونیکے کیا موتی بھی اُسکے پانون پڑتے ہین
اگر باور نہو دیکھو ہین اُسکی کفش پر موتی

خفا ہو اندنون کچھ روٹھ بیٹھی ہی جو مجھسے وہ — تو اُسکے غم مین جو ہمپر گذرتا ہی سو مت پوچھو
چلے آتے ہین آنسو دل پڑا ہی ہجر مین غش مین — وہ دریا موتیونکا ہمسے روٹھا ہو تو پھر یارو
بھلا کیونکر نہ برساوے ہماری چشم تر موتی

شفق مین اتفاقاً جیسے سورج ڈوبکر نکلے — ویا ابر گلابی مین کہین بجلی چمک جاوے
بیان ہو کس طرح سے آہ اُس عالم کو کیا کہیے — تبسم کی جھلک مین یون جھمک جاتے ہین دانت اُسکے
کسی کے یک بیک جسطور جاتے ہین بکھر موتی

ہمین کیونکر پریزادونسے بوسونکے نہون کہنے — جڑاؤ موتیونکے اِس غزل پر وارے گہنے
سخن کی کچھ جو اُسکے دل مین ہی اُلفت لگی رہنے — نظیر اس رخنہ کو سن وہ ہنسکر یون لگی کہنے
اگر ہوتے تو مین دیتی تجھے اک تھال بھر موتی

ولہ

ہمیشہ چاہت کی دھن ہی جسکو دل اُسکا ہی رچنا — لگائے رکھتا ہی اُسکی چٹک جو حسن نے یہ دیکھا بھالا

دیا دل اپنا اُسی کو ہنسکر جہان پریرو نے یوں کہا لا — سحر جو نکلا مین اپنے گھر سے تو دیکھا اک شوخ حسن والا
جھلک وہ مکھڑے کی اُسکے جیسے سورج مین ہو اُجالا

ہوا نہایت مین جی مین خوشدل نظر پڑا وہ صنم جو کھلکھلا — صفت کی اُسکے جمال کی مین کھڑے کھڑے یہ بنی دل خوش ہو
جو دیکھی مینے وہ اُسکی خوبی مری زبان سے ہو کیا ادا وہ — وہ زلفین اُسکی سیاہ پرخم کہ اُنکے بل دیکھکر کیا دل
نہ پہونچے سنبلؔ نہ پہونچے ریحان نہ پہونچے فاگن نہ پہونچے کالا

بہار دیکھی جو اُس صنم کی تو وصف اُسکا کہونمین کیا کیا — پری بھی دیکھے تو شرمگین ہو وہ حسن و خوبی بھری ہے ایسا
وہ چال چنچل وہ نظرین چالو وہ پیاری صورت وہ خوب قشقا — ادا وہ بانکی عجب طرحکی وہ ترچھی چتون بھی کچھ تماشا
بھوین وہ جیسی کھنچی کمانین پلک سنانین نگاہ بھالا

عجب روش کا وہ شوخ گلرو کہونمین کیا کچھ اُسکی خوبی — ہوا فدا مین دل و جان سے وہ طرز اُسکی مین کیا کہی
کچھ ایسا مہوش کچھ ایسا دلبر کہون کہان تک صفت مین اُسکی — وہ آنکھ مین مست اور گلابی اُسکی کہ انکو دیکھے تو دیکھتے ہی
مے محبت کا اُسکے دل کو ہوا کیا ہی گھر انشہ دوبالا

وہ شوخ چنچل کچھ ایسے ڈھب کا کہ اُسکا مکھڑا جو کوئی دیکھے — پھرے دیوانہ سا ہر طرف وہ اُسی کی چاہت مین ہو شکدہ
لگاوٹ مین بھی کئی طرح کی فریب و فن بھی کئی نمط کے — لپونہ پرخی وہ پان کی کچھ کہ لعل بھی منفعل ہو جس سے
وہ آن بنسنے کی بھی پھر ایسی کہ جسکا عالم ہے کچھ نرالا

وہ طرفہ دلبر وہ طرفہ نسترن جو مینے دیکھا — بجز ہا ہا کچھ اور ہرگز نہ حرف میری زبان سے نکلا
ہوا مین صورت کو دیکھتے ہی غلام اُسکی ہر اک ادا کا — وہ جامہ زیبی وہ دلفریبی وہ سج دھج اُسکی وہ قد و بالا
کہ دیکھ جسپر فدا ہوان دل سے وہ جنکو کہتے ہین سرو بالا

خوشی اپنے دل مین بہت ہی مین اُس پریرو کو دیکھنے سے — نثار اُسپر ہوا مین کیا کیا جب اُسکی نازونیاز دیکھے
جو شوخیان مینے اُسمین پائین کہان تک اُنکا بیان ہو مجھ سے — نگہ لڑائی ہے اُس نے جسدم جھٹک لیا جھپ تو دل کو میرے

ادا و آن نے ادھر دیکھا پلک پلک نے اُدھر اچھالا

جب اُس پری رو کے ہاتھوں آ کر نکل وان سے میری لکھٹری
رہا میں بے بس کہوں میں کس سے جو میرے اسوقت جی کی گذری
ہوئی اذیت جو مجھ پہ اُس دم وہ میں ہی جانوں کسے خبر تھی
جو لے لیا دل کو میرے یارو تو اُس نے لی راہ اپنے گھر کی

پڑا تڑپتا میں رہ گیا وان ربان پہ آہ اور بیوپنہ نالا

جب اُس صنم کی ادا اُسجاد دکھایا اپنا وہ مجھکو جادو
پھنسا میں زلفوں کے بل میں یارو رہی نہ عقل و خرد کی گرہو
ہوا میں بیکل بہ رنگ بسمل جو ہوش تھا سب ہوا وہ سیو
بہت یہ میں نے تو جا پا پوچھوں میں نام اُسکا دے وہ گا رد

نہ مجھسے بولا نہ کی شارت نہ دی تسلی نہ کچھ سنبھالا

غرض وہ عیار میرے دل کو جو لیگیا چھلکے والے سم
مہا کے قاصد کو میں نے بھیجی کئی زبانیں سکھا کے پیہم
جو پہونچے واں تو یہ پہلے کہیو تو اس زبان سے بدیدہ نم
پری رُخ من شکر لب من دے تو باز آ پہ پیش چشم

بیا دسر دتو بیقرارم نہال عشقت شدہ است بالا

گیا ہی جبسے تو مُنہ دکھا کر نہیں پڑا چین مجھکو اب تک
کھلی ہیں آنکھیں بہ رنگ نرگس ہا ہو تیری ہی راہ کو تک
جھمک دکھا جا تک اپنے خلکی کسیطرح سے تو پھر کا یک
فدا و جھک عشق تسر فادم ہا نہاد من فرا تک

کثیر حزنا مع الھوٰی ا تقیل ہجرا و کا لجبالا

ہوئی وہ تقصیر مجھسے کیا اب تو جسکے باعث ہوا جدا ہے
مرا تو جان و دل ہے پیارے تجھی صنم پر فدا ہوا ہے
کسی طرح سے تو جلد آ جا نکلتی مُنہ سے یہی صدا ہے
تسا دی ملنے نوں دل ہی بیکل بھی ہو کلان آکھدا ہے

سدائینوں دی ہی اپنے گھر وچ نہیں تو اٹھے سادی مالا

تجھی میں تنہا ہے دھیان میرا نہ سکھ ہے مجھ میں نہ چین پایا
ترا ہی لیتا ہوں نام ہر دم حسین ہیں ہم سے نہ حسین جیسے
کہیں ہے آمل تو مجھسے پیارے جو میرے دل کو ٹکا آ ہے جیسا
تہاری سالگی ہے نسدان تہا رے درشن کو ترسیں نینان

دلاری سندر انوٹھی برن بنی موہن انوکھی لالا

تری جدائی مین اے ستمگر یہ سختی تجھپر ہو اب گذرتی
نہ گھر مین دلکو قرار آوے نہ میرا باہر مین لگے جی
نہین جو آیا تو اس طرف کو یہ بات کیا ہے یہ دیر ہی ہے
اُپانے من کو جو چھینو تو تین سی بار کاٹن لگائی اتنی

ہرا ستین آگر کھبر لو مہان کی پلک کٹارا جو تہان نے گھالا

وہ تیری صورت ہے جیسے دیکھی تو دم آنکھین مین ہستی حیران
جو کاکل آتی ہے یا دتیری تو دل ہی ہوتا بہت پریشان
ارے عجب ارے چھبیلے ارے ڈھینے کبھی تو آنان
اگن برت ہے ہیا مین موریے تیرے ہی مکھ مین ہنوان

تو ری جو منیان نے موہا مہکو یہ چتونو تنکو بہوا دکھالا

گیا ہی جیسے تو دلکو لیکر نہین ہے مجھکو قرار اک جا
امید ملنے کی تیرے رکھکر ادھر اُدھر ہو نین اُٹھا جاتا
ہوا ہے میرا یہ حال اب تو تری جدائی سے ہے دل آرا
جکت سمجھا مت برہکا اٹک کہسوا من کرن کہا

دوا نی کیتی تمن سر سخن نہ سُدھ کی گر پڑہ بدھ کی بچالا

جو دیکھنا ہے تیرے تجھ بن بیان نہین ہے کچھ اُسکا آسان
یہی تمنا ہے ہمیں ہستی کہ تو پھرے کوئی گھڑی یان
جو تجھکو دیکھے تو ہو تسلی جو تجھسے بولے تو دل ہو خوشیان
کبھی تو ہنسکر شتاب آجا فقیر کی بھی طرف ہے جان

بنا کے سیج دیہج پھر اکے دامن لگا کے ٹھوکر ہلا کے بالا

قصہ ہنس

دنیا کی جو اُلفت کا ہوا اُس کو سہارا
اور اُسنے خوشی کو مری خاطر مین اُتارا
دیکھی جو یہ غفلت تو مرا دل یہ پکارا
آیا تھا کسی شہر سے اک ہنس بچارا

اک پیڑ پہ جنگل کے ہوا اُسکا گذارا

چندول اگن ابلقے چھپان نبے ڈھیر
مینا و بے کاکلے بگلے بھی سمندر
طوطے بھی کسی طور کے ٹوئیان کوئی لہیر
رہتے تھے بہت جانور اُس پیڑ کے اوپر

اُسنے بھی کسی شاخ پہ گھر اپنا سنوارا

بلبل نے کیا اُسکی محبت مین خوش آہنگ — اور کوکلے کوئل نے بھی اُلفت کو لیا سنگ
کھنجن مین کلنگونمین بھی چاہت کی مچی جنگ — دیکھا جو طیورون نے اُسے حسن مین خوشرنگ
وہ ہنس لگا سب کی نگاہ و نمین پیارا

سیمرغ بھی سودل سے ہوے ملنے کے شائق — گڑھ پنکھ بھی پنکھونکے ہوے جھلنے کے لائق
سارس بھی حواصل بھی ہوے اُسکے موافق — باز و لگڑ و جرہ و شاہین ہوے عاشق
شکرون نے بھی شکر سے کیا اُسکا مدارا

کچھ سبز کبک پڑنکے و کچھ تیتن و ببرے — پنڈخی سے لگا بوبڑ و قمری و ہریرے
غوغائی کھیری و لٹورے و پپیہے — کچھ لال چڑے پورنے پدی ہی نغش تھے
پڈری بھی سمجھتی تھی اُسے آنکھ کا تارا

چاہت کے گرفتار بٹیرین لوتین تیتر — کبکون کے تدرو دل کے بھی چاہت مین بندھے پر
ہد ہد بھی ہوے ہٹ کے بڈھیا ادھر ادھر — زاغ و زغن و طوطی و طاؤس و کبوتر
سب کرنے لگے اُسکی محبت کا اشارا

شکل اُسکی وہین جی مین کبھی شام پڑے کے — دی چاہ جتا پھر اُسے چھاپنو نے بھی چھپ کے
ہر یل بھی ہوے اُسکے بڑے چاہنے والے — جتنے غرض اُس پٹ پہ رہتے تھے پرندے
اُس ہنس پرون سب کے دل و جان کو وارا

خواہش یہ ہوئی سب کی کہ ہر دم اُسے دیکھین — اور اُسکی محبت سے در اُمنہ کو نہ پھیرین
دن رات اُسے خوش رکھین نت سکھ اُسے دیوین — صحبت جو ہوئی ہنس کی اُن جانور و نمین
یک چند رہا خوب محبت کا گذارا

سب ہو کے خوش اُسکی سے اُلفت لگے پنپنے — اور پیٹ سے ہر ایک نے وہان بھر لیے سینے

ہر آن جتانے لگے چاہت کے قرینے | اُس ہنس کو جب ہو گئے دو چار مہینے
اک روز وہ یار دن کی طرف دیکھ پکارا

یاں لطف و کرم تم نے کیے ہمپہ ہیں جو جو | تم سب کی یہ خوبی ہے کہاں ہم سے بیاں ہو
تقصیر کوئی ہم سے ہوئی ہو وے تو بخشو | لو یار دہم اب جاوینگے گلزار وطن کو
اب تم کو مبارک رہے یہ پیڑ تمہارا

اب تک تو بہت ہم رہے فرصت سے ہم آغوش | اب یاد وطن دل کی ہمارے ہوئی ہمدوش
جب حرف جدائی کا پرندوں نے کیا گوش | اس بات کے سنتے ہی جو ہر اک کے اُڑے ہوش
سب بولے یہ فرقت تو نہیں ہم کو گوارا

بن دیکھے تمہارے ہمیں کب چین پڑینگے | اک آن نہ دیکھینگے تو دل غم سے بھرینگے
گر تم نے یہ ٹھہرائی تو کیا سکھ سے رہینگے | ہم جتنے ہیں سب ساتھ تمہارے ہی چلینگے
یہ ڈر تو اب ہمسے نہ جاویگا سہارا

پھر ہنس نے یہ بات کہی ان سے کئی بار | کچھ بس نہیں اب چلنے کی ساعت ہے نہ ناچار
آنکھیں ہوئیں اشکوں سے پرندوں کی گہربار | اس میں جو شب کوچ کی ہوئی صبح نمودار
پر اپنا ہوا پر وہیں اُس ہنس نے مارا

وہ ہنس جب اُس پیڑ سے واں کو چلا ناگاہ | منہ پھیر کے ادھر سے وطن کی جو ہیں لی راہ
دیکھا جو اُسے جاتے ہوئے وان سے تو کر آہ | سب ساتھ چلے اُسکے وہ ہمراہ ہو اخواہ
ہر ایک نے اُڑنے کے لیے پنکھ پسارا

اور ہنس کی ان سب کو رفاقت ہوئی غالب | جب وان سے چلا وہ تو ہوئی بے بسی غالب
کلفت تھی جو فرقت کی وہ سب پر ہوئی غالب | دو کوس اُڑے تھے جو ہوئی ماندگی غالب

پھر پہر مین کسی کے نہ رہا توت دیارا

پر اُنکے ہوے پر جو ہین دُوری کی پڑی اُوس — رونے کہ رفاقت کی کرین کیونکہ قدمبوس
تھک تھک کے لگے گرنے تو کرنے لگے افسوس — کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اُڑا کوس

کوئی آٹھ کوئی نو کوئی دس کوس مین ہارا

کچھ بن نہ سکے اُنسے رفیقی کے جو دان کار — اور اتنے اُڑے ساتھ کہ کچھ ہوے نہ اظہار
جب دیکھی وہ مشکل تو پھر آخر کے تئین ہار — کوئی یان رہا کوئی وان رہا کوئی ہوگیا نالچار

کوئی اور اُڑا آگے جو تھا سب مین کرارا

تھی اُسکی محبت کی جو ہر ایک نے پی مے — سمجھے تھے بہت دلمین وہ اُلفت کو بڑی شے
جب ہوگئے بے بس تو پھر آخر یہ ہوئی رے — چلین رہین کوے گرے اور باز بھی تھک کے

اُس پہلی ہی منزل مین کیا سب نے کنارا

دنیا کی جو اُلفت ہے تو اُسکی ہے یہ کچھ راہ — جب مشکل یہ ہووے تو بھلا کیونکہ ہو نباہ
ناچاری ہو جسجا مین تو وان کیجے کیا چاہ — سب رہگئے جو ساتھ کے ساتھی تھے نظیر آہ

آخر کے تئین ہنس اکیلا ہی سدھارا

برسات کی بہار مین تضمین

ہین اس ہوا مین کیا کیا برسات کی بہارین — سبزونکی لہلہاہٹ باغات کی بہارین
بوندونکی جھمجھاوٹ قطرات کی بہارین — ہر بات کے تماشے ہر گھات کی بہارین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بادل ہوا کے اوپر ہو مست چھا رہے ہین — جھڑیونکی مستیوں سے دھومین مچا رہے ہین
پڑتے ہین پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہین — گلزار کھلگئے ہین سبزے نہا رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

مارے ہین موج ڈابر دریا اُمنڈ رہے ہین
مور و پپیہے کوئل کیا کیا اُمنڈ رہے ہین
جھڑ کر رہی ہین چڑیان نالے اُمنڈ رہے ہین
برسے ہے منہ جھڑا جھڑ بادل گھمنڈ رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہین
گل پھول جھاڑ بوٹے کرانپی دھج رہے ہین
بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہین
اللہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بادل لگا ٹکورین نوبت کی گت لگاوین
جھینگر جھنگار اپنے سرنائیان بجاوین
کر شور مور بگلے جھڑیون کا مینھ بلاوین
پی پی کرین پپیہے مینڈک ملار ہین گاوین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہر جا بچھا رہا ہے سبزا ہرے بچھونے
قدرت کے بچھ رہے ہین ہر جا ہرے بچھونے
جنگلونمین ہو رہے ہین پیدا ہرے بچھونے
بچھوا دیے ہین حق نے کیا کیا ہرے بچھونے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

سبزونکی لہلہاہٹ کچھ ابر کی سیاہی
اور چھا رہی گھٹائین سرخ اور سفید کاہی
سب بھیگتے ہین گھر گھر لے ماہ تا بماہی
یہ رنگ کون رنگے تیرے سوا الٰہی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کیا کیا رکھے ہے یارب سامان تیری قدرت
بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے ہین پہچان تیری قدرت
تیتر پکارتے ہین سبحان تیری قدرت

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کویل کی کوک مین بھی تیرا ہی نام ہیگا | اور مور کی رٹ مین تیرا پیام ہیگا
یہ رنگ سو کچھ کا جو صبح و شام ہیگا | یہ اور کا نہین ہے تیرا ہی کام ہیگا
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

پھولونکی سیج اوپر سوتے ہین کتنے بن بن | سوہین گلابی جوڑے پھولونکے ہار ابرن
کتنونکے گھر ہے کھانا سونا لگے ہے آنگن | کونے مین پڑ رہی ہین سر منھ لپیٹ سوگن
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بولین بٹیرین قمری پکارے کو کو | پی پی کرے پپیہا بگلے پکارین تو تو
کیا ہندونکی حق حق کیا فاختونکی ہو ہو | سب رٹ رہے ہین تجھکو کیا نکہ کیا بکھیڑو
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو مست ہین اُدھر کے کر شور ناچتے ہین | پیاریکا نام لیکر کیا زور ناچتے ہین
بادل ہوا سے گھر گھر گھنگرو رناچتے ہین | مینڈک اُچھل رہے ہین اور مور ناچتے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو خوش ہین وہ خوشی مین کاہین رات ساری | جو غم مین ہین اُنھو پر گذرے ہے رات بھاری
سینون سے لگ رہی ہین جو ہین پیا کی پیاری | چھاتی پھٹے ہے اُنکی جو ہین برہ کی ماری
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو وصل مین ہین اُنکے جوڑے مہک رہے ہین | جھولونمین جھولتے ہین گہنے جھلک رہے ہین
جو دُکھ مین ہین سو اُنکے سینے پھڑک رہے ہین | آہین نکل رہی ہین آنسو ٹپک رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اب برہنونکے اوپر ہے سخت بیقراری | ہر بوند مارتی ہے سینے اوپر کٹاری

بدلی کی دیکھ صورت کہتی ہین باری باری
ہی ہی نہ لی پیا نے ابکی بھی سُدھ ہماری

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جب کوئل اپنی اُنکو آواز ہی سُناتی
سُنتے ہی غم کے مارے چھاتی ہی اُمڈ جاتی
پی پی کی دھن کو سُنکر بیکل ہین کہتی جاتی
مت بول اے پپیہے پھٹتی ہی میری چھاتی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہی جنکی سیج سونی اور خالی چارپائی
رو رو اُنھون نے ہردم یہ بات ہی سُنائی
پردیسی نے ہماری ابکی بھی سُدھ نہ لائی
ابکی بھی چھاؤنی جا پردیس مین ہی چھائی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنون نے اپنے غم سے اب ہی یہ گت بنائی
میلے کچیلے کپڑے آنکھین بھی ڈبڈبائی
نے گھر مین جھولا ڈالا نے اوڑھنی رنگائی
پھوٹا پڑا ہی چولھا ٹوٹی پڑی کڑھائی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

گاتی ہی گیت کوئی جھولے پہ کر کے پھیرا
مارو جی آج کیجے یان رین کا بسیرا
ہی خوش کسی کو آکر ہی درد و غم نے گھیرا
سُنہ زرد بال بکھرے اور آنکھونمین اندھیرا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اور جنکو اب مہیا حسنونکی ڈھیریان ہین
سُرخ اور سُنہرے کپڑے عشرت کی گھیریان ہین
محبوب دلبرونکی زلفین بکھیریان ہین
جگنون چمک رہے ہین راتین اندھیریان ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو بھنگ پی پی کپڑے بھگو رہے ہین
باہین گلونمین ڈالے جھولونمین سو رہے ہین
کتنے برہ کے مارے سُدھ اپنی کھو رہے ہین
جھولے کی دیکھ صورت ہر آن رو رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بیٹھے ہین کتنے خوش ہوا دیکھو کے بنگلے
پیتے ہین مے کے پیالے اور دیکھتے ہین جنگلے
کتنے پھرے ہین باہر خوبان کو اپنے سنگ لے
سب شاد ہو رہے ہین عمدہ غریب کنگلے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنونکو محلون اندر ہی عیش کا نظارہ
یا سائبان ستھرا یا بانس کا اسارا
کرتا ہی سیر کوئی کوٹھی کا لے سہارا
مفلس بھی کر رہا ہی پوے تلے گذارا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

چھت گرنے کا کسی جا غل شور ہو رہا ہی
دیوار کا بھی دھڑکا کچھ ہوش کھو رہا ہی
ڈر ڈر حویلی والا ہر آن رو رہا ہی
مفلس سو جھونپڑے مین دلشاد ہو رہا ہی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

مدت سے ہو رہا ہی جنکا مکان پرانا
اٹھکے ہی انکو منہ مین ہر آن چھت پہ جانا
کوئی پکارتا ہی ٹک موری کھول آنا
کوئی کہے ہی چل بھی کیون ہو گیا دوانا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتا ہی لو یہ مکان ٹپکا
گرتی ہی چھت کی مٹی اور سائبان ٹپکا
چھلنی ہوئی اٹاری کوٹھا ندان ٹپکا
باقی تھا اک اسارا سو وہ بھی آن ٹپکا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اونچا مکان جسکا ہی سکھ پھنڈ اسوایا
اوپر کا کھن ٹپک کر جب پانی نیچے آیا
اسنے تو اپنے گھر مین ہی شور و غل مچایا
مفلس پکارتے ہین جانے ہمارا جایا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

سبز و نپہ بیر بہوٹی ٹیلوں اوپر دھتورے
پسو سے مچھروں سے روئے کوئی بسورے
بچھو کسی کو کاٹے کیڑا کسی کو گھورے
آنگن میں کنسلائی کونوں میں کھنکجورے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پھنسی کسی کے تن میں سر پر کسی کے پھوڑے
چھاتی پہ گرمی دانے اور پیٹھ میں دو ڈورے
کھاپوریاں کسی کو ہیں لگ رہے مروڑے
آتے ہیں دست جیسے دوڑیں عراقی گھوڑے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جس گلبدن کے تن میں پوشاک سوتنی ہے
سو وہ پری تو خاصی کالی گھٹا بنی ہے
اور جسپہ سرخ جوڑا یا اودی اوڑھنی ہے
اُسپر تو سب گھلاوٹ برسات کی جھنی ہے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پتلی جہاں کسی نے دال اور کڑھی پکائی
مکھی نے وہ ہیں بولی آ اونٹ کی بلائی
کوئی پکارتا ہے کیوں خیر تو ہے بھائی
ایسے جو کھانستے ہو کیا کالی مرچ کھائی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بدنوں میں کھپ رہے ہیں خوبوں کے لال جوڑے
جھمکیں دکھا رہے ہیں پریوں کے لال جوڑے
لہریں بنا رہے ہیں لڑکوں کے لال جوڑے
آنکھوں میں چھپ رہے ہیں پیاروں کے لال جوڑے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اور جس صنم کے تن میں جوڑا ہے زعفرانی
گلنار یا گلابی یا زرد سرخ دھانی
کچھ حسن کی چڑھائی اور کچھ نئی جوانی
جھولوں میں جھولتے ہیں اوپر پڑے ہیں پانی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی تو جھولتے ہیں جھولے کے ڈور چھوڑے
یا ساتھیوں میں اپنے پانوں سے پانوں جوڑے

بادل کھڑے ہین سر پر برسے ہین تھوڑے تھوڑے | بوندون سے بھیگتے ہین لال و گلابی جوڑے
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنونکو ہو رہی ہی اس عیش کی نشانی | سوتی ہی ساتھ جسکے کہتی ہی وہ سیانی
اسوقت تم نہ جاؤ اے میرے یار جانی | دیکھو تو کس مزے سے برسے ہی آج پانی
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے شراب پیکر ہو مست جھکر ہے ہین | مے کی گلابی آگے پیالے چھلک رہے ہین
ہوتا ہی ناچ گھر گھر گھنگھرو جھنک رہے ہین | پڑتا ہی مینھ جھڑا جھڑ طبلے کھڑک رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہین جنکے تن ملائم میدے کی جیسے لوئی | وہ اس ہوا مین خاصی اوڑھے پھرے ہین لوئی
اور جنکی مفلسی نے شرم و حیا ہی کھوئی | ہی اُنکے سر پہ سر کی یا بوریے کی کھوئی
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے پھرے ہین اوڑھے پانی مین سُرخ پٹو | جو دیکھ سُرخ بدلی ہوتی ہی اُنپہ لٹو
کتنونکی گاڑی رتھ ہین کتنونکے گھوڑے ٹٹو | جس پاس کچھ نہین ہی وہ ہم سا ہی نکھٹو
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو اس ہوا مین یارو دولت مین کچھ پڑے ہین | ہی اُنکے سر پہ چھتری ہاتھی اوپر چڑھے ہین
ہمسے غریب غربا کیچڑ مین گر پڑے ہین | ہاتھو مین جوتیان ہین اور پائنچے چڑھے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہی جن کنے مہیا پکا پکایا کھانا | اُنکو پلنگ پہ بیٹھے جھڑ لونکا حظ اُٹھانا
ہی جنکو اپنے گھر کا یا نون تیل لانا | ہی سر پہ اُنکے پنکھا یا چھاج ہی پُرانا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے خوشی سے میٹھے کھاتے ہین خوش محل مین
کتنے چلے ہین لینے بینے سے قرض مل مین
کاندھے پہ ڈال آٹا ہلدی گرہ کی پل مین
ہاتھون مین گھی کی پیالی اور لکڑیان بغل مین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو کسبیان جوانین جسنو نمین پرتیان ہین
سینون مین لال انگیان اور لال کرتیان ہین
نظرین بھی بدلیان ہین دلین بھی سرتیان ہین
اک اک نگہ مین کافر بجلی بھی بھرتیان ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو نوجوان ہین انکی تیاریان بڑی ہین
ہاتھون مین لال چھڑیان کوٹھون پہ پگڑیان ہین
اور وہ جو آشنا سے جھگڑی ہین یا لڑی ہین
منہ کو چھپا پلنگ پر مچلی ہوئی پڑی ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی اپنے آشنا سے کرتا ہے کا جھپٹا
کہتی ہے ہنسکے کافر چٹکی سے یا نہٹا
تم سے تو دل ہمارا اب ہو گیا ہے کھٹا
تم آج بھی نہ لائے رنگو امرا ڈوٹیا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتی ہے کوئی مجھکو جوڑا سوہا بنا دو
یا ٹاٹ باقی جوتا یا کفش سرخ لا دو
کوئی کہے ہے میری کرتی ابھی رنگا دو
یا گرمے اندرسے اک سیر بھر منگا دو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو انکے مبتلا ہین سب چیز لا رہے ہین
کرتی بنا رہے ہین انگیا رنگا رہے ہین
جو چیز انکی مانین سب کچھ اٹھا رہے ہین
یا ہین گلے مین ڈالے عشرت منا رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتوں نے قول باندھا معمولی ٹیکے پیسے
کہتی ہین شاد رہو کیون اپنے آشنا سے
برسات بھر تو ملکے سنتے ہو جان پیارے
احمق ہو جو لینگ سے اب موتنے کو اترے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

یہ سنکے اُنسے ہنس ہنس کہتی ہے شوخ رنڈی
معمولی اب تو لیکر بندی بھی ہے گھمنڈی
ہم پہنین لال جوڑا تم پہنو خاصی ہنڈی
خندی ہو جو تمھاری چھاتی کرے نہ ٹھنڈی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

زردار کی تو اُنمین ہے کچھ رہی پلنگڑی
دلبر پری سے بھی جھمکائے جوڑے مکڑی
مفلس کو ٹوٹی پٹی یا ٹاٹ کی جھلنگڑی
رنڈی ملی تو کالی یا گنجی لولی لنگڑی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو گھر مین آرام کر رہی ہے
پر دو نمین دوستو نسے پیغام کر رہی ہے
چتون لگاوٹون سے سو دام کر رہی ہے
چپکے ہی چپکے اپنا سب کام کر رہی ہے

کیا کیا مچی ہے یارو برسات کی بہارین

کہتا ہے کوئی اپنے محبوب سے پیارے
اس مینھ مین تم نہ جاؤ پیارے ہمارے
کوئی کہے ہے اپنے دلدار خوش نظر سے
ہاتھون سے میرے جانی کھالے یہ دو اندرسے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتا ہے کوئی پیاری جو کچھ کہو سو لادون
زردوزی ٹاٹ باقی جو تا کہو چھادون
پیراہلیبی لڈو جو کھاؤ سو منگا دون
چیرا اڑد پٹہ جامہ جیسا کہو رنگا دون

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جن دلبرون کے تن پر ہین گرمی دانے
کہتے ہین انکو عاشق یہ تن پیارے ملائے

کیا مینھ برس رہا ہی پیارے ذرا نہاے
چھاتی نہین تو پیارے ٹک پیٹھ ہی ملاے
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اُس رات ہین جہانتک گلزار بھیگتے ہین
شہر و دیار کوچہ بازار بھیگتے ہین
صحرا و جھاڑ بوٹے کہسار بھیگتے ہین
عاشق نہا رہے ہین دلدار بھیگتے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو دلبرونکی دہلی پہ بھیگتے ہین
کتنے پریخونکی بولی پہ بھیگتے ہین
اور کتنے کسبیون کی ڈیوڑھی پہ بھیگتے ہین
کتنے طوائفون کی موری پہ بھیگتے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتی ہی جب وہ سنکر یہ بات بھیگ احمق
مارونگی تیرے آکر اک لات بھیگ احمق
مجھکو بھی مند چڑھی ہی دن رات بھیگ احمق
یوہین تو اب کی ساری برسات بھیگ احمق
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

زردار کی تو سنکر کہتی ہی وہ پریرو
کہتی ہی لونڈیون سے جلدی کواڑ کھولو
مفلس کوئی پکارے تو اُس سے کہتی ہی دو
ہرگز کوئی نہ بولو احمق کو بھیگنے دو
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

یہ سنکے گروہ مفلس کچھ شور و غل مچاوے
بیٹھک مین اینٹ پھینکے یا کنڈی کھڑکھڑاوے
کھڑکی مین ڈال سر کو جب ناگہان دیکھے
کیا غل مچا رہا ہی سن پٹھے مالزادے
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی یار سے کہے ہی اے دلستان آؤ
بدلی بڑی اٹھی ہی کہنے کو مان آؤ
کیا مینھ برس رہا ہی ہر اک مکان آؤ
راتین اندھیریان ہین اے میری جان آؤ

کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین

کوئی رات کو پکارے پیارے مین بھیگتی ہون
کیا تیرہی الفتونکی ماری مین بھیگتی ہون
آتی ہون تیری خاطر آرے مین بھیگتی ہون
کچھ تو ترس تو میرا کھارے مین بھیگتی ہون

کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہی دل سخت بھیگتی ہون
کانپے ہی میری چھاتی یک لخت بھیگتی ہون
کپڑے بھی تر بتر ہین اور سخت بھیگتی ہون
جلدی بلاے مجھکو کمبخت بھیگتی ہون

کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین

آیا وہین چھپر کھٹ ماچی پلنگ کھٹولے
دلبر کہین بغل مین امرد کہین ہیولے
چولون کی چرچراہٹ بوچھار کے جھکولے
درکیجے کہین دھڑاکے چلتے کہین ہٹولے

کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین

شیشہ کہین گلابی بوتل جھمک رہی ہی
رابیل موتیا کی خوشبو مہک رہی ہی
چھاتی سے چھاتی لگ کر عشرت جھلک رہی ہی
پائے کھٹک رہے ہین پٹی چٹک رہی ہی

کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہی کیا کیا مجھے بھگو یا
کوئی پکارتی ہی کیسا مجھے بھگو یا
ناحق قرار کرکے جھوٹا مجھے بھگو یا
یون دور سے بلاکر اچھا مجھے بھگو یا

کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین

جن دلبرونکے خاطر بھیگے ہین جنکے جوڑے
وہ دیکھ اُنکی اُلفت ہوتے ہین تھوڑے تھوڑے
لے اُنکے بھیگے کپڑے ہاتھونمین دھر نچوڑے
چیرا کوئی سکھاوے جامہ کوئی نچوڑے

کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین

کیچڑ سی ہو رہی ہے جس جا زمین پھسلنی
مشکل ہوئی ہے واں سے ہر اک کو راہ چلنی
پھسلا جو پاؤں پکڑی مشکل ہے پھر سنبھلنی
جوتی گری تو اُس سے کیا تاب پھر نکلنی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے تو کیچڑوں کی دلدل میں پھنس رہے ہیں
کپڑے تمام گندے دلدل میں بس رہے ہیں
کتنے اُٹھے ہیں مر مر کتنے اُکس رہے ہیں
وہ دُکھ میں پھنس رہے ہیں اور لوگ ہنس رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی گر کر یہ اے خدا رے لیجو
کوئی ڈگمگا کے ہر دم کہتا ہے دا رے لیجو
کوئی ہاتھ اُٹھا پکارے مجھکو بھی ہا رے لیجو
کوئی شور کر پکارے گرنے نہ پائے لیجو

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

گر کر کسی کے کپڑے دلدل میں ہیں معطر
پھسلا کوئی کسی کا کیچڑ میں منھ گیا بھر
اک دو نہیں پھسلتے کچھ اسمیں آن اکثر
ہوتے ہیں سیکڑوں کے سر نیچے پانوں اوپر

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

یہ رُت وہ ہے کہ جسمیں خرد و کبیر خوش ہیں
ادنیٰ غریب مفلس شاہ و وزیر خوش ہیں
معشوق شاد و خرم عاشق امیر خوش ہیں
جتنے ہیں اب جہاں میں سب اے نظیر خوش ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ولہ

تھا ہجر میں جیسا دل ویران تہ و بالا
ویسا ہی بسا وصل کا ہوتے ہی اُجالا
ہو چاہ کا رتبہ نہ بھلا کیونکہ دوبالا
پھر آن کے منت سے ملا ہے وہ للا

المنت للہ تقدس و تعالےٰ

کچھ غم نہین گر تو نے لہو میرا بہایا
بسمل کی طرح خاک مین اور خون نہایا
ارمان جو کچھ دل کا مرے تھا سو بر آیا
کر قتل مجھے تو نے ہمیشہ کو جلایا
ظالم تجھے جتیار کہے اللہ تعالے

اس عالم لیلی کی ہوئی جب سے مجھے چاہ
تن سوکھ کے کانٹا ہوا اور مثل پر کاہ
اس حال کو پہونچا ہون غم و درد سے واللہ
دیکھو اب تو مجھے ہر کوئی کہتا ہی یہی آہ
پھر قہر سے اللہ نے مجنون کو نکالا

آنکھون مین دم آیا ہی مرا نزع سے اب تو
دنیا سے گذرتا ہون مین حسرت زدہ رو رو
اکھڑا ہی دم اور نکلے ہی جی اب کوئی دم کو
مر مر مجھے کہتا تھا سو مرتا ہون نہین یارو
اب لاؤ کہان ہی وہ مرا کوسنے والا

غنچون کی طرح ملکے لہو اپنے دہن سے
زخمون کے نشان سب وہ نمایان ہین بدن سے
حسرت زدہ کہہ آکے ہر اک اپنے کفن سے
سن تختۂ گل آخر شب اس خاک چمن سے
نکلا مرے قاتل کے شہیدون کا رسالا

مرتا ہون تڑپتا ہون پڑا بحر بلا مین اس بن
دن عمر کے بھرتا ہون شب و روز زمین گن گن
لجاوے کہین تجھسے وہ کافر جو کسی دن
قاصد تو مرا نام تو لیجو نہ ولیکن
کہنا کوئی مرتا ہی ترا چاہنے والا

کوئی فصل بہار آئی ہی دھومون سے زمین مین
فرقت کے غم و درد سے طاقت نہین تن مین
اور غل مین پڑے بلبل و گل سرو سمن مین
کیا خاک اڑانے کو چلین آہ چمن مین
نہ یار نہ ساقی نہ صراحی نہ پیالا

مدت مین کہین ایک تو آنا ہوا اسکا
اور آتے ہی قسمت نے مری اسکو اٹھایا

رہ رہ کے مجھے اب تو یہی حیف ہی آیا | جیسا کہ وہ ہو مجھ سے خفا روٹھ چلا تھا
اللہ نے کیوں جب ہی مجھے مار نہ ڈالا

یہ نور جو برسے ہی پڑا کوچۂ و در سے | یا رویہ تجلی تو نہ ہو شمس و قمر سے
دل دھڑکے ہی دیکھا نہیں جاتا ہی نظر سے | شاید وہی بن ٹھن کے چلا ہی کہیں گھر سے
ہو یہ تو اُسی چاند سی صورت کا اُجالا

اُس شوخ سی صورت کو ترس رہتی ہیں آنکھیں | دریا کی طرح رات اور دن بہتی ہیں آنکھیں
فرقت کا جو از بسکہ ستم سہتی ہیں آنکھیں | لے لے کے بلائیں مجھے یہ کہتی ہیں آنکھیں
صدقے ترے پھر ایک نظر مجھ کو دکھا لا

چکر نے مرے ہوش کو افلاک کے کھویا | تلوؤں کے تئیں خار بیابان نے پرویا
نے ابر نہ شبنم نے ٹک آنکھوں کو بھگویا | صحرا میں مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا
گر جھوٹ کے رویا تو مرے پانو کا چھالا

کل ہنس کے جو کی بادہ کشی صبح سے تا شام | اور پی کے چلے ساتھ ستمگر کے کئی جام
اس ڈنڈ کا بھلا کیوں نہ اُسے دیجیے انعام | اور دن کو جو گرتے ہوئے دیکھا تو لیا تھام
ہم گر بھی پڑے تو بھی نہ ظالم نے سنبھالا

کیا کیا نہ ستم تو نے ہے عشق میں ہائے کاہ | آنکھوں میں دم آیا ترا تن غم سے ہوا کاہ
اب جینے کا تیرے کوئی چارہ نہیں واللہ | ہم تجھ سے اسی روز کو روتے تھے نظیر آہ
کیوں تو نے پڑھا عشق و محبت کا رسالا

ولہ خمسۂ ثانی

چہرہ ہی ترا نور کی تنویر کا نقشا | اور مصرع تر حشر کی تفسیر کا نقشا

یا نقش ہے ترے حسن جہانگیر کا نقشا
مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشا
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشا

ترچھی ہے نظر تیر نگہ نوک سنان ہے
جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہے
آفت کی ہے تلوار قیامت کی کمان ہے
اس ابرو خمدار کی صورت سے عیان ہے
خنجر کی شباہت دم شمشیر کا نقشا

پلکوں نمین تری ہے جو درازی و سیاہی
ہر نوک پڑی دیتی ہے نشتر کی گواہی
عشاق کے لشکر مین پڑے کیون نہ تباہی
مژگانکو تری دیکھ یہ کہتے ہین سپاہی
تصویر یہ بھالے کی ہے اور تیر کا نقشا

شانہ ہو جگر چاک یہ کہتا ہے سیانو
مین محرم اسرار ہون کہنا مرا مانو
اس قید سے ڈرتے رہو سنتے ہو دوانو
یہ زلف سیہ عارض قاتل پہ نہ جانو
تقدیر نے کھینچا ہے یہ زنجیر کا نقشا

اس قاتل بیدرد کی جسدن سے ہوئی چاہ
کچھ جرم و خطا مجھ سے نہ ہرگز ہوا واللہ
اس ظلم کی فریاد کرون کس سے مین اللہ
کیا پردے ہی پردے مین مجھے قتل کیا آہ
ہرگز نہ کھلا کچھ مری تقدیر کا نقشا

آگے تو مرے پاس وہ آتا تھا دل افروز
اب دل مین لگا تا ہے مرے تیر جگر دوز
اس درد سے رونا مجھے آتا ہے شب و روز
کیا گردش ایام ہے اے آہ جگر سوز
الٹا نظر آیا تری تاثیر کا نقشا

نکلا تھا رقیبون کو لیے ساتھ وہ گمراہ
اتنا ہی کہا مین نے کہ صد آفرین اے واہ
بس اتنی ہی تقصیر پہ کہتا ہے وہ خونخواہ
یا گھر سے نکالون تجھے یا قتل کرون آہ

ٹھہرا ہی یہ کچھ اب مری تقدیر کا نقشا

کھیتی ہی محبت کی وہ بووے ہی ہمیشہ
اور اشک کے قطروں سے پروے ہی ہمیشہ
کھاوے وہی پیوے وہی سووے ہی ہمیشہ
دن رات ترے کوچہ مین رووے ہی ہمیشہ

عاشق کی یہ ہی منصب وجاگیر کا نقشا

ہی نقش مرے دل مین ترے حسن کا ہر آن
مر کر بھی مرے دل سے نہ جاویگا ترا دھیان
زنہار نہ بھولونگا تجھے مین ارے نادان
مین توصفِ محشر مین بھی لونگا تجھے پہچان

رانجھا کو نہ بھولے گا کبھی ہیر کا نقشا

کیا قول کیا پورا کہ اُس کوہ پہ جاکر
دن رات تراشا کیا دلبر کی وفا پر
ناچار جب آسر پہ ہوا وقت برابر
فرہاد نے تیشہ سے لہو اپنا بہاکر

شیرین کو دکھایا وہ جو تھے شیر کا نقشا

لیلےٰ کے کھلے بال جو دیکھے تھے نمودار
بھر عمر رہا پر اُسی پھندے مین گرفتار
کیا چاہ کا اُسکے مین کہون آہ مین اسرار
یہ تربتِ مجنون پہ نہین گھانس اُگی یار

لیلےٰ کی یہ ہے زلف گرہ گیر کا نقشا

دن رات مرے قتل کو پھرتا ہی وہ گمراہ
اب جی مرا کسطور بچے اے مرے اللہ
کیا فکر کرون کس سے کہون یہ غم جانکاہ
تدبیر تو کچھ بن نہین آتی ہی نظیر آہ

اب دیکھئے کیا ہوتا ہی تقدیر کا نقشا

ولہ

قائم ہی جسم گو کہ نہین کس غنیمت است
جیتے تو ہین اگرچہ نہین بس غنیمت است
سو عیش ہمکو گر نہ ملے دس غنیمت است
وقت خزان چو گل بنو خس غنیمت است

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کرتے ہین اس بڑھاپے مین خوبانکی ہم توچاہ
احمق ہین خوبرو جو وہ ہنستے ہین ہمپہ آہ
اور وہ جو کچھ شعور سے رکھتے ہین دستگاہ
سو وہ تو ہم کو دیکھ یہ کہتے ہین واہ واہ

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جن دلبرون سے یار وہم اب دل لگاتے ہین
وہ سب ترس ہمارے بڑھاپے پہ کھاتے ہین
یوسہ بھی ہمکو دیتے ہین مے بھی پلاتے ہین
اور راہ منصفی سے یہ کہتے بھی جاتے ہین

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

تنے تن مین اب ہی زور نہ چلتے ہین دست وپا
اور جھکتے جھکتے تیرے قدم ساتھ آلگا
اسوقت مین بھی عشق کو رکھتے ہین جا بجا
کیون یار وہچ ہی کہو یہ انصاف کی ہی جا

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

روئے جو ہم چمن مین سحر بیٹھکر ذرا
بلبل سے پوچھا گل نے کہ بڑھاپا یہ کیون دیا
اُسنے کہا کہ اسکا کسی سے ہی دل لگا
جب گل نے ہمکو دیکھ کے ہنسکر یہی کہا

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

طاقت بدن مین کیہے تو اب تم کو نہین
ہوتا ہی اب بھی سیر و تماشا اگر کہین

جاتے ہین لاٹھی ٹیک کے دلشاد ہم وہ ہینا — جو ہمکو دیکھتا ہی وہ کہتا ہی آفرین

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کل میکدے مین ہم جو گئے با قد دوتا — اور پی شراب لوٹ گئے شور و غل مچا
اسدم ہمارے دیکھ بوڑھاپے کا حوصلا — ہنس ہنس کے جب تو پیر مغان نے یہی کہا

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

پیارے تمہارے اور تو عاشق ہین نوجوان — اک ہم ہی بوڑھے سب سے ہین اور پیر تو ان
وہ تو رہینگے ہم ہین کئی دن کے میہمان — بس سب کو چھوڑ ہم سے ملو کیلیے کہ جان

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جو ہین جوان اُنھونکے تو اُلفت ہین کارواں — ہم بوڑھے ہو کے عشق کو رکھتے ہین برقرار
ملتے ہین دل لگاتے ہین پھرتے ہین خوار زار — جو ہمسے ہو سکے وہ غنیمت ہی میرے یار

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

دانتونکا گرچہ منہ مین ہمارے نہین نشان — بوسے پہ آن اڑتے ہین تو بھی ہر ایک آن
ان شوخیونکا وقت ہمارے بھلا کہان — پر دل مین اپنے ہم بھی یہ کہتے ہین میرجان

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جنکو خدا نے دی ہی جوانی کی دستگاہ
وہ تو ہمیشہ دل کو لگا دینگے تمسے آہ
اور ہم کہان پھر آوینگے کرنے تمھاری چاہ
بس تم اب اپنے دل مین اسی پر کرو نگاہ

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

گو تن تمام کانپے ہی اور ہین سفید بال
تو بھی بنا ہتے ہین محبت کی چالڈھال
پیارے ہمارے ملنے سے لاؤ نکچھ خیال
کسواسطے کرو تم اب اس بات پر خیال

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ہوتے ہین اُلفتون سے جوانی مین بے اثر
ہم عشق سے بڑھاپے مین نکلے ہین بن فقیر
جو ہمکو دیکھتا ہی اب اِس حال مین نظیر
پڑھتا ہی شاد ہو کے یہی بیت دلپذیر

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

وله در صفتِ جوانی

کیا عیش کی رکھتی ہی سب آہنگ جوانی
کرتی ہی ہمارونکے تئین دنگ جوانی
ہر آن پلاتی ہی مے اور بنگ جوانی
کرتی ہی کہین صلح کہین جنگ جوانی

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

اللہ نے جوانی کا وہ عالم ہی بنایا
جو ہر کہین عاشق کہین رسوا کہین شیدا
پھندے مین کہین جی ہی کہین دل ہی تڑپتا
مرتے ہین سسکتے ہین بلکتے ہین الہا

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

نے مے کا نہ معجون کے منگوانے کا کچھ غم
نہ دل کے لگانیکا نہ گل کھانے کا کچھ غم
گالی کا نہ آنکھون کے لڑا آنے کا کچھ غم
ہنسنے کا نہ چھاتی سے لپٹ جانے کا کچھ غم

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی عجب رنگ جوانی

لڑتی ہی کہین آنکھ کہین دست کہین سین
چھوتا ہی کہین پیار کبھی ہی لگے نین
وعدہ کہین اقرار کہین سین کہین بین
نے جی کو فراغت ہی نہ آنکھونکے تئین چین

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

اُلفت ہی کہین مہر و محبت ہی کہین چاہ
کرتا ہی کوئی چاہ کوئی دیکھ رہا راہ
ساقی ہی صراحی ہی پریزاد ہین ہمراہ
کیا عیش ہین کیا عیش ہین کیا عیش ہین واللہ

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

چہرہ پہ جوانی کا جو آکر ہی چڑھا نور
دیجاتی ہین پریان بھی غش سیکے تئین گھور
چھاتی سے لپٹتی ہی کوئی حسن کی مغرور
گودمین پڑی لوٹے ہی چنچل سی کوئی حور

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

گر رات کسی پاس رہے عیش مین غلطان
اور وانسے کسی اور کے ملنے کا ہوا دھیان

گھبرا کے اُٹھے جب تو گرے پانوں پر آن — کہتی ہی ہمیں چھوڑ کے جاتے ہو کدھر جان
اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

رستے مین نکلتے ہین تو ہوتی ہین یہ چاہین — وہ شوخ کہ ہون بند جنھین دیکھ کے راہین
کھانسے ہی کوئی ہنسکے کوئی بھرتی ہی آہین — پڑتی ہین ہر اک جانے لگا ہو نپہ نگاہین
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

تنتے ہین اگر اینٹھ کے چلتے ہین عجب چال — جو پانوں کہین راہ کہین سیف کہین ڈھال
کھینچے ہین کہین بال کہین توڑ لیا گال — چڑھ بیٹھے کہین ہاتھ کہین منھ کو دیا ڈال
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

جاتے ہین طوائف مین تو دان ہوتی ہی یہ چاؤ — کہتی ہی کوئی انکے لیے پان بنا لاؤ
کوئی کہتی ہی یان بیٹھو کوئی کہتی ہی یان آؤ — ناچے ہی کوئی شوخ بتاتی ہی کوئی بھاؤ
اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

ہنس ہنس کے کوئی حسن کی پھل بل ہی دکھاتی — مسّی کوئی سرمہ کوئی کاجل ہی دکھاتی
چتون کی لگاوٹ کوئی چنچل ہی دکھاتی — کُرتی کوئی انگیا کوئی آنچل ہی دکھاتی
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

کہتی ہی کوئی رات مرے پاس نہ آئے
کہتی ہی کوئی ہمکو بھی خاطر مین نہ لائے
کہتی ہی کوئی کسنے تمہین پان کھلائے
کہتی ہی کوئی گھر کو جو جائے ہمین کھائے
اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

گر دل کو کسی شوخ پری کی ہوئی ٹک چاہ
اور نازنین کرنیلگی اسوقت وہ اکراہ
جوبن بازکہ چڑیا کو کہین داب لے ناگاہ
مچواوے لپٹ کر وہین رنڈ سے اوئی آہ
اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

آیا جو کوئی حسن کا بوٹا سا کوئی جھاڑ
جا شوق سے جھپ لپٹے یہ بچونکے تئین جھاڑ
انگیا کے تئین چیر کے کرتی کو لیا پھاڑ
اخلاص کہین پیار کہین مار کہین دھاڑ
اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

کیا تجھسے نظیر اب مین جوانی کی کہون بات
اِس سن مین گذرتی ہی عجب عیش سے اوقات
محبوب پریزاد چلے آتے ہین دن رات
سیرین ہین بہارین ہین تواضع ہی مدارات
اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

ولہ

عاشق جہان ہین دولت و اقبال کیا کرے
ملک و مکان تیغ و تبر ڈھال کیا کرے
جسکا لگا ہو دل وہ زر و مال کیا کرے
دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے

بے حال ہو رہا ہو سو وہ حال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

پالا ہی جن سواروں نے یاں خر کو آشکار
کتے کی پیٹھ پر نہیں چڑھ سکتے زینہار
اور جو پھلانگ مار کے ہو چرخ پر سوار
جسکا خدا نے ایسا بنایا ہو راہوار

وہ فیل و اسپ زر دو سیہ لال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

جنکو ہوس ہی قاقم و دیبا سمور کی
پھر دیکھی ہی اُنھوں نے جھلک کوہ طور کی
عریانی کی بھی جنسے قباتن سے دور کی
پوشاک اُسکی قطع ہوئی جبکہ نور کی

پھر وہ ردائے ریشمی اور شال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

پھرتے ہین وہ جو خلق مین گیسو بڑھا بڑھا
اور وہ جو منڈ گیا ہی لگا سر سے تا بپا
داڑھی کے مارے بوجھ کے ہے سر بھی جھک رہا
ایک ایک بال جال ہو اٹھا ہوا پر آ

وہ آل بال جال کا جنجال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

مرنے کا ڈر ہی انکو جو رکھتے ہین تن مین جان
اور وہ جو مر گئے تو اُنھین موت پھر کہان
محتاج پتھرونکو ترستے ہین ہر زمان
اور جنکے ہاتھ کان جواہر لگی میان

وہ پھر اِدھر اُدھر کے دُر و لعل کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

جو شخص ابتدا سے رہے پیٹ کے لگیر
پھر وہ اُسی لگیر کے اوپر رہے فقیر

نظیر اکبرآبادی

ٹیڑھی ہو ن ریش وجبہ و تسبیح مین پھیر — اور جسکے دل سے پیر و مربی گئی نظیر
پھر وہ کلاہ و شجرہ و رومال کیا کرے
گانگ ہی کچھ نہ لیوے تو دلاّل کیا کرے

ولہ

نہو کیونکر جہان یارو زبردار و زیر آندھی مین — کہ ہو کر بادلے پھرتے ہین بنکے شیر آندھی مین
لگا لینے جو گل دامن ہوا کا گھیر آندھی مین — بگولے اُٹھ چلے تھے اور تھی کچھ دیر آندھی مین
کہ ہمسے یار سے آ ہو گئی مڈبھیر آندھی مین

کہا مین نے اجی کچھ خیر ہی جاتی ہو تم کیدھر — ہوا پر بھی تمھین کچھ ہے نظارے نازنین دلبر
چلو بھاگو شتابی ورنہ آندھی آگئی سر پر — جتا کر خاک کا اُڑنا دکھا کر گرد کا چکر
دہین ہم بیچ اُس گلبدن کو گھیر آندھی مین

یہ سنتے ہی پھری ڈر کر وہ چنچل نازنین گلرو — چلی اس چال سے اُس دم کہ میرا جی گیا غش ہو
کہ اسمین آکے اِک جھونکا اندھیرا کر گیا یارو — رقیبون نے جو دیکھا یہ اُڑا کر لے چلا اُسکو
پکارے ہائے یہ کیسا ہوا اندھیر آندھی مین

یہ کہکر کھڑکھڑا تیغ و سپر اور ملکے سب دوڑے — پکارے لیچلو جانے نہ پاوے اُسکو جلدی سے
کہا کاوہ بھلا اور کسکا لینا ہم جو دھر بھاگے — وہ دوڑے تو بہت لیکن نہین آندھی مین کیا سوجھے
نہ بس ہم اُس پری کو لا سکے گھر مین گھیر آندھی مین

چلے اُسمین ہوا کے پھر تو اکر اور سناٹے — اندھیرا ہو گیا یکسر منون خاکین لگین اُڑنے
اُنھین جھونکون مین ہمنے اُس پری چنچل کو جلدی سے — پڑھا کوٹھے پہ دروازے کو موندا رکھو لکر پردے
لگا چھاتی سے بوسے کیا بہت پھیر آندھی مین

ادھر تو آئے آندھی سے اندھیرا ہو گیا ہر سو
خبر کسکو کسی کی مین کہان ہون اور کہان ہو تو
اہا ہا عجب حسرت کی دم سبگئی اک جو
وہ کوٹھے کا مکان وہ کا ئی آندھی وہ دھم گلرو
عجب رنگونکی ٹھہری آکے ہیر پھیر آندھی مین

اُسی آندھی نے گلشن کر دیا یار دمرے گھر کو
بچھایا شاد ہو مین نے پلنگ پر جھاڑ بستر کو
صراحی کی خبر لی اور سنبھالا جا کے ساغر کو
اُٹھا کر طاق سے شیشہ لگا چھاتی سے دلبر کو
نشون مین عیش کے کیا کیا دل سیر آندھی مین

چمن سا کھلگیا یار دمرے کوٹھے کے زینے پر
ہوئی نکھونکی مار مار گرمی کے پسینے پر
لگے پھر عیش و عشرت جب تو ہونے اس قرینے پر
کبھی بوسہ کبھی انگیا پہ ہاتھ اور گاہ سینے پر
لگے لٹنے مزے کے سنگترے اور بیر آندھی مین

یہ ٹھہرا جب تو پھر وان عیش کے بادل لگے گھرنے
جو ڈوبی حسرتین تھین دلمین سب سدم لگین ترنے
لپٹ کی ٹھہری دربھی ہاتھ سینے پر لگے پھرنے
مزے عیش و طرب لذت لگے یون ٹوٹکر گرنے
کہ جیسے ٹوٹ کر میوونکے ہو دین ڈھیر آندھی مین

اُس آندھی مین آہا ہا عجب ہنسے مزے مارے
فلک پر عیش و عشرت کے دکھائی دیگئے تارے
رقیبونکی مین اب خواری خرابی کیا لکھون بارے
تلے کوٹھے کے بیٹھے اٹ گئے سب گرد کے مارے
بھری تھفون مین اُنکے خاک وتس دس سیر آندھی مین

کسیسے بھاگ کر جلدی سے جا گھر کا لیا آنگن
گرا کوئی گڑھے مین اور کوئی بھاگا کہین دشمن
کسیکے چھن گئے کپڑے اچکونکی گئی وان بن
کسیکی اُڑ گئی پگڑی کسیکا پھٹ گیا دامن
گئی ڈھال اور کسی کی گر پڑی شمشیر آندھی مین

یہ دن آندھی کے یارو یون تو کسکے ہوش کھوتے ہین
جنھین ہین عیش وہ آندھی مین موتی سے پروتے ہین

مزا ہی جنکو ہنستے ہین جنھین غم ہی سو روتے ہین
نظیر آندھی مین کہتے ہین کہ اکثر دیو ہوتے ہین
سیان ہمکو تو بچاتی ہین پریان گھر آندھی مین

در تعریف عید گاہ اکبر آباد

ہی دھوم آج مدرسہ و خانقاہ مین
تانتے بندھے ہین مسجد جامع کی راہ مین
گلشن سے کھل رہے ہین عجب کج کلاہ مین
سو سو چمن جھمکتے ہین اک اک نگاہ مین
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عید گاہ مین

جھمکا ہی ہر طرف کو جو آیا دلا زری
پوشاک مین جھمکتے ہین سب تن زری زری
ہی سب کے عید عید کی دل مین خوشی بھری
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عید گاہ مین

آتے ہین گھر سے اپنے جو بن بن کے بکاول
صحن چمن ہی جتنی ہی سب صحن عید گاہ
چھاتی سے لپٹے جاتے ہین ہنس ہنس کے خواہ مخواہ
دل باغ بنکے ہوتے ہین فرحت سے واہ واہ
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عید گاہ مین

کچھ بھیڑ سی ہی بھیڑ کہ بیحد و بے شمار
خلقت کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہین بندھے ہر طرف ہزار
ہاتھی و گھوڑے بیل رتھ و اونٹ کی قطار
غل شور باجے بھونے کھلونون کی ہی پکار
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عید گاہ مین

پہنے پھرے ہین شوخ کڑے اور تہ یان
پھولون کی پگڑیون مین ہین شاخین اڑس لیان
کمریں پھولون نے ملنے کی خاطر ہین کس لیان
ملتے ہین یون کہ چھاتی کی کڑکے ہین پسلیان
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عید گاہ مین

آتے ہین ملتے ملتے جو عاجز پر یر خان
دیتے ہین ملنے والون کو گھبرا کے گالیان

تسبیح بھی لپٹے جاتے ہیں جون گڑ پہ مکھیاں — دامن کے ٹکڑے اڑتے ہیں بیٹھی ہیں چھاتیاں
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

ہیں ملتے ملتے تن جو پسینوں میں تربتر — ملنے کے ڈر سے پھرتے ہیں چھپتے ادھر اُدھر
چھپتے پھرے ہیں لوگ بھی جاتے ہیں وہ جدھر — ٹھٹا ہنسی و سیر تماشے جدھر تدھر
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

ہیں کرتے وصل شہر کے سب خرد و کبیر — ادنیٰ غریب امیر سے لے شاہ تا وزیر
ہمدم گلے لپٹ کے مرے یار دلپذیر — ہنس ہنس کے مجھ سے کہتا ہے یوں کیوں میاں نظیر
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

خمسہ در بیان عید

یوں لب سے اپنے نکلے ہے اب بار بار آہ — کرتا ہے جسطرح کہ دلِ بیقرار آہ
عالم نے کیا ہی عیش کی لوٹی بہار آہ — ہمسے تو آج بھی نہ ملا وہ نگار آہ
ہم عید کے بھی دن رہے اُمیدوار آہ

کیا پوچھتے ہو شوخ سے ملنے کی اب خبر — ملنا تو اک طرف ہے غریبو کہ بھر نظر
کتنا ہی جستجو میں پھرے ہم اِدھر اُدھر — لیکن ملا نہ ہمسے وہ عیار فتنہ گر
پوشاک کی بھی ہمنے نہ دیکھی بہار آہ

رکھتے تھے ہم امید یہ دل میں کہ عید کو — کیا کیا گلے لگاویں گے دلبر کو شاد ہو
سو تو وہ آج بھی نہ ملا شوخ حیلہ جو — تھی اُس عید کی سو گئی وہ بھی دوستو
اب دیکھیں کیا کرے دلِ اُمیدوار آہ

اُس سنگدل کی ہمنے غرض جب سے چاہ کی — دیکھا نہ اپنے دل کو کبھی ایکدم خوشی

کچھ اب ہی اسکی جوڑ تقدی نہین نئی
ہر عید مین ہین تو سدا یاس ہی رہی
کافر کبھی نہ ہم سے ہوا ہمکنار آہ

کیونکر لگین نہ دلمین مرے حسرتون کے تیر
دن عید کے بھی مجھ سے ہوا وہ کنارہ گیر
اِس درد کو وہ سمجھے جو ہو عشق کا اسیر
جس عید مین کہ یار سے ملنا نہو نظیر
اِسکے اوپر تو حیف ہی اور صد ہزار آہ

ولہ

پہلے اُس ختم رسالت سے کہو عشق اللہ
صاحب خلق و کرامت سے کہو عشق اللہ
گلشن دین کی طراوت سے کہو عشق اللہ
نور حق شاخ اُمت سے کہو عشق اللہ
ہر دم اُس شاہ ولایت سے کہو عشق اللہ

اور وہ ہی جس سے ہرا باغ امامت کا چمن
سبز پوش چمن جنت و فردوس حسن
زہر نے جسکا زمرد سا کیا سبز بدن
یاد کر مومنو اسکا وہ ہرا پیرا ہن
سبزۂ باغ امامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ گل جس سے ہی گلزار شہادت کا کھلا
لیگئے دشت بلا مین جو اُسے اہل جفا
تین دن رات کا پیاسا وہ بہادر کیتا
لشکر شام کو للکار کے تنہا وہ لڑا
گوہر درج شجاعت سے کہو عشق اللہ

اور جس مرد کا ہی نام شہ زین العبا
کربلا مین وہ اگر آہ کا شعلہ کرتا
جلکے لشکر وہ سبھی خاک سیہ ہو جاتا
پر سواحق کی رضا اُسنے نہ کچھ دم مارا
اُس جوانمرد کی ہمت سے کہو عشق اللہ

باقر و جعفر و کاظم و رضا شاہ شہان
اور تقی نور نبی اور وہ نقی قبلۂ جان

عسکری مہدی ہادی وہ امام دوران ہین زمانہ مین یہی بارہ امام اے یاران
سب ہر اک صاحب عزت سے کہو عشق اللہ

جتنے اللہ نے بھیجے ہین ولی پیغمبر عارف و کامل و درویش و مشائخ رہبر
اور جنھون نے کہ خراج کے اوپر کرکے نظر راہ مولا مین خوشی ہوکے دیا اپنا سر
اُن شہیدون کی شہادت سے کہو عشق اللہ

ہین جہانتک کہ جہانمین جو ولی اور نقرا ہردم ان سب کے دلون مین ہی بھرا عشق اللہ
اور جس مرد نے خوش ہوکے براہ مولا مال و جان و دولت و گھر بار تلک بخش دیا
اُس سخی دل کی سخاوت سے کہو عشق اللہ

ہین جو وہ صابر و شاکر برضائے مولا راہ مولا مین چلے لے کے توکل ہمراہ
جاکے جنگل مین پہاڑون مین لگا حق پہ نگاہ دل مین خوش بیٹھے ہوئے کرتے ہین اللہ اللہ
اُن جوانون کی قناعت سے کہو عشق اللہ

وہ جو کہلاتے ہین دنیا مین خدا کے بندے بندگی کرتے ہی کرتے وہ سبھی خاص ہوئے
خاک بھی ہوگئے پر کرتے ہین ہردم سجدے کہین ہین باطنی لوٹے ہین عبادت کے مزے
دوستو اُنکی عبادت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جن پہ ہین احوال دو عالم کے کھلے جتنے دریا مین ہین اور رد ہوا پر اُڑتے
چاہین پتھر کے تئین لعل کرین نظرون سے چاہین اکسیر کرین خاک کو ہردم سے
اُنکی سب کشف و کرامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جو عشق کا گلزار کھلاتا ہے نظیر پنجتن پاک کا عالم مین کہاتا ہے نظیر
ریختہ نظم و غزل بھی یہ بناتا ہے نظیر کہ سخن عشق کا پھر سب کو سناتا ہے نظیر

اُسکے سب حرف و حکایت سے کہو عشق اللہ

بوڑھاپے کی تعریف مین

کیا قہر ہی یارو جسے آجاے بوڑھاپا
اور عیش جوانی کے تئین کھاے بوڑھاپا
عشرت کو ملا خاک مین غم لاے بوڑھاپا
ہر کام کو ہر بات کو ترساے بوڑھاپا
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

جو لوگ خوشامد سے بٹھاتے تھے گھڑی بھر
چھاتی سے لپٹتے تھے محبت مین جتا کر
سو آکے بڑھاپے نے کیا ہاے یہ کچھ قہر
اب جن کے کتے جاتے ہین لگتے ہین انھین زہر
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

آگے تو پریزاد یہ رکھتے تھے ہمین گھیر
آتے تھے چلے آپ جو لگتی تھی ذرا دیر
سو آکے بوڑھاپے نے کیا ہاے یہ اندھیر
جو دوڑ کے ملتے تھے وہ اب لیتے ہین منھ پھیر
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

تھے جب تلک ایام جوانی کے ہرے رکھ
محبوب وہ ملتے تھے نہ دیکھے جنھین بھوکھ
بیٹھے تھے پرند آکے جب تک تھے ہرے رکھ
اب کیا ہی جو پت جھڑ ہوا اور جڑ بھی گئی سوکھ
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

آگے تھے جہان گلبدن اور یوسف ثانی
دیتے تھے ہمین پیار سے چھلون کی نشانی

مرجائین تو اب منھ مین نہ ڈالے کوئی پانی — کس دکھ مین ہمین چھوڑ گئی ہائے جوانی

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

یاد آتے ہین ہمکو وہ جوانی کے جو ہنگام — اور جام و لبِ لارام مزے عیش اور آرام
اُن سب مین جو دیکھو تو نہین ایک کا اب نام — کیا ہمپہ ستم کر گئی یہ گردشِ ایام

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

مجلس مین جو انکی تو ساغر مین چھلکتے — پہلو مین ہین بہارین ہین پریرو ہین جھمکتے
ہم اُن کے تئین دور سے ہین رشک سے تکتے — وہ عیش و طرب کرتے ہین ہم سر ہین پٹکتے

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

اب پاؤن پڑین اُن کے تو ہرگز نہ بلاوین — جا بیٹھین تو اکرم مین خفا ہو کے اُٹھاوین
اتنا تو کہان اب جو کوئی جام پلاوین — گر جان نکلتی ہو تو پانی نہ جو اوین

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

جب عیش کے مہمان تھے اب غم کے ہوئے ضیف — اب خون جگر کھاتے ہین جیتے تھے سو کیف
جب اینٹھ کے چلتے تھے سر باندھ کے اُٹھا سیف — اب ٹیک کے لاٹھی کے تئین چلتے ہین صد حیف

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

تھے ہم بھی جوانی میں بہت عشق کے پورے
اب آ کے بڑھاپے نے کیے ایسے ادھورے
وہ کونسے گھر ہیں جو بنے نہیں گھورے
پر چھپر گئے مکڑی پھرتے ہیں لنڈورے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا یار الٹ ہم سے گیا ہائے زمانا
جو شخص کہ تھے اپنی نگاہوں کے نشانا
چھیڑے ہے کوئی ٹال کے دادا کا بہانا
ہنسکر کوئی کہتا ہے کہاں جاتے ہو نانا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پوچھیں جسے کہتا ہے وہ کیا پوچھے ہے بڈھے
آوین تو یہ غل ہو کہ کہاں آوے ہے بڈھے
بیٹھیں تو یہ ہو دھوم کہاں بیٹھے ہے بڈھے
دیکھیں جسے کہتا ہے وہ کیا دیکھے ہے بڈھے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا یار و کہیں گو کہ بڑھاپا ہے ہمارا
پر بوڑھے کہانے کا نہیں تو بھی سہارا
جب بوڑھا ہمیں کہہ کے جہاں ہائے پکارا
کافر نے کلیجہ میں گویا تیر سا مارا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

خوباں میں اگر جاویں تو ہوتی ہے یہ پھکڑی
کھینچے ہے کوئی ہاتھ کوئی پکڑے ہے کڑی
پٹے کہیں اور مونچھیں کہیں جاتی ہیں پکڑی
داڑھی کو پکڑ کھینچے کوئی جھاڑے ہے کڑی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کہتا ہو کوئی چھین اس بوڑھے کی لاٹھی
کہتا ہو کوئی شوخ کہ ہان کھینچ لو داڑھی
اتنی کسی کافر کو سمجھ اب نہین آتی
کیا بوڑھے جو ہوتے ہین تو کیا اٹکے نہین جی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

اک وقت وہ تھا ہم بھی مزے کرتے تھے گن گن
محبوب پریزاد نہ رہتے تھے ملے بن
اک وقت یہ ہے ہائے جو سب کرتے ہین اب گھن
یا ایک وہ ایام تھے یا ایک ہین یہ دن

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

بوڑھو نہین اگر جاوین تو لگتا نہین واں دل
واں کیونکہ لگے دل تو ہے محبوبونکا مائل
محبوبو نہین جاوین ہین سب چھیڑے ہین مل مل
کیا سخت مصیبت ہے پڑی آنکے مشکل

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

پنگھٹ کو ہماری اگر سواری گئی ہے
تو واں بھی لگی ساتھ یہی خواری گئی ہے
سنتے ہین کہ کہتی ہوئی بھٹیاری گئی ہے
لو دیکھو بڑھاپے مین یہ مت ماری گئی ہے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

پگڑی ہو اگر لال گلابی تو یہ آفت
کہتا ہے ہر اک دیکھ کے کیا خوب ہے رنگت
ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہے کر شکل پہ رحمت
لاحول ولا دیکھئے بوڑھے کی حماقت

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گر بیاہ مین جاوین تو یہ ذلت ہی اٹھانا
چھٹتے ہی بنے باپ نکاحی کا نشانا
رنڈون مین اگر جاوین تو مشکل ہی پھر آنا
افسوس کسی جا نہین بوڑھے کا ٹھکانا
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

ہی جھانولی تالی کا زنانو مین یہ چرچا
گر انمین کبھی جاوین تو ہی یہ ستم آتا
داڑھی کو جگت بولے کوئی آنکھ کو مٹکا
ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہی آ مرے دادا
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

دریا کے تماشے کو اگر جائین تو یارو
کہتا ہی ہر اک دیکھ کے جاتے ہو کدھر کو
اور ہنسکے شرارت سے کوئی پوچھے ہی پرخو
کیون خیر ہی کیا خضر سے ملنے کو چلے ہو
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گر آج کو ہوتے وہ جوانی کے زمانے
قدرت تھی جو یون چھیڑتے بھڑوے زنانے
مشکل ابھی پڑجاتی انھیں پیچھے چھڑانے
اک دم مین ابھی لگتے اُدھی ہائے مچانے
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گر ناچ مین جاوین تو یہ حسرت ہی ستاتی
جو ناچے ہی کافر وہ نہین دھیا نہین لاتی
اور ونکی طرف جاوے تو آنکھین ہین لڑاتی
پر ہم کو تو کافر وہ انگوٹھا ہی دکھاتی
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گرنا کیا نین کوئی بڑھی ہو کہاتی
پھیکی سی پرانی سی لگاوٹ سے بتاتی
البتہ بڑھاپے پہ وہ ٹک رحم ہو کھاتی
پر قہر ہے وہ ہمکو ذرا خوش نہین آتی

سب چیز کو ہوتا ہو برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

چکلے کے جو اندر کی وہ کہلاتی ہے کسبی
گر انمین کبھی جاوین تو ہوتی ہے خرابی
منہ دیکھتے ہی کہتی ہین سب آؤ بڑھ جی
کیا آئے ہو یان کرنے کو پیری مریدی

سب چیز کو ہوتا ہو برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر جاوین طوائف مین تو لگتی ہین ستانے
کیا آئے ہو حضرت ہمین قرآن پڑھانے
ہنس ہنس کوئی پوچھے ہی نماز ہے کہ وکانین
ٹھٹھے سے کوئی پھینکے ہی تسبیح کے دانے

سب چیز کو ہوتا ہو برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تو جھک کے کمر پاؤن سے سر آن لگا ہی
پر دل مین تو خوبان کا وہی دھیان لگا ہی
کہتے ہین جسے ہمکو یہ ارمان لگا ہی
کہتا ہی وہ کیا بوڑھے کو شیطان لگا ہی

سب کو چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تعلین کوئی ان پہ پلے ہو نہ نکی بناوے
چلکر کوئی ٹبر ٹیڑھی طرح قد کو جھکاوے
داڑھی کے کئے اجلی کوئی لالا کے بناوے
یہ خواری تو اللہ کسی کو نہ دکھاوے

سب چیز کو ہوتا ہو برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی میں کئے دھوم دھڑکے
سب اڑ گئے کافور وہ نظارے وہ جھمکے
ویسے ہی بڑھاپے میں چھٹے آن کے چھکے
اب عیش جوانوں کو ہیں اور بوڑھوں کو دھکے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر حرص سے داڑھی کو خضاب اپنی لگاویں
گو مکرے ہنسنے کے تئیں دانت بندھاویں
جھرّی جو پڑی منہ پہ اُسے کیونکہ مٹاویں
گردن تو پڑی ہلتی ہے کیا خاک چھپاویں

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

آنکھوں سے یہ دیدار کی لذت نہیں چھٹتی
اور دل سے بھی محبوب کی اُلفت نہیں چھٹتی
سب چھٹ گیا پر دید کی یہ لت نہیں چھٹتی
اک عمر کی ہے جو پڑی عادت نہیں چھٹتی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

سنتے ہو جوانو یہ سخن کہتے ہیں تم سے
کرتے ہوں جو کر لو وہ مزے عیش و طرب کے
جاوے کی جوانی تو پھر افسوس کرو گے
تم جیسے ہو ویسے تو کبھی ہم بھی جوان تھے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب جتنے ہو مشوق یہ سب یاد رکھو بات
جو ہو سو کرو چاہنے والوں کی مدارات
محبوب غنیمت ہے جوانی کی یہ اوقات
جب بوڑھے ہوئے پھر تو ہوئے ڈھاک کے دو پات

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب جس سے رہن صاف تو وہ ہوتا ہی گدلا
اللہ نہ دکھلائے کسی کو یہ ملولا
اس چرخ ستمگار نے سینے مین جسدلا
کیا ہمسے جوانی کا لیا آہ یہ بدلا

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی مین پیے جام سبو کے
ویسے ہی بڑھاپے مین پیے گھونٹ لہو کے
جب آکے گلے لگتے تھے محبوب بھبوکے
اب کیجیے تو بڑھیا بھی کوئی مغبچہ نہ تھوکے

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

یہ ہونٹھ جواب پوپلے یار دہن ہمارے
اِن ہونٹون نے بوسونکے بڑے رنگ ہین مارے
ہوتے تھے جوانی مین تو پریونکے گذارے
اور اب تو چڑیل آکے بھی اک لات نہ مارے

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی کے چڑھے زور مین سرتیخ
ویسے ہی بڑھاپے کی پڑی آن کے اب بیخ
نکلا ہوا تن سوکھ روئی بال رگین میخ
حلوا ہوے چرخا ہوئے پسی ہوے چبیخ

سب کو چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

محفل مین وہ مستی سے بگڑنا نہین بھولے
ساقی سے پیالون پہ جھگڑنا نہین بھولے
ہنسنے ہنسکے پریزادون سے لڑنا نہین بھولے
وہ گالیان وہ بوسون پہ اڑنا نہین بھولے

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا دور تھا سر دکھنے کا ہوتا تھا جب افسوس
اب مر بھی اگر جاویں تو ہوتا ہے کر افسوس

ہر غنچہ دہن دیکھ کے کرتا تھا حد افسوس
افسوس صد افسوس صد افسوس صد افسوس

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

جب جان کے بوڑھا ہمیں چھیڑیں ہیں یہ دلخواہ
اُسوقت تو ہم یار و دم سرد سے بھر آہ

اور چھیڑ کے مجلس سے اٹھاتے ہیں بہ اکراہ
رو رو کے یہی کہتے ہیں اب کیوں مرے اللہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر ہوتی جوانی تو ابھی دھوم یہ مچتی
سب کرتی وانگیا کی اُڑا ڈالتے دھجّی

چھاتی سے لپٹ دم میں کڑک ڈالتے پسلی
پر کیا کریں یار و کہ بڑھاپے نے بری کی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

وہ جوش نہیں جسکے کوئی خوف سے دہلے
جب پھونس ہوئے ہاتھ تھکے پاؤں بھی پھیلے

وہ زعم نہیں جس سے کوئی بات کو سہ لے
پھر جس کے جو کچھ شوق میں آوے وہی کہ لے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کرتے تھے جوانی میں تو سب آپ سے آچاہ
یہ تھا بڑھاپے نے کیا آہ نظیر آہ

اور حسن دکھاتے تھے وہ سب آنکے دلخواہ
اب کوئی نہیں پوچھتا اللہ ہی اللہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

روپے کی تعریف مین

نقشا ہی عیان سو طرب و رقص کی رے کا
ہو ربط بہم طبلہ و سارنگی و نے کا
جھنکار مجیرونکی ہے اور شور ہی بے کا
مینا کی جھلک جام ادھر چھلکے ہی مے کا
جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ہر آن جہان روپ روپے کے ہین جھلکتے
کیا کیا زر و ذیور کے وہان رنگ ڈھلکتے
موتی بھی جھلکتے ہین جواہر بھی جھمکتے
سب ٹھاٹھ اسی چلکے سے دیکھے ہین چلکتے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

بن ٹھن کے ہر اک بزم مین آتے ہین اسی سے
میلو نمین تماشو نمین بھی جاتے ہین اسی سے
شیرینیان میوے بھی منگاتے ہین اسی سے
کھاتے ہین اور اورونکو کھلاتے ہین اسی سے
جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

پوشاک جھمکدار بناتے ہین اسی سے
حشمت کے چمتکار بناتے ہین اسی سے
محلات نمودار بناتے ہین اسی سے
باغات چمن زار بناتے ہین اسی سے
جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپ سے ہی حسن فسون کا رمیا
اس روپ سے فرحت کے ہین آثار ہویدا

اُجر دیے لگا طرۂ زرتار مہیا — کیا موتیا ہی موتیون کے ہار دھیا
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپ سے گرمی کے بھی سامان عیان ہین — خسخانہ ہین چھڑکے ہوے اور عطر فشان ہین
دن کو بھی جدھر دیکھیے ٹھنڈک کے نشان ہین — اور شب کے بھی سونے کو ہوا دار مکان ہین
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپ سے بارش کی بھی چیزین ہین مہیا — رہتے ہین بران بارانیان اور موم کی چادر
باہر بھی وہ دیکھین ہین چوچار ونکو نظر بھر — گھر مین بھی خوشی بیٹھے ہین سامان بنا کر
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

یہ روپ جہان ہین کوئی دل نہین میلا — اُجلے ہین بچھے فرش نہین کچھ بھی کچیلا
دیکھو جدھر اسباب ہی خوشوقتی کا پھیلا — بھرتا ہی اُسی تھیلی سے ہر جنس کا تھیلا
جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ظاہر مین تو اسدو ستو راحت ہی اسی سے — ہر آن دل و جان کو مسرت ہی اسی سے
سب بات کی خوبی و فراغت ہی اسی سے — عالم مین نظیر عشرت و فرحت ہی اسی سے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

تضمین فارسی و ہندی و اُردو

نظر آیا مجھے اک شوخ ایسا نازنین چنچل
کہ جسکی دیکھکر پیچ دھج مرا دل ہوگیا بیکل
ادا بھی چلبلی اور آن مین بھی کچھ عجب جھلمل
فسونگر انکھڑیان ظالم کی اور جسپر لگا کاجل
کبھی نظرین لڑائے اور کبھی مکھڑے سے آنچل
پڑا درکان مین جھلکے گلے مین سج رہی ہیکل
نگارے گلعذارے نوبہارے نازپیارے
دلارے پریشکلے بتے شوخے دلآرائے

دہیہ ہمن تین اور برے مکھ مین چند لجائے
بھوئین دھنکین تان کین کملن تان چلائے

نہیں اُس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا
دکھا کر اک نظر جاتا ہوا اور مجھکو تڑپایا
گرا مین ہوکے بیخود یون پریکا جیسے ہو سایا
پھر اسمین ہوش جب آیا تو دل سینہ مین گھبرایا
بہت سمجھا اُسگھڑی مین نے تو اپنے دلکو سمجھایا
نہ مانا دل نے ہرگز ڈھونڈھنا ہی سکا ٹھہرایا
کشیدم نالہ و از شوق پیراہن قبا کردم
برائے جستن او صبر و تسکین را رہا کردم

بھینٹ ابھی جانین کہی نینن آنسو لائے
ہے کوئی ایسا پیت جو پیتم مندر بتائے

کہون کیا اُسگھڑی یار عجب احوال تھا میرا
ہر اک سے پوچھتا تھا ہر گھڑی اُس شوخ کا ڈیرا
طلب کی کشمکش اور جستجو کا شوق بہتیرا
اِدھر آہونکی شورش اور اُدھر اشکون نے آگھیرا
کبھی تھا اِسطرف جھکنا کبھی تھا اُسطرف پھیرا
جو کوئی پوچھتا تھا کیون میان کیا حال ہے تیرا
ازو گیفتم زخوام پسر مرا ے یار غمخوارم
خرابم دلفگارم بیقرارم نوگرفتارم

انکن پھندے ارپرے اور من پھنیس دیو رے
درگن جادو ڈار کے سُدھ بُدھ رہی کھوے

ابھی یان اک پریرو کر گیا ہی مجھکو دیوانہ
مرا دل ہو گیا اُس شعرو کو دیکھ پروانہ

بنایا اُسکی آنکھون نے مجھے اِس مے کا پیمانہ
نگر نے کر دیا اُسکی مجھے اِک پل مین مستانہ

میان الکدم تو مین اپنا سناؤن اُسکو افسانہ
مکان اُسکا تجھے اے یار کچھ معلوم ہی یا نہ

اگر دانی چنان کن لطف تا بنیم مکانش را
نہم سر بر درش در شوق بوسم آستانش را

سینہ کرے کا ہار ہے ہون تو رے بلہار
مارت ہی موہے برہ دکھ کیچی وار پار

یہ سنکر تھا وہ کہتا مین تجھے اُسکا پتا دیتا
نہین مین ساتھ جا کر تجھکو اُسکا گھر بتا دیتا

ابھی لیجا کے تجھکو اُسکی ڈیوڑھی پر بٹھا دیتا
جو وانکے بیٹھنے کے طور ہین وہ سب جتا دیتا

ادب سے جا کے اُسکے حلقۂ در کو ہلا دیتا
نکلتا جب تو خوبی سے تجھے اُس سے ملا دیتا

ولیکن آن بتِ سرکش ز عاشق عار میدارد
رسیدن تا درش آسان نباشد کار میدارد

پلک کٹاری مار کے ہردے رکت بہائے
کہہ کے آسا مرت جو واکے دوارے جائے

یہ باتین کہہ کے تھا میرے بہت وہ دل کو بہلاتا
جو اُلفت مین جتاتے ہین وہی تھا مجھکو بتلاتا

مگر مجھکو بغیر از دیکھنے کے کچھ نہ تھا بھاتا
کبھی تھا آہ کرتا اور کبھی تھا اشک بھر لاتا

جو رد تا مین تو مجھکو اس طرح آکر وہ سمجھاتا
ترا دل بر ہو وہ تو دیکھنے کو کیون نہین جاتا

بہ بینم آخرش در ناز من تا کے نہان باشد
اسیر ان محبت را کجا پروائے جان باشد

یہ نگر کی ریت ہی تن من دے ہو کھوئے
بیٹھ دگر جب بیگ رکھا ہو نی ہوے سو ہوئے

وہ تھا یہ بات سنتا جب مرا منھ دیکھ رہتا تھا
جو چلتا تھا وہ اپنی طرف کو ہیلات کہتا تھا

مرا دل آتش فرقت میں اس بر کے رہتا تھا
نہ تھا کچھ بن جو آتا اس سے درد و رنج سہتا تھا

گھڑی یا ان تک پڑا اشک اسکھڑی آنکھوں سے بہتا تھا
وہ کہتا تھا رے پھر جا تو میں یوں اس سے کہتا تھا

کشم آہ و نالہ گریہ و شام و سحر کردم
نہ بینم تا رخش از جستجو ہرگز نہ برگردم

بیستم یا من موہ کے کینھو مان کمان
بن دیکھے وار وپ کے میرے کلپت پران

چلا دان سے میں اس غمخوار کی باتو نسے گھبرا کر
یہی تھی آرزو دل میں کوئی تبلائے اسکا گھر

پریشان حال پھرتا تھا کبھی ادھر کبھی ادھر
نیا یا جب مکان اسکا تو بیٹھا ایک رستہ پر

یکایک دیکھتا کیا ہوں کہ آپہونچا وہی دلبر
اٹھا میں اور کہا یوں رکھکے سر کو اسکے قدموں پر

مرا مجروح کردی در نگاہم رنج بپوشید ے
چہ تقصیرم کہ دل بردی و حال من نپرسیدے

من میرا بس کر لیو کاہی کینی وو ٹ
ایسے موتی من ہرن کیا بن آوے کھوٹ

کہی یہ بات جب اس شوخ سے یہ بیچ چشم نم
تو پہلے ناز میں وہ ناز نین مجھ سے ہوا برہم

لگا مجھکو جھڑکنے اس گھڑی تیوری چڑھا ہیہم
پھر آخر میں رحم جو آیا تو ہنسکر یوں کہا اسدم

تجھے زخمی جو کر آئے تھے اب تیغ نگہ سے ہم
لگا دینگے ترے ہم زخم پر اب لطف کا مرہم

نظیر این حرف چوں گفت آن نگار نسترن من
غم از دل رفت و آمد شادمانی با بجان من

تن میرد یا بات میں پیت بھیو پرسند
ایکتو دیکھ میں ہیچ نی آن بھری آنند

مسدس

ای صنم کرتے ہیں خوبان جو کسی پر بیداد
اسکو پھر لطف سے بھی پنے وہ کرتے ہیں شاد

اُسکی تشبیہ ہین اُسکمری آئی ہی یاد | اِس سخن سے کہ جو سعدی نے کیا ہی ارشاد

خوبرویان جفا پیشہ وفا نیز کنند
باکسان درد فروشند و دوا نیز کنند

ہم کہاتے ہین طلبگار ترے دل سے آہ | اور تو کرتا ہی ستم ہمپہ نہایت جانکاہ
اسقدر تجھکو مناسب نہین اے حسن پناہ | چاہیے یون کہ کرا اس مطلع حافظ پہ نگاہ

خستگان را چو طلب باشد و قوت نبود
گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود

کب کہا ہمنے کہ تو ہمپہ کرا لطف و کرم | کچھ جہت ہو تو سہین تیری جفا ئین سہیم
بے گنہ ہمپہ جو کرتا ہی تو ہر لحظہ ستم | اسلیئے پڑھتے ہین اِس مطلع صائب کو ہم

ہر دم از روی غیر سبب را چہ علاج
بگذشتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

تونے جو جو ستم اب مجھپہ کیے ہین ایجان | اُنکو کرتا ہو نمین آگے ترے اسوقت بیان
رکھتا کب تک مین اُنھین خاطر غمگین مین نہان | اس سبب شعر نظیری پہ نظر کرکے میان

پردہ بر داشتہ ام از غم پنہانے چند
بہ زیان میرد امروز گریبانے چند

خستہ و خوار ترے ہاتھ سے ہو کر اب مین | گوہر اشک کو پلکون سے پرو کر اب مین
دل کو تجھ بت کی محبت مین ڈبو کر اب مین | بیت یہ آصفی کو پڑھتا ہون رو کر اب مین

سازآباد خدا بادل دیرانے را
یا مدہ مہربتان ہیچ مسلمانے را

یار تو نے جو ستم مجھ پہ کیے ہین اکثر
کس طرح اُنکو خلاؤن مین زبانکے اوپر

شعلے اُٹھتے ہین مرے دل مین چھپاؤن کیونکر
اے ستمگر تو کر اس بیت پہ وحشی کی نظر

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

دیکھ اے شوخ مجھے ہر گھڑی اتنا نہ ستا
عاجزاً یا ہون تری دیکھ یہ ہر دم کی جفا

ہے خبر شرط مرے دل کو نہین تاب ذرا
اس سے یہ شعر نظیر آگے ترے ہون پڑھتا

بعد ازین بر من دل خستہ چو بیداد کنی
من کنم ترک محبت تو بسے یاد کنی

خمسہ بر غزل خود

یون تو اکثر اِدھر آجاتے ہین انجان کئی
خاک ہو جاتے ہین اُن پر سے گریبان کئی

پر کہون کیا کہ بناخس کے ہے سامان کئی
دیر سے آج جو نکلے بت ذیشان کئی

لیگئے صبر کئی دل کئی ایمان کئی

اپنے ہم چشم تو یان خون کیے ہین رو رو
مین بھی لایا ہون پر اس کام کو اب اس حد کو

ایک چشمہ تو مرے رو نیکا یہ ہے سن لو
آنا رویا ہون کہ اب لخت جگر کے یارو

ڈھیر ہین چشم سے لے تا سر دامان کئی

آہ جو جو گئے تھے حسرت دیدار مین مر
سب تڑپتے تھے وہ بیتاب زمین کے اندر

آخرش ہو کے پریشان ہمہ تن چشم و نظر
اب تو ٹک مُنھ کو دکھا یار کہ نرگس نکلے

نکلے ہین خاک چمن سے ترے حیران کئی

آوے گر باد صبا اُسکے گلے سے نہ لگون
سو تمنا سے مین نقش قدم آغوش مین لون

چشم حیرت زدہ کو کفش کے نعلون سے ملون — اُسکے دامن سے لگون پانون پڑے یا چھاتی
خاک ہون تو بھی مرے جی مین ہین ارمان کئی

مان کہنا مرا اے شوخ ہٹیلے چنچل — گو کہ اب بلبل و قمری مین پڑی ہین ہلچل
منہ دکھانے مین غریبون کے بس اتنا نہ مچل — آخر آیا ہی تو گلشن مین بھی تک تو چل
پان بھی رہتے ہین ترے چاک گریبان کئی

پان کھانا ہی ترا قتل کا عالم کے نشان — اور خوبان کی طرح اپنے تو ہنسنے کو نجان
دیکھ کہتا ہون ستمگر مری اس عرض کو مان — پان کھا کھانہ ہنس اس وجہ تو ای دشمن جان
ابھی پھر جائینگے خونین لب و دندان کئی

جب سے اُس شوخکی بر دے کیا تیغ کو بات — بے گنا ہونکے سر اوپر ہے نہایت آفات
اب کہون کیا مین بھلا اُس ستم و ظلم کی بات — نظر آتے ہین مجھے اُسکی گلی مین دن رات
ٹکڑے ٹکڑے کئی بسمل کئی بیجان کئی

یہ مری جا ہی کہ اسجا مین تو بن ٹھن کے آ — اور جو آوے تو رقیبون کے تئین ساتھ نہ لا
آہ جائینگے تو پھر حشر کرین گے برپا — جا نکر گور غریبان مین قیامت نہ مچا
ابھی سوئے ہین ترے بے سر و سامان کئی

جب سے اُس خسرو خوبان نے کیا تجھکو اسیر — جی بھی ہی شاد مرا دل بھی ہی سو عیش پذیر
کیونکہ اس خاک مین پستی کو نہ سمجھو نمین سریر — بادشہ کو نہ لکھا رقعہ کبھی جسنے **نظیر**
اُس شہ حسن کے آئے مجھے فرمان کئی

کلیگ کے بیان مین

دنیا عجب بازار ہی کچھ جنس یانکی ساتھ لے — نیکی کا بدلا نیک ہی بد سے بدی کی بات لے

میوہ کھلا میوہ پھل پھول دے پھلا ت سے
آرام دے آرام سے دکھ درد آفات سے
کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات سے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات سے

کانٹا کسی کے مت لگا گر مثل گل پھولا ہے تو
وہ تیرے حق مین زہر ہے کس بات پر پھولا ہے تو
مت آگ مین ڈال اور کو پھر پھانس کا پولا ہے تو
سُن رکھ یہ نکتہ بے خبر کس بات پر پھولا ہے تو
کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات سے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات سے

شوخی شرارت مکر و فن سب کا بسیکھا ہے یہان
جو جو دکھایا اور کو وہ آپ دیکھا ہے یہان
کھوٹی کھری جو کچھ کہ ہے تسکا پرکھا ہے یہان
ہر سو پڑا ملتا ہے دل تل تل کا لیکھا ہے یہان
کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات سے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات سے

جو اور کی بستی رکھے اُسکا بھی بستا ہے بُرا
جو اور کے مارے چھری اُسکے بھی لگتا ہے چھرا
جو اور کی توڑے دھڑی اُسکا بھی ٹوٹے ہے دھڑا
جو اور کی چیتے بدی اُسکا بھی ہوتا ہے بُرا
کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات سے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات سے

جو اور کو پھل دیویگا وہ بھی سدا پھل پاویگا
گیہون سے گیہون جو سے جو چانول سے چانول دیگا
جو آج دیویگا یہان وہ یاں کل پاویگا کل پاویگا کلپا دیگا
کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات سے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہات سے

جو چاہے بھال اسکھڑی سب جنس یان تیار ہے
آرام مین آرام ہے آزار مین آزار ہے
دنیا نہ جان اسکو میان دریا کی یہ منجدھار ہے
اور ونکا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

تو اور کی تعریف کر تجھکو سنا خوانی ملے
گر مشکل آسان اور کی تجھکو بھی آسانی ملے
تو اور کو مہمان کر تجھکو بھی مہمانی ملے
روٹی کھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

کرچک جو کچھ کرنا ہو یان یہ دم تو کوئی آن ہے
نقصان مین نقصان ہے احسان مین احسان ہے
تہمت مین یان تہمت لگے طوفان مین طوفان ہے
رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

یان زہر دے تو زہر ہے شکر مین شکر دیکھیے
نیکو نکونکی کا مزا موذی کو ڈنکر دیکھیے
موتی جو دے موتی ملین پتھر مین پتھر دیکھیے
گر تجھکو یہ باور نہین تو تو بھی کر کر دیکھیے

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

اپنے نفع کے واسطے مت اور کا نقصان کر
تیرا بھی نقصان ہو دیگا اسبات پر تو دھیان کر
کھانا جو تو کھا دیکھکر پانی پیے تو چھان کر
یان پانون کو رکھ پھونک کر اور خوف سے گذران کر

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

غفلت کی یہ جاگہ نہین یاں صاحبِ ادراک رہ — دلشاد رکھو دلشاد رہ غمناک کہو غمناک رہ
ہر حال مین تو بھی نظیر اب ہر قدم کی خاک رہ — یہ وہ مکان ہی اور میان یاں پاک رہ وہ پاک رہ

کلجگ نہین کرجگ ہی یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہی اس ہات دے اُس ہات لے

ترکیب بند

اِدھر کو جس گھڑی اے ہمنشین وہ یار آیا — ہمارے دل سے گئی بیکلی قرار آیا
اسے جو مہر سے ہی ذرہ پروری منظور — تو پھر اِدھر کو جھکتا وہ مہروار آیا
مزاج اُسکا جو عاشق نواز ہی ہمدم — تو راہِ لطف پہ پھر وہ کرم شعار آیا
کسی نے دوڑ کے ہمسے کہا مبارک باد — تمہارے پاس ہی وہ نازنین نگار آیا
کسی نے گل کی طرح ہنسکے یون کہا آکر — بھلا ہوا کہ تمہارا ابھی گلعذار آیا

خوشی یہ بولی تمہاری مین گرد خاطر ہون
اِدھر سے عیش پکارا کہ مین بھی حاضر ہون

گیا ملال ہوے شاد ہم زمانے سے — ہوا ملاپ چھٹے ہجر کے ستانے سے
نشاط جی کو ہوئی ہر طرف کے ملنے سے — سرور دل کو ہوا ہنسنے اور ہنسانے سے
ہوئی نمود وہ ساعت بھی انبساط بھری — کہ جسمین شاد ہوے ہم بھی دل لگانیسے
ہر اک طرف سے ہوئی سو طرح کی خوشوقتی — نویدین آئیان عشرت کے کارخانیسے
سماتے چھولے نہین پیرہن مین اب ہرگز — ہم ایسے شاد ہین اُس گلبدن کے آنیسے

جہانمین جسکو ملاقات یار کہتے ہین
عجب بہار ہی اُسکو بہار کہتے ہین

ہمارے دلمین جو فرقت کی بیقراری تھی
تو اُسکے ہاتھ سے صورت عجب ہماری تھی

کبھی خیال رُخ وزلف کا سحر تا شام
کبھی تصورِ مژگان سے دلفگاری تھی

نہ دل لگے تھا کسی شغل سے کوئی ساعت
نہ جان کو جز الم ہجر ہمکناری تھی

یہ اضطراب تھا ہر دم کہ رہتی بیتابی
ہمارے حال پہ سیماب کی بھی زاری تھی

خدا کے فضل سے پھر اسمین خیر و خوبی سے
وہ دن بھی آیا کہ جسکی اُمید واری تھی

جو دیکھی پھر کے نظر گلعذار کی صورت
تو ہر طرف نظر آئی بہار کی صورت

عیان جو سامنے آکر وہ گلعذار ہوا
تو عالم عیش کا پھر ایک سے ہزار ہوا

نگہ کو حسن نے اُس گل کے تازگی بخشی
خوشی قریب ہوئی دور انتظار ہوا

جدا جو ہجر مین ہم سے قرار رہتا تھا
ہمارے دل سے وہ پھر آنکر دوچار ہوا

تسلی دلکو ہوئی اُس صنم کے ملنے سے
رخ اُسکا دیکھتے ہی رفع اضطرار ہوا

طلب تھی دلکے تئین جسکی ایک مدت سے
ہزار شکر وہی عیش آشکار ہوا

نشاط عیش کو خاطر سے ہمقرینی ہے
نیاز و ناز ہے اور لطف ہمنشینی ہے

ہم اپنے دلکی خوشی کا بیان کرین کیا کیا
کہ ایک خطہ یہ ٹھہرا ہے عیش کا نقشا

کبھی ہین دیکھتے رخسار یار کو ہنس ہنس
کبھی خوشی سے ہین جھولیتے اُسکی زلف دوتا

کبھی ہین یار کے چشم و نگاہ سے پیتے
خوشی سے عیش کے بھر بھر کے ساغر صہبا

کبھی ہین اُسکے تکلم سے دلکو خوش کرتے
کبھی ہین اُسکے تبسم پہ جی سے ہوتے فدا

جو دیکھتا ہے ہمین اسطرح کی عشرت مین
تو یہ سخن وہ رہ منصفی سے ہے کہتا

نظیر تنے جو حاصل یہ شادمانی کی
یہی بہار ہے بستان زندگانی کی

ترکیب بند ثانی فارسی ہندی

مجھے امید وصل تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے
کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے

یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ بے چینی دکھاتا ہے
نہ دل لگتا ہے گھر مین اور نہ صحرا بھاتا ہے

اگر کچھ منھ سے بولون تو مزا الفت کا جاتا ہے
وگر چپکا ہی رہتا ہون کلیجہ منھ کو آتا ہے

مرا در دیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دمو رکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کوک کردن تو جگ ہنسے اور چلے لگے گھاؤ
ایسے کٹھن سنیہہ کا کس بدہ کرون اُپاؤ

تھا معلوم الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے
جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے

سسکنا آہ کرنا اشک بھرلانا بھی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے

کیے پر اپنے پھر آپی ہی دکھ پانا بھی ہوتا ہے
کف افسوس کو ملکے پچھتانا بھی ہوتا ہے

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمے کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو مین ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈورا پیٹتی کہ پیت نکیجو کوے

سحر سے شام تک صحرا مین پھرنا دلکو مارے
لگا کر شام سے تا صبح گنتا رات کے تارے

لبو پر آہ دلمین داغ جون آتش کے انگارے
جسے دل چاہتا ہی اُسکو کچھ پروا نہین بارے

جب اُسکی ہی یہ مرضی ہی تو ہیچ اپنے ہین پیارے
مگر اُسکے تصور مین یہی کہتے ہین آپیارے

زحال من کہ چونم بے رخت داری خبر یارا
دل من سوخت آیا در دلت باشد اثر یارا

آہ دئی کیسی بھئی ان چاہت کے سنگ
دیپک کے بھاوین نہین جل جل مرین تنگ

کبھی ہو کر گریبان چاک صحرا کو نکلتا ہون — کبھی گھبرا کے پھر گھر کی طرف ناچار چلتا ہون
لگی ہے آگ دل مین تمعسان جلکر پگھلتا ہون — دھوان اٹھتا ہے آہونکا بزنگ موکلتا ہون
بدن مین دیکھکر شعلہ بھڑکتے ہاتھ ملتا ہون — بجھوکے تن سے اٹھتے ہین سی کیطرح جلتا ہون
ز تاب آتش دوری کہ میسوزد دل وجان را — نمودہ نبض من پر آبلہ دست طبیبان را

برہ کی آگ تن مین لگی جرن لگے سب گات
ناری چھووت بید کے پڑے پھپھولا ہات

غضب ہے ایک تو سمجھے نہ دل اور جی بھی گھبرائے — تس اوپر ہر گھڑی اس لربا کی شکل یاد آوے
نہ دل کیوں ٹکڑے ٹکڑے اور نہ جان کسطور گھبراوے — در و دیوار سے کیونکر نہ کوئی سر کو ٹکراوے
لگی جو آگ دل مین پھر وہ کیسے کسطرح پاوے — مگر جینے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے
چو در دل آتش دوری فتد او را کہ بنشاند — مگر آنکس کہ آتش زد بہان آبی بر افشاند

ہر وی اندر دون لگی دھوان نہ پرگٹ ہوے
جاتن لاگے سو لکھے باچن لائے ہوے

کہان تک کھائیے غم اتبو غم کھایا نہین جاتا — دل بیتاب کو باتون سے بہلایا نہین جاتا
قدم رکھتا ہون جس جا وان سے سرکایا نہین جاتا — یہ پتھر ہاتھ سے تل بھر بھی اوسکا یا نہین جاتا
پڑا ہون دشت مین بستا کہین پایا نہین جاتا — جو چاہون بھاگ جاؤن بھاگ بھی جایا نہین جاتا
مکان یار و در را نہ من نیز پردارم نہ پا ہی دل — عجب در مشکل افتادم چسان طی سازم این منزل

نا میرے پنکھ نہ پانون بل مین اڑنے پیادہ — اڑنہ سکون گر گر پڑون سو سو بسور

اِدھر دل مجھسے کہتا ہو کہ تو چل یار کے ڈیرے
اِدھر تن مجھکو کہتا ہو کہ تو مت بھکو کہ میرے

جو کہتا دل کا کرتا ہون تو رہتا ہو وہ گھر میرے
وگر تن کی سنون تو اور دکھ پڑتے ہین بہتیرے

نہ دل مانے نہ تن مانے ہر اک اپنی طرف پھیرے
کرون کیا میں نظیر ایسی جو مشکل آن کر گھیرے

دلم دلدار می جوید تنم آرام می خواہد
عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد

دل چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام
دُبدا مین دونون گئے نہ مایا ملی نہ رام

معجزۂ حضرت علی علیہ السّلام

سُنتے ہو اے علی کے محبان دوستدار
اِک معجزہ مین کہتا ہون اُس شہ کا آشکار

ہو تازہ وارد ات یہ از نقل روزگار
تھا کوئی شخص دولت و حشمت مین نامدار

اک روز وہ گیا تھا کہین کھیلنے شکار

جس دشت مین شکار کو گذرا تھا وہ غنی
وان ایک شیر رہتا تھا اور اُسکی شیرنی

تھا ایک چشمہ پانی کا اور سبز تھی بنی
اور بچے اُس بنی مین تھی وہ شیرنی جنی

دس بیس روز کے تھے ابھی طفل شیرخوار

بچون کو اپنی چھاتی پہ رکھے وہ بے زبان
دونون کو مٹھی دودھ پلاتی تھی شادمان

بندوق کی جو آئی صدا اُس مین ناگہان
نر ماده دونون بھاگ گئے ہوکے نیمجان

بچے اکیلے رہ گئے جنگل مین بے قرار

القصہ جب شکار سے فارغ ہوا وہ شاہ
ناگاہ دونون بچون پہ اُسکی پڑی نگاہ

رکھوا کے اُنکو اونٹ پہ جلدی سے خواہ مخواہ
لی اُس شکارگاہ سے پھر اپنے گھر کی راہ

محلون مین اپنے آن کے اُسنے لیا قرار

جب آئے شیر و شیرنی با حالتِ تباہ — اور دونوں بچے گھر مین نہ آئے انھین نگاہ
وہ شیر کھا کے غش گرا اکبار کرکے آہ — اور شیرنی نے لی نجف اشرف کی وہین راہ
سر پیٹتی چلی وہ بیابان سے سوگوار

القصہ کتنے روز مین وہ شیرنی غریب — بھوکی پیاسی پھیرتی ہونٹون پہ خشک جیب
شوہر سے چھوٹی اور رہوئی بچون سے بے نصیب — آپہونچی یک بیک نجف اشرف کے عنقریب
بچون سے اپنے سر پہ اڑاتی ہوئی غبار

بازار مین نجف کے جب آئی وہ نیمجان — ہر اک دکان سے دانکی اٹھا شور و فغان
کوئی پکارا دوڑیو کوئی پکارا ہان — ہیبت سے اسکی چھپنے لگے پیر و جوان
چارون طرف سے دھوم مچی آکے ایکبار

وہ تو کسی طرف کو نہ گھر کی بتاتی تھی — نے منھ کو موڑتی تھی نہ پنجہ اٹھاتی تھی
آنکھون سے اس ہجوم مین آنسو بہاتی تھی — شاہِ نجف کے روضہ پہ فریاد جاتی تھی
لوگ اسپر اپنے خوف سے کہتے تھے مار مار

جسدم وہ پہونچی حیدر صفدر کے در تلک — دربان اسکے خوف سے کمسر گئے سرک
داخل ہوئی وہ روضۂ انور مین یک بیک — رونے لگی وہ سامنے سر کو ٹپک ٹپک
آنسو کی دونون آنکھون سے بہنے لگین قطار

آنکھون سے اسکے آنسو کی ندی جو بہتی تھی — بچون کا داغ اپنے کلیجے پہ سہتی تھی
کچھ منھ سے شور کرتی تھی کچھ یکدر تہی تھی — گویا وہ شہ سے اپنی زبان مین یہ کہتی تھی
بچے مرے دلائیے یا شیر کردگار

روتی تھی یون وہ شیرنی آنسو بہا بہا — مظلوم جیسے روے ہے عادل کے پاس آ

اور کچھ زبان سے اپنی سناتی تھی بعبنا — نکلے تھی آغا آغا کی مُنھ اُسکے سے صدا
کہ آقا آقا درد سے روتی تھی زار زار

فریادی بنکے ساقیِ کوثر کے سامنے — محتاج بنکے صاحب قنبر کے سامنے
یون دیکھتی تھی روضۂ انور کے سامنے — مظلوم جیسے آن کے داور کے سامنے
گرتا ہی اُسکے حکم کا رہ رہ کے انتظار

لوگون کے دل سے جب تو ہوا خوف اِسکا کم — سب اِسکے پاس آن کے دیکھین تھے اسکا غم
ہر آن اپنے سر کو پٹک کر کے چشم نم — پنجونکو اسطرح وہ اُٹھاتی تھی دمبدم
فریادی داد مانگے ہی جون ہاتھ کو پسار

فریاد وہ تو مانگے تھی آقا سے جھوم جھوم — یعنی فلک نے مجھکو دکھایا یہ روز شوم
اِس بات سے تمام بنجف مین پڑی یہ دھوم — گرد اُسکے مرد وزن کا ہوا آن کے ہجوم
حیرت مین تھے تمام چہ نادان چہ ہوشیار

کوئی پانی اُسکے واسطے کوئی کھانا لاتا تھا — لیکن اُسے تو رونے سوا کچھ نہ بھاتا تھا
بچونکا داغ ہوش سب اُسکے اُڑاتا تھا — جو اُسکو دیکھتا تھا اُسے رونا آتا تھا
ایسی طرح سے سر کو پٹکتی تھی بار بار

جب تین دن وہ شیرنی بھوکی پڑی رہی — ناچار اُن شریفون نے دیکھا اُسکی بیکلی
جسطرح وان قدیم سے کہنے کی راہ تھی — اس طرح سے جناب مقدس مین عرض کی
باسینۂ الم کش و با چشم اشکبار

آئی ندا یہ شیرنی دیتی دہائی ہے — اِک شخص کے یہ ظلم و ستم کی ستائی ہی
بچون نے اسکے قید کی آفت جو پائی ہے — سو اب ہمارے روضہ پہ فریاد آئی ہے

کل اِسکا بھید ہو ویگا تم سب پہ آشکار

یان تو شریف کو یہ عنایت ہوا جواب
واں جا پلنگ اُلٹ دیا اُسکا بعین خواب

فرمایا وہ جو شیر کے بچے ہین دل کباب
بھجوا دے اُنکو شہر نجف مین تو کل شتاب

ورنہ تو اس گنہ سے بہت ہو گا شرمسار

یان اُنکی اُنکے واسطے آنسو بہاتی ہی
اور تین دن ہوے ہین نہ پیتی نہ کھاتی ہی

فریادی ہو کے روتی ہی اور غل مچاتی ہی
غش ہو ہمارے روضہ مین جی کو کھپاتی ہی

جلدی سے اُنکو بھیجدے کر اونٹ پر سوار

وہ تھرتھرا کے کانپ اُٹھا ہو کے عذرخواہ
جانا یہ اُسنے یہ ہین شہنشاہِ دین پناہ

بولا نجف تو پندرہ دن کی ہی یان سے راہ
بھجوا دون کسطرح سے انھین کل مین پُرگناہ

اتنا تو اس غلام مین کب ہیگا اختیار

تب حکم یہ ہوا اُسے جسوقت ہو سحر
جلدی سے دونون بچونکو دکھوا کے اونٹ پہ

بھجوا دے اپنے شہر کی آبادی سے اُدھر
جب پہونچینگے یہ شہر کے دروازے کے اوپر

واں پیدا ہو گا غیب سے اک ناقہ سوار

ہوتے ہی صبح اسنے منگا کر وہ دو بچے
رکھوا کے ایک اونٹ پہ جلدی روان کیے

جب لوگ آئے شہر کے دروازے کے نکے
کیا دیکھین ایک شخص کو واں آدھی رات سے

ہی منتظر وہ اونٹ کی پکڑے ہوے مہار

جاتے ہی دونون بچے اُنھونکے اُسے دیے
باحتیاط سونپ کے پھر شہر کو پھرے

وہ اُن بچون کو لے کے چلا اس شتاب سے
آپہونچا اُس مکان مین اک پہر دن چڑھے

اک بار اُسکا شہر نجف مین ہوا گذار

بچوں کے آنے آنیکی جب غل ہوے کڑوڑ
وہ شیرنی بھی تکنے لگی اپنے منھ کو موڑ
جب لاکے اُسکے سامنے بچے دیے وہ چھوڑ
یون خوش ہو چاٹنے لگی الفت سے وہ جھنجھوڑ
انسان جیسے کرتا ہی بچون کو اپنے پیار

بچے بھی دوڑ مان کے گلے سے لپٹ گئے
یون جیسے کوئی دور کا بچھڑا ہوا ملے
چھاتی پہ لوٹ لوٹ کے جادودھ سے لگے
اُس شیرنی کے جیسے کلیجے مین داغ تھے
ویسے ہی اُسکے منھ پہ خوشی کی ہوئی بہار

جب اُسنے بچے پائے تو ہو کر وہ شادمان
بچون سمیت اُٹھکے وہ حیوان بے زبان
روضے کے سات بار تصدق ہوئی وہان
پھر آستانہ چوم ہوئی وان سے وہ روان
جا پہونچی اپنے دشت مین خوش ہو کے ایک بار

شیر خدا کے عدل کی یہ دیکھ رسم وراہ
خلقت تمام وانکی پکاری یہ واہ واہ
انصاف ایسا چاہیے اے شاہ دین پناہ
حامی و منصف اور نہین کوئی تم سا شاہ
ہی ختم تیہ عدل و حمایت کا کاروبار

حیوان تمھارے لطف سے جب تک ہوون شاد
انسان بھی پھرینگے کیونکہ نامراد
جیسے تمھارے در سے ملی شیرنی کو داد
احسان ایسے ایسے بہت اے کرم نہاد
ہینگے تمھارے صفحۂ عالم مین یادگار

اے شاہ یہ نظیر تمھارا غلام ہی
رکھتا سوا تمھارے کسی سے نہ کام ہی
عاصی ہی پُرگناہ ہی اور ناتمام ہی
دن رات اُسکا آپ سے اب یہ کلام ہی
رکھ لیجو میری آبرو یا شیر کردگار

مُستزاد مثلث

بیجرم و خطا یار نکر چشم نمائی تیور یکو چڑھا کر
اور بخشش بیجا سے نکر صاف لڑائی مُنھ مُرج بنا کر
اِس جور کی کب ہمسے ہوئی عہدہ برآئی اتنی جفا کر

کرتا ہون ترے ہجر مین اے شوخ پریزاد مین نالہ و فریاد
دیتا نہین خاطر سے تری اے ستم ایجاد جب کوئی مری داد
پھر ہار کے دیتا ہون مین تیری ہی دھائی ہاتھو کو اُٹھا کر

دل تڑپے ہے بسمل کی طرح جی مین ہمارے ہے مشتاق اجل اور لبون پر
آنکھون مین دم آیا ہی نہین منھ مین ہی باقی ہے جھن یا کوئی پل اور
لائی مجھے ظالم تری سدرہ جدائی نے اتو ملا کر

سد جھ لگیئی بالی کی جھمک صبر کرنیہوں اور عقل کو نیدے
بالی کی گئی چھوک لگا سینہ مین اک ہول دل یکبئے جھمکے
اور جی کے تئین لیگئی زنجیر طلائی زنجیر بنھا کر

آنچل کی کھچاوٹ نے کیا ایسہ بیطوفان جو ہوش اُڑایا
مستی کی ڈھرنے وہ کیا ظلم نمایان جو غش پہ غش آیا
ہاتھون نے بھی اک آگ سی سینے مین لگائی مُنھ کیو دکھا کر

کیا ہی نظیر اب مین کرون تن کی لطافت میلا ہونگے
اور اسکے سوا اور یہ نرمی نزاکت ٹک ناز و ادا سے
اک پھول اُٹھاوے تو ٹرک جاوے کلائی بل سیکڑون کھا کر

خمسہ بر غزل فغان

دل دیتا ہون یار و مجھے الزام نہووے
اس کام کا آخر کو بد انجام نہووے
یہ عشق مرا گوش زد عام نہووے
ڈرتا ہون محبت مین مرا نام نہووے
دنیا مین الٰہی کوئی بدنام نہووے

گر یار مرے قتل کو آیا ہی ترا دل
بہتر ہی مین حاضر ہون دے کچھ نہین مشکل
گر یون ہی ارادہ ہی تو مت چھوڑ تو بسمل
شمشیر کوئی تیز سی لا مرے قاتل
ایسی نہ لگا تا کہ مرا کام نہووے

پھر عمر بھر اُسکے ہو غم و درد سے نالان
آخر کو ہوا ہاتھ سے اُس شوخ کے بیجان
کیا ضد ہے موے پر بھی اُسے دیکھیے یاران
آتا ہی مری گور پہ ہمراہ رقیبان
یعنی اسے تربت مین بھی آرام نہو وے

پردہ جو ترے غم کا اگر دل سے اٹھاؤن
اِک آہ مین سو برق کے سینے کو جلاؤن
نالہ وہ کروں کو وہ بھی جاگہ سے ہلاؤن
گر صبح کو چاک اپنے گریبان کا دکھاؤن
ای زندہ دلان حشر تلک شام نہو وے

اپنا تو نظیر ایک ستمگر ہے پریرو
پائی تھی صبا نے بھی نہ اُس گل کی کبھی بو
سو اُسکو بھی دل دیکے کیا ہمنے بہ یک سو
جی دیتا ہی بوسہ کے توقع پہ فغان تو
ٹک دیکھیو سودا یہ ترا خام نہو وے

بلبلون کی لڑائی کے بیان مین

کل بلبلین جو نو دس قابو مین اپنے آئین
اُسمین سے دو پکڑ کر کشتی مین دھر بھرائین
یہ شور سُنکے خلقت دوڑ آئی دائین بائین
کوئی بولا واہ حضرت کوئی بولا واہ سائین
سو سو طرح کی دھو مین اکدم مین کر دکھائین
اِس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

دو مین تو دونون کٹ کٹ لڑتی تھین کر کے گڈا
جب تیسری کو چھوڑا پھر تو ہوا اکھاڑا
خلقت یہ آکے ٹوٹی چھوڑا اپنا اپنا اڈا
کُشتی کی کسیکی پسلی ٹوٹا کسی کا ہڈا
سو سو طرح کی دھو مین اکدم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

تھین تین کشتی مین چوتھی کو اُسمین چھوڑا
اُسنے تو خم بجا کر تینون کو دھر جھنجھوڑا

پھر تو یہ ٹھیکا آکر ان کشتیون کا کوڑا — چھوٹا کسی کا ہاتھی بھاگا کسی کا گھوڑا
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہنسے یار و کل بلبلیں لڑائیں

اک کنکری جو ماری پڑھ ہنسے پرسون کی — کشتی میں گٹھری بندھگئی اُن چاروں بلبلوں کی
سُنکے چیخیں انکی لڑتی تھیں غرغون کی — سب بولے واہ حضرت اچھی یہ پڑ پھکے پھونکی
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہنسے یار و کل بلبلیں لڑائیں

سُن سُن وہ چیخیں انکی چڑیاں چوچوں آئیں — کوّے پکارے غاں غاں چیلیں بھی چلچلائیں
سارو بٹیر مدیا چمگادڑیں بھی آئیں — مُرغوں نے لگڑوں کو نکی گلگلیاں پھڑپھڑائیں
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہنسے یار و کل بلبلیں لڑائیں

چلّائے مور سارس اور پھڑپھڑائے گھگو — گڈ اور چند ہاڑے اور پھڑ پھڑائے الو
کتّے بھی بھونکے بھوبھوں گیدڑ پکارے ہو ہو — بھڑوے گدھے بھی رینکے کرانپی ڈھینچو ڈھینچو
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہنسے یار و کل بلبلیں لڑائیں

جب لے چلے وہاں سے ہم بلبلوں کا لشکر — سب لوگ ہنسکے بولے اُس دم دعائیں دیکر
سب میں میاں نظیر اب تم ہو بڑے قلندر — یہ کھیل آگرے میں اب ختم ہے تمھیں پر
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہنسے یار و کل بلبلیں لڑائیں

سامان دوالی کا

ہر اک مکان مین جلا پھر دیا دوالی کا
ہر اک طرف کو اُجالا ہوا دوالی کا
سبھی کے دل مین سمان بھا گیا دوالی کا
کسی کے دل کو مزا خوش لگا دوالی کا
عجب بہار کا ہی دن بنا دوالی کا

جہا نمین یار و عجب طرح کا ہی یہ تیوہار
کسی نے نقد لیا اور کوئی کرے ہی اُدھار
کھلونے کھیلون بتاسونکا گرم ہی بازار
ہر اک مکان مین چراغونکی ہو رہی ہی بہار
سبھونکو فکر ہی اب جا بجا دوالی کا

مٹھائیونکی دکانین لگا کے حلوائی
پکارتے ہین کہ لالہ دوالی ہی آئی
بتاسے لے کوئی برفی کسی نے تُلوائی
کھلونے والونکی اِن سے زیادہ بن آئی
گویا اُنھون کے دان راج آگیا دوالی کا

صرف حرام کی کوڑیکا جنکا ہی بیوپار
اُنھون نے کھایا ہی اسدنکے واسطے یہ تیوہار
کہے ہے ہنس کے قرضخواہ سے ہر اک اکبار
دوالی آئی ہی سب دے چکائینگے ای یار
خدا کے فضل سے ہی آسرا دوالی کا

مکان لیپکے ٹھلیا جو کوری رکھوائی
جلا چراغ کو کوڑی وہ جلد جھنکائی
اصل جواری تھے اُنمین تو جان ہی آئی
خوشی سے کود اچھل کر پکارے او بھائی
شگون پہلے کر و تم ذرا دیوالی کا

شگن کی بازی لگی پہلے یار گنڈے کی
پھر اُس سے بڑھکے لگی تین چار گنڈے کی
پھری جو ایسی طرح بار بار گنڈے کی
تو آگے لگنے لگی پھر ہزار گنڈے کی
کمال نرخ ہے پھر تو لگا دوالی کا

کسی نے گھر کی حویلی گرو رکھا ہاری
جو کچھ تھی جنس میسر بنا بنا ہاری
کسی نے چیز کسی کی چرا چھپا ہاری
کسی نے گٹھری پڑوسن کی اپنی لا ہاری
یہ ہار جیت کا چرچا پڑا دوالی کا

کسیکو داؤ پہ لانگی موٹھ نے مارا
کسیکے گھر پہ دھرا سوختہ نے انگارا
کسی کو نرد نے چوپڑ کے کر دیا زارا
لنگوٹی باندھ کے بیٹھا ازار تک ہارا
یہ شور آکے مچا جا بجا دوالی کا

کسی کی چور وے کے ہی پکارا ے پھٹوے
بہو کی نوگر ہی بیٹے کے ہاتھ کھڑوے
جو گھر مین آوے تو سب لیکے ہین سو گھڑوے
نکل تو یان سے ترا کام یان نہین بیڑوے
خدا نے تجھکو تو شہدا کیا دوالی کا

وہ اُسکے جھونٹے پکڑ کر کے ہی مارونگا
ترا جو گہنا ہی سب تار تار اُتارونگا
حویلی اپنی تو اک داؤ پر مین ہارونگا
یہ سب تو ہارا ہون خندی تجھے بھی ہارونگا
چڑھا ہی مجھکو بھی اتو نشادوالی کا

تجھے خبر نہین خندی یہ لت وہ بیماری ہی
کسی زمانے مین آگے ہوا جو جواری ہی
تو اُسنے جورو کی تھہ اور ازار اُتاری ہی
ازار کیا ہی کہ جورو تلک بھی ہاری ہی
سُنا یہ تو نے نہین ماجرا دوالی کا

جہان مین یہ جو دوالی کی سیر ہوتی ہی
تو زر سے ہوتی ہی اور زر بغیر ہوتی ہی
جو ہارے اُسپہ خرابی کی فیر ہوتی ہی
اور اُنمین آنکے جن جن کی خیر ہوتی ہی
تو آڑے آتا ہی اُنکے دیا دوالی کا

یہ باتین سچ ہین نہ جھوٹ انکو جانو یارو
نصیحتین ہین اُنھین دل سے مانو یارو

جہانکو جاؤ یہ قصہ بکھانیو یارو | جو جواری ہو نہ بُرا اُس کا مانیو یارو

نظیر آپ بھی ہے جوار یا دوالی کا

در بیان ذکر مُرغان

تو تیتر کی وہ چین کیا ہون ہون کرتی ہین | ہون ہون ہون ہون کر کر ذکر کرن و فکیون کرتی ہین
مرغے بولین کڑدن کون مرغیان کون کون کرتی ہین | طوطیان بھی سب یا مین اُسکی بھجون بھجون کرتی ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب چیون چیون کرتی ہین

پنکھ ہوا گر پنکھ اُسکے غم مین سب ہی تپتے ہین | عنقا اور سیمرغ اُسکی فرقت مین تڑپتے ہین
سارس گدھ حواصل تیرے بگلے پنکھ کلپتے ہین | پنکھ کھیرو جتنے ہین سب نام اُسیکا جپتے ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب چیون چیون کرتی ہین

قمری بولے حق سترہ بلبل بولے بسم اللہ | کبک اور ٹیٹری چارون ہاں ور تیتر بھی سبحان اللہ
دادر مور پپیہے کویل کوک رہی اللہ اللہ | فاختہ کوکو تیہو ہو ہو طوطی بولین حق اللہ

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب چیون چیون کرتی ہین

بوم چغد اور سبز کبابیل ور چکورین شام چڑی | کھنجن چھپان بو کلنگ اور غوغائی کی دھوم مچی
تلی ٹڈی انس بھنبیری کٹری بھونرے بڑی بڑی | مکھی مچھر پشو پنکھی بول رہے سب گھڑی گھڑی

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب چیون چیون کرتی ہین

تن تن اور دھم دھک مولا حق تار پر ہوتے ہین
اگر کسی چندول بلتے یاد مین اُسکی روتے ہین
طاہر تو سب تخم محبت اُسکا دلمین بوتے ہین
پنچھی اُسکی یاد کرین ہم پانون پسارے سوتے ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب چونچون چونچون کرتی ہین

کس کس کا لون نام غرض ہین جتنے طائر خوبصور
کوئی کہے یا حی تو اکو کوئی کہے یارب قدیر
طائر تو سب یاد کرین اور ہم غفلت مین ہین اسیر
ہمسا غافل دنیا مین اب کوئی نہین ہے آہ نظیر

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب چونچون چونچون کرتی ہین

عید الفطر کے بیان مین

ہے عابد دنکو طاعت و تجرید کی خوشی
اور زاہدون کو زہد کی تمہید کی خوشی
رندعاشقونکو ہے کئی امید کی خوشی
کچھ دلبرونکے وصل کی کچھ دید کی خوشی

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

روزہ کی خشکیوسے جو ہین زرد زرد گال
خوش ہوگئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال
پوشاکین تن مین زرد سنہری سفید لال
دل کیا کہ ہنس رہا ہے پڑا تن کا بال بال

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

پچھلے پہر سے اُٹھکے نہانے کی دھوم ہے
شیر و شکر سوئیان پکانے کی دھوم ہے
پیر و جوان کو نعمتین کھانے کی دھوم ہے
لڑکون کو عیدگاہ کے جانیکی دھوم ہے

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

بیٹھے ہین پھولون کے میخانون مین کلال — اور بھنگ خانون مین بھی ہین سبزیان کمال
چھنتی ہین پھنگین اڑتے ہین چرسون کے دم بدم — دیکھو جدھر کو سیر مزا عیش قیل وقال

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

کوئی تو مست پھرتا ہی جام شراب سے — کوئی پکارتا ہی کہ چھوٹے عذاب سے
کلا کسیکا پھولا ہی لڈو کی چاٹ سے — چٹکارین جیمین بھرتی ہین نان و کباب سے

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

محبوب دلبرون سے ہی جنکی لگی لگن — اُنکے گلے سے آن لگا ہی جو گلبدن
سو سو طرح کے چاؤ سے مل مل کے تن سے تن — کہتے ہین تم کو عید مبارک ہو جان من

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

کیا ہی معانقے کی مچی ہی اُلٹ پلٹ — ملتے ہین دوڑ دوڑ کے باہم جھپٹ جھپٹ
پھرتے ہین دلبرونکی بھی گلیون مین غٹ کے غٹ — عاشق مزے اڑاتے ہین ہر دم لپٹ لپٹ

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

کاجل سنا غضب مسی و پان کی دھڑی — پشوازین سرخ سونی ملاہی کی پھلجھڑی

کرتی کبھی دکھا کبھی انگیا کسی کوری
کہہ عید عید لوٹے ہین دلکو گھڑی گھڑی

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

جو جو کہ اُنکے حسن کی رکھتے ہین دل اچاہ
جاتے ہین اُنکے ساتھ لگے تا بہ عید گاہ
توپون کے شور اور دوگانہ کی رسم و راہ
میانے کھلونے سیر مزے عیش واہ واہ

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

روز دنکی سختیون مین نہوتے اگر اسیر
تو ایسی عید کی نہ خوشی ہوتی دلپذیر
سب شاد ہین گدا سے لگا شاہ تا وزیر
دیکھا جو ہمنے خوب تو سچ ہے میان نظیر

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

آگرے کی ککڑی کی تعریف مین مسدس

پہونچے نہ اُسکو ہرگز کابل دری کی ککڑی
نے پورب اور نہ پچھم خوبی بھری ککڑی
نے چین کے پرے کی ورنے دری کی ککڑی
دکھن کی ورنہ ہرگز اُس پرے کی ککڑی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کیا پیاری پیاری مٹھی اور تلچ لیان ہین
گنے کی پوریان ہین ریشم کی تکلیان ہین
فرہاد کی نگاہین شیرین کی ہنسلیان ہین
مجنو کی سرد آہین لیلیٰ کی انگلیان ہین

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کوئی ہے زرد مائل کوئی ہری بھری ہے
پکھراج منفعل ہے پنے کو تھرتھری ہے
ٹیڑھی ہے سو تو چوڑی وہ سیر کی ہری ہے
سیدھی ہے سو وہ یار اور انجھا کی بانسری ہے
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

میٹھی ہے جسکو برفی کیجے گلابی کیجے
یا جلیبی دیکھ اسکے تازی جلیبی کیجے
تلشکریون کی پھانکین اب یا امرتی کیجے
سچ پوچھیے تو اسکو دندان مصری کیجے
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

چھونے مین برگ گل ہے کھانے مین کرکری ہے
گرمی کے مارنے کو اک تیر کی سری ہے
آنکھون مین سکھ کلیجے ٹھنڈک ہری بھری ہے
ککڑی نہ کہیے اسکو ککڑی نہین پری ہے
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

بیل اسکی ایسی نازک جون زلف پیچ کھائی
بیج ایسے چھوٹے چھوٹے خشخاش یاد آئی
دیکھ اسکی ایسی نرمی باریکی اور کلائی
آتی ہے یاد مجھکو محبوب کی کلائی
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

لیتے ہین مول اسکو گل کی طرح سے کھل کے
معشوق اور عاشق کھاتے ہین دونون ملکے
عاشق تو ہین بجھاتے شعلون کو اپنے دل کے
معشوق ہین لگاتے ماتھے پہ اپنے چھلکے
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مشہور جیسی ہر جا یاں کی جمالیاں ہین ۔۔۔ ویسی ہی ککڑی نے بھی دھومین مچا لیاں ہین
میٹھی ہین سو تو گویا شکر کی تھالیاں ہین ۔۔۔ کردی ہین سو بھی گویا خوبانکی گالیاں ہین

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

جو ایکبار یار و اس جا کی کھائے ککڑی ۔۔۔ پھر جا کہین کی اسکو ہرگز نہ بھائے ککڑی
دل تو نظیر غش ہو یعنی منگائے ککڑی ۔۔۔ ککڑی ہو یا قیامت کیا کیجے ہائے ککڑی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مسدس

جب ہنے دن سے اے زیب محفل ۔۔۔ باندھا سفر کے ناقہ پہ محمل
فرقت مین تیری آشفتہ بیدل ۔۔۔ غربت کے ہمراہ حسرت کے شامل

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

منزل پہ اترے تو اشک ریزان ۔۔۔ صحرا مین گذرے تو خاک بیزان
جون صید زخمی ہر سو گریزان ۔۔۔ القصہ آخر آفتان و خیزان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

نکلے جو وان سے ہم پا پیادہ ۔۔۔ صد بار ہجران بر جان نہادہ
صد جانشستہ صد جا فتادہ ۔۔۔ تجھ سے کہین کیا اے گل زیادہ

رفتیم و بر دیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بمنزل

منزل بھی طے کی اور صد بیابان
طعنے بھی کھینچے مثل عقابان
بیتاب و بے صبر و سوشتابان
فی الجملہ ناچار اے ماہ تابان

رفتیم و بر دیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

چلنے کی طاقت ہم مین کہان تھی
قالب تو یان تھا اور روح وان تھی
نے دم مین دم تھا نے جان مین جان تھی
لیکن یہی بیت ورد زبان تھی

رفتیم و بر دیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

منزل پہ روئے ہم آکے ہر شب
اور دن کو لوٹے صحرا مین جب تب
صد اشک در چشم صد آہ بر لب
آگے نظیر اب کیا بولے مطلب

رفتیم و بر دیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

آٹے دال کے بیان مین

آٹے کے واسطے ہی ہوس ملک مال کی
آٹا جو پا لکی ہے تو ہے دال نالکی
آٹے ہی دال سے ہے درستی یہ حال کی
اس سے ہے سب کی خوبی جو ہے حال قال کی

سب چھوڑ و بات طوطی و بلبل کی دلال کی
یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

اِس آٹے دال ہی کا جو عالم مین ہی ظہور
اِس سے ہی مُنھ پہ نور ہے اور پیٹ مین سرور
اِس سے ہی آکے پڑھتا ہی جیرہ پہ سب کے نور
شاہ و گدا امیر اِسی کے ہین سب مزور

سب چھوڑ و بات طوطی و پدڑی دلال کی
یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

قمری نے کیا ہوا جو کہا حق سترہ
اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتی ہی قہقہو
وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ مین سرخرو
سنتے ہو اے عزیز و اسی سے ہی آبرو

سب چھوڑ و بات طوطی و پدڑی دلال کی
یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آٹا ہی جسکا نام وہی خاص نور ہی
اور دال بھی پری ہی کوئی یا کہ حور ہی
اسکا بھی کھیل کھیلنا سب کو ضرور ہی
سمجھے جو اس سخن کو وہ صاحب شعور ہی

سب چھوڑ و بات طوطی و پدڑی دلال کی
یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

چھ پیسونکے جو عشق مین دل کو لگاؤ گے
تو پیٹ بھر کے کھاؤ گے کپڑے بناؤ گے
طوطی کو پال کر کے حق اللہ پڑھاؤ گے
ناحق کو سر کھپاؤ گے کوڑی نہ پاؤ گے

سب چھوڑ و بات طوطی و پدڑی دلال کی
یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

جن پاس چار پیسے وہی ہین یہان امیر
اور جنکے پاس کچھ نہین وہ ہین بڑے فقیر
اور جتنے پیشہ ور ہین یہان خرد و کبیر
روٹی کا سلسلہ ہی بڑا کیا کہون نظیر

سب چھوڑ و بات طوطی و پدڑی دلال کی
یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آگرہ کی تیرائی کے بیان مین

جب پیرنے کی رت مین دلدار پیرتے ہین
عاشق بھی ساتھ انکے غمخوار پیرتے ہین
بھولے سیانے نادان ہشیار پیرتے ہین
پیر و جوان لڑکے عیار پیرتے ہین
ادنیٰ غریب و مفلس زردار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

جھجھر نے سے لے کے یار و سجا کا پایالا
جھڑی سے برج خونی دارا کا چوترا کیا
مہتاب باغ سیدنیلی قلعہ در و رضا
غل شور کی بہارین انبوہ سیر دریا
ہر اک مکان مین ہو کر ہشیار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

باغ حلیم اور جو شیو داس کا چمن ہی
انمین جگہ جگہ پر مجلس ہی انجمن ہی
میوہ مٹھائی کھاتے اور ناچ دل لگن ہی
کچھ پیرنے کی دھو مین کچھ عیش کا چلن ہی
عشرت مین مست ہو کر ہر بار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

برسات مین جو آکر پڑھتا ہی خوب دریا
ہر جا کھڑی دچادر بندا اور ناند چکوا
مینڈا بھنور اچھالن چکر سمیت مالا
مینڈا کھمبر تختہ کشتی پچھاڑ گیرا
وان بھی ہنر سے اپنے ہشیار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

تربینی مین اہا ہا ہوتی ہین کیا بہارین
خلقت کے ٹھٹھ ہزارون پیرک کی قطارین
پیرین نہاوین اچھلین کودین لڑین پکارین
لے لے وہ چھینٹ غوطے کھا کھا کے ہاتھ مارین

کیا کیا تماشے کر کر اظہار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

جمنا کے پاٹ کو یا صحن چمن ہے بارے
پیراک اسمین پیرین جیسے کہ چاند تارے
منھ چاند کے سے ٹکڑے تن گورے پیارے پیارے
پریون سے پھر رہے ہین منجدھار اور کنارے

کچھ ڈار پیرتے ہین کچھ پار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کتنے کھڑے ہین پیرین اپنا دکھا کے سینا
سینہ چمک رہا ہے ہیرے کا جون نگینا
آدھے بدن پہ پانی آدھے پہ ہے پسینا
سر دون کا یہ چلا ہے گویا کہ اک ترینا

دامن کمر پہ باندھے دستار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

جاتے ہین انمین کتنے پانی پہ صاف سوتے
کتنون کے ہاتھ خنجر کتنون کے سر پہ طوطے
کتنے پتنگ اڑاتے کتنے سوئی پروتے
حقون کا دم لگاتے ہنس ہنس کے شاد ہوتے

سو سو طرح کا کر کر بستار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کچھ نالج کی بہارین پانی کے کچھ کنارے
دریا مین مچ رہے ہین اندر کے سو کھارے
لبریز گل رخون سے دونون طرف کرارے
بجرے و ناؤ چپو دونگے نبے تواڑے

ان جھگٹون سے ہو کر سرشار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

ناؤ مین دو بہ گلرو ناچین چھک رہے ہین
جوڑے بدن مین رنگین گہنے جھمک رہے ہین

تا نین ہوا مین اُڑتین طبلے کھڑک رہے ہین — عیش و طرب کی دھومین پانی چھپک رہے ہین
سو ٹھاٹھ کے بنا کر اطوار پیرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

ہر آن بولتے ہین سید کبیر کی جے — پھر اُسکے بعد اپنے اُستاد پیر کی جے
مور و مُکٹ کنھیا جمنا کے ہیر کی جے — پھر غول کے سب اپنے خرد و کبیر کی جے
ہر دم یہ کر خوشی کی گفتار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کیا کیا نظیر میا نکی ہین پیرنیکی بانی — ہر جنکے پیرنے کی ملکو نمین آن مانی
اُستاد اور خلیفہ شاگرد یار جانی — سب خوش رہین ہی جبتک جمنا کے بیچ پانی
کیا کیا ہنسی خوشی سے ہر بار پیرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کوڑی کے بیان مین مسدس

کوڑی ہر جنکے پاس وہ اہل یقین ہین — کھانے کو اُنکے نعمتین سو بہترین ہین
کپڑے بھی اُنکے تن مین نہایت مہین ہین — سمجھین ہین وہ جو اسکو بڑے نکتہ چین ہین
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی بغیر سوتے تھے خالی زمین پر — کوڑی ہوئی تو رہنے لگے شہ نشین پر
پنکے سہرے بندھ گئے جامونکی چین پر — موتی کے لچھے لگ گئے گھوڑونکی زین پر
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین — کوڑی نہین تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی ہی چاہتی ہے سدا بادشاہ کو
کوڑی ہی تھام لیتی ہے فوج و سپاہ کو
لیکر پھڑی رومال گدا بھی نباہ کو
پھرتا ہے ہر دکان پہ کوڑی کی چاہ کو
کوڑے کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی نہو تو پھر یہ جھمیلا کہان سے ہو
رنڈی نہ ناچتی نہ طویلا کہان سے ہو
منڈوا کے سر فقیر کا چیلا کہان سے ہو
کوڑی نہو تو سائین کا میلا کہان سے ہو
کوڑے کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑے کے پھر تین تین ہین

کاندھے پہ تیغ دھرتے ہین کوڑی کیواسطے
آپس مین خون کرتے ہین کوڑی کیواسطے
یان تک تو لوگ مرتے ہین کوڑی کیواسطے
جو جان دے گذرتے ہین کوڑی کیواسطے
کوڑے کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑے کے پھر تین تین ہین

گالی و مار کھاتے ہین کوڑی کیواسطے
شرم و حیا اُٹھاتے ہین کوڑی کیواسطے
سو ملک چھان آتے ہین کوڑی کیواسطے
مسجد کو دم مین ڈھاتے ہین کوڑی کیواسطے
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

بن کوڑی خود دے کے برابر بھی پت نہ تھی
کوڑی جب آئی پاس تو بن بیٹھے سیٹھ جی
آگے گماشتو نکی کھلی ہر طرف بہی
پھر وہ جو کہہ کہے تو وہی بات ہے سہی
کوڑے کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

بن کوڑی تین جو تیل کی باسی پکوڑیاں
کوڑی ہوئی تو چھنے لگین لینی چوڑیاں
یون خلق دوڑی کھیان جون گڑ پہ دوڑیاں
خالق نے کیا ہی چیز بنائین ہین کوڑیاں ۲

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

خاصے محل اُٹھاتے ہین کوڑی کے زور سے
پکے کنوئین کھداتے ہین کوڑی کے زور سے
پُل اور سرا بناتے ہین کوڑی کے زور سے
باغ و چمن لگاتے ہین کوڑی کے زور سے

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

لے مفلس اور فقیر سے تا شاہ اور وزیر
کوڑی وہ دلربا ہے کہ ہے سب کے دلپذیر
دیتے ہین جان کوڑی پہ طفل و جوان و پیر
کوڑی عجب ہی چیز ہے مین کیا کہون نظیر

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

پیسے کی عزت مین

نقش یان جسکے میان ہاتھ لگا پیسے کا
اُسنے تیار ہر اک ٹھاٹھ کیا پیسے کا
گھر بھی پاکیزہ عمارت سے بنا پیسے کا
کھانا آرام سے کھانے کو ملا پیسے کا

کپڑا تن کا بھی ملا زیب فزا پیسے کا

جب ہوا پیسے کا اے دوستو آکر سنجوگ
عشرتین پاس ہوئین دور ہوئے سکے روگ
کھائے جب مال پیے دودھ دہی مکھن بھوگ
دلکو آنند ہوئی بھاگ گئے روگ اور دوگ

ایسی خوبی ہے جہان آنا ہوا پیسے کا

ساتھ اک دوست کے اکدن جو مین گلشن مین گیا
وانکے سوسومن و لالہ و گل کو دیکھا

پوچھا اُس سے کہ یہ ہے باغ بتاؤ کس کا
اُسنے تب گل کی طرح ہنس دیا اور مجھسے کہا

مہربان مجھسے یہ تم پوچھو ہو کیا پیسے کا

یہ تو کیا اور بڑے ایسے ہین جو باغ و چمن
ہین کھلے کیاریو مین نرگس و نسرین و سمن

حوض فوارے ہین نگلو مین بھی پرنالے چلون
جابجا قمری و بلبل کی صدا شور افگن

وان بھی دیکھا تو فقط گل ہے کھلا پیسے کا

وان کوئی آیا ہے ایک مرصع پنجڑا
لال دستار و دوپٹا بھی ہرا جون طوطا

اُسمین اک بیٹھی وہ مینا کہ ہو بلبل بھی فدا
مین نے پوچھا یہ تمھارا ہے رہا وہ چپکا

نکلی منقار سے مینا کے صدا پیسے کا

وان سے نکلا تو مکان اک نظر آیا ایسا
در و دیوارون سے چھلکے تھا پڑا آپ طلا

سیم چونے کی جگہ اُسکے تھا اینٹو مین لگا
واہ واکہہ کے کہا مین نے یہ ہوگا کس کا

عقل نے جب مجھے چپکے سے کہا پیسے کا

اُنکا عاشق سے جو معشوق کوئی ہنکا بھرا
اور وہ منت سے کسی طور نہین ہے منتا

خوبیان پیسے کی اے یارو کہو مین کیا کیا
دل اگر سنگ سے بھی اُسکا زیادہ تھا کڑا

موم سا ہو گیا جب نام سُنا پیسے کا

دام مین دام کے یارو جو مرا دل ہے آیا
اسلیئے ہوتی ہے یہ میری زبان سے تقریر

جیمین خوش رہتا ہے اور دل بھی بہت عیش پذیر
جس قدر ہو سکا مین نے کیا تحریر نظیر

گلہری کے بچے کا بیان

لیے پھرتا ہے یون تو ہر بشر بچا گلہریکا
ہر اک اُستاد کے رہتا ہے گھر بچا گلہریکا

ولیکن ہے ہمارا اسقدر بچا گلہری کا
دکھاوین ہم کسی لڑکے کو گر بچا گلہری کا

تو دم مین لوٹ جائے دیکھکر بچا گلہری کا

سفیدی مین وہ کالی دھاریان ایسی رہی ہین بن
کہ جیسے گال پر لڑکونکے چھوٹے زلف سی تاگن
کناری دار پٹا جسمین گھنگرو کر رہے چھن چھن
گلے مین سنسلی پانو مین کڑے اور ناک مین لٹکن

رہا ہے سر بسر گہنے مین بھر بچا گلہری کا

کسی سردار کے دل مین یہ آیا ایک دن یارو
کہ دیکھے گھر بلا کر عشق باز دنکے ہنر کو وہ
کہا اُن سے کہ ہان اس وقت کے اُستاد کو آؤ
سنو کر اُسکا سب مین ڈھونڈھ چنکر لیکیا ہمکو

نہ تھا ہم پاس اُسدم کچھ مگر بچا گلہری کا

وہ دیکھے تو بُری صورت بُرا حال اور پھٹے کپڑے
بڑھے داڑھی کے بال اور زرد مُنھ آنکھون مین آنسو سے
بندھی میلی سی پگڑی سر پہ اوڈکڑے انگرکھے کے
وہ کپڑے گو پھٹے پر ہم بھی اپنے فن مین پورے

لگا رکھتے تھے ایسے وقت پر بچا گلہری کا

جو ہین اتنے مین ہمکو اس بُرے احوال سے دیکھا
کہا اُسنے کہ پھنستا ہوگا اِنسے کسطرح لڑکا
نظر سے اُسکی مین نے جب تو وان اسبات کو تاڑا
کمر کو دیکھ ڈھونڈھی جیب پگڑی کو ٹٹول اسجا

وہین ہمنے نکالا ڈھونڈھکر بچا گلہری کا

کہین بیٹھا تھا وان اُسکا برس بارہ کا اک لڑکا
وہ گورا گدگدا سا پوری سا چاند کا ٹکڑا
جو ہین اُسنے وہ بچا آہ یارو اِک نظر دیکھا
وہین لٹو ہوا بولا یہی لون گا یہی لون گا

جھٹا دو جلد میرے ہاتھ پر بچا گلہری کا

یہ کہکر بیقراری سے وہ لڑکا شوق مین غش ہے
وہین گھبرا کے آپہونچا جہان ہم تھے کھڑے یارو
لگا سو منتون سے مانگنے دو دیتو ہمکو دو
وہ باپ اُسکا پکارا یان نکالو جلد پیسے اسکو

غضب جادو کا رکھتا ہے اثر بچا گلہریکا

برسات کے بیان مین

برسات کا جہان مین لشکر پھسل پڑا
بادل بھی ہر طرف سے ہوا پھسل پڑا
جھڑ بونکا مینھ بھی آکے سراسر پھسل پڑا
چھٹا کسیکا شور مچا کر پھسل پڑا
کوٹھا جھکا اٹاری جھکی در پھسل پڑا

جنکے نئے نئے تھے مکان اور محلسرا
اُنکی چھتین ٹپکتی ہین چھلنی ہو جا بجا
دیوارین بیٹھتی ہین چھلونکا ہے غُل مچا
لاٹھی کو ٹیک کر جو ستون ہے کھڑا کیا
چھجا گرا منڈیر یکا تھپر پھسل پڑا

جھڑ یون نے اسطرح کا دیا آکے جھڑ لگا
سُنیے جدھر اُدھر ہے دھڑاکے ہی کی صدا
کوئی پکارے ہے مرا در وازہ گر چلا
کوئی کہے ہے ہائے کہان جاؤن کیا
تم در کو جھیلو ہو مرا گھر پھسل پڑا

باران جب آکے پختہ مکانکی تئین ہلائے
کچا مکان پھر اُسکی بھلا کیونکہ تاب لائے
ہر جھونپڑے مین شور ہے ہر گھر مین ہائے ہائے
کہتے ہین یار دوڑیو جلد یسے وائے وائے
پاکھے چھپیت سو گئے چھپر پھسل پڑا

آکر گرا ہے کسی جو رنڈیکا اب مکان
اللہ اُسکے آشنائی بھی چھت گرتی ہے جہان
کہتا ہے ٹھٹھے باز ہر اک اُنسے آکے دان
کیا بیٹھے چھت کو روتے ہو تم درمیان یہان
دان چھت لگن کا آپکے سب گھر پھسل پڑا

یا تک ہر اک مکان کے گھسلنے کی ہو زمین
نکلے جو گھر سے اُسکو پھسلنے کا ہے یقین
مفلس غریب پر ہے یہ موقوف کچھ نہین
کیا فیل کا سوار ہے کیا پالکی نشین

آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا

دیکھو جدھر اُدھر کو یہی غُل پکار ہے
کوئی پھنسا ہے اور کوئی کیچڑ مین خوار ہے
پیادہ اُٹھا جو مر کے تو بچھڑا سوار ہے
گرمی کی دھوم دھام یہ کچھ بیشمار ہے

جو ہاتھی ریلا اونٹ گرا خر پھسل پڑا

کوچے مین کوئی اور کوئی بازار مین گرا
کوئی گلی مین گر کے ہے کیچڑ مین لوٹتا
رستے کے بیچ پانون کسیکا پٹ گیا
اُس سب جگہ کے گر نسے آیا جو بچ گیا

وہ اپنے گھر کے صحن مین آ کر پھسل پڑا

کرتی ہے گرچہ سب کو پھسلنی زمین خوار
عاشق کو پر دکھاتی ہے کچھ اور ہی بہار
آیا جو سامنے کوئی محبوب گلعذار
گرنے کا مکر کر کے اُچھل کود ایک بار

اُس شوخ گلبدن سے لپٹ کر پھسل پڑا

کیچڑ کے ہر مکان سے تو بچنا بہت پڑا
پر جب دکھائی دی کھلے بالون کی اک گھٹا
بجلی بھی چمکے حُسن کی مینھ برسے ناز کا
پھسلن جب ایسی آئی تو پھر کچھ نہ بس چلا

آخر وہان نظیر بھی آ کر پھسل پڑا

مخمس بر غزل خود

کیا تو نے حال اُس سے مرے درد کا کہا
اور میرے انتظار کا کیا ماجرا کہا
رنج فراق کچھ نہ کہا تو نے یا کہا
قاصد صنم نے خط کو مرے دیکھ کیا کہا

حرفِ عتاب یا سخن دلکشا کہا

آتا ہے ہول ہول تو مرے دل مین ہو بہو
صبر و قرار ہوتے ہین خاطر سے یکسو
جس جس طرح کی باتین ہوئین تیرے روبرو
تجھکو قسم ہے کیجو نہ پوشیدہ مجھسے تو

کہیو وہی جو اُسنے مجھے بر ملا کہا

مین تو کمال ہجر مین ہون اسکے بیقرار
دن رات اُسکے آنے کا رکھتا ہون انتظار
جلدی سُنا مجھے جو ہوا تجھپہ آشکار
قاصد نے جب تو سنکے کہا کیا کہو نہین یار

پہلے تو مجھ کو اُسنے بہت ناسزا کہا

ماتھا ہوا عرق شرم بیچ نم
سنتا رہا مین جو جو کہا اُس نے بیش و کم
غصے کی باتین کہہ چکا جب مجھسے وہ صنم
پھر تجھکو سو عتاب سے جھنجھلا کے دمبدم

کیا کیا کہو نہین تجھسے کہ کیا کیا بُرا کہا

سر نامہ خط کا دیکھتے ہی کھا کے پیچ و تاب
نامے کو دور پھینک دیا ہو کے بیحجاب
اور یون کہا کہ جاؤ یہی خط کا ہے جواب
اِسکا مزا چکھاؤنگا جاکر اُسے شتاب

رہ راستی سخن کے تئین بارہا کہا

میرے جو ہوش سنتے ہی اسبات کے اُڑے
گھبرا کے جلدی مین نے قدم راہ مین رکھے
آیا ہون پر شتاب خبر کرنے کو تجھے
میری تو کچھ خطا نہین تو ہی سمجھ اسے

بیجا کہا یہ اُسنے تجھے یا بجا کہا

تجھپر تو اُس نگار کی خو بو تھی سب عیان
کیون نامہ لکھ کے تو نے کیا دردِ دل بیان
اب آنکر کریگا وہ کیا کیا خرابیان
کہتا تھا مین تجھے کہ نہ بھیج اُسکو خط میان

لیکن نظیر تو نے نما نا مرا کہا

خمسہ در بیان ہولی

میان تو ہمسے نرکھ کچھ غبار ہولی مین
کہ روٹھے ملتے ہین آپسمین یار ہولی مین
مچی ہے رنگ کی کیسی بہار ہولی مین
ہوا ہے زور چمن آشکار ہولی مین

عجب یہ ہند کی دیکھی بہار ہولی مین

اب اس مہینے مین پہونچا ہی یان تلک یحال
بنا کے چاند و سورج کے آسمان پر تھال
فرشتے کھیلین ہین ہولی بنا عبیر و گلال
فرشتے کھیلین ہین ہولی بنا عبیر و گلال

تو آدمی کا بھلا کیا شمار ہولی مین

سنا کے ہولی جو زہرہ بجاتی ہے طنبور
چھپو ڈن ستارونکے اوپر پڑا ہے رنگ کا نور
تو اُسکے راگ سے بارہ بروج ہین معمور
سبھونکے سر پہ یہ ہر دم پکارتی ہی حور

کہ رنگ سے کوئی مت کیجو عار ہولی مین

جو گھر کے ابر کبھی اس مزے مین آتا ہے
تو بادلون مین وہ کیا کیا ہی رنگ لاتا ہی
خوشی سے رعد بھی ڈھولک کی گت لگاتا ہی
ہوا کو ہولیان گا گا کے کیا نچاتا ہے

تمام رنگ سے پُر ہے بہار ہولی مین

چمن مین دیکھو تو دن رات ہولی رہتی ہے
شراب ناب کی گلشن مین نہر بہتی ہے
نسیم پیار سے غنچے کا ہاتھ گہتی ہے
اور باغبان سے بلبل کھڑی یہ کہتی ہے

نہ چھیڑ مجھکو تو ای بدشعار ہولی مین

گلونمین پہنے ہین کیا کیا ہی جوڑے رنگ برنگ
کہ جیسے لڑکے یا معشوق پہنتے ہین تنگ
ہوا سے تپونکے بجتے ہین تال اور مردنگ
تمام باغ مین کھیلین ہین ہولی گل کی سنگ

عجب طرحکی مچی ہے بہار ہولی مین

امیر جتنے ہین سب اپنے گھر مین ہین خوشحال
قبائیں پہنے ہوئے تنگ تنگ گل کی مثال
بنا کے گہری طرح حوض ملکے سب فی الحال
مچاتے ہولیان آپس مین لے عبیر و گلال

یہی ہین رنگ سے رنگین نگار ہولی مین

یہ سیر ہولی کی ہمنے تو برج مین دیکھی — کہین نہو دیگی اس لطف کی میان ہولی
کوئی تو ڈوباہے دامن سے لیکے تا چولی — کوئی تو مرلی بجاتا ہے کہہ کنہیا جی
ہے دھوم دھام یہ بے اختیار ہولی مین

گھر دنسے ساونریا اور گوریان بچل چلیان — کسنبھی اوڑھنی اور مست کرتی اچھلیان
جدھر کو دیکھین اُدھر مچ رہی ہین رنگ رلیان — تمام بیچ کی پریون سے بھر رہین گلیان
مزا ہے سیر ہے در ہر کنار ہولی مین

جو کچھ کہاتی ہے ابلا بہت پیا ماری — چلی ہے اپنے پیا پاس لے کے پچکاری
گلال دیکھ کے بھر چھاتی کھولدی ساری — پیا کی چھاتی سے لگتی وہ چاؤ کی ماری
نہ تاب دلکو رہی نے قرار ہولی مین

جو کوئی سیانی ہے انمین تو کوئی ہے ناکند — وہ شور بور تھین سب رنگ سے پٹ یک چند
کوئی دلاتی ہے ساتھن کو یار کی سوگند — کہ ابتو جامہ و انگیا کے ٹوٹے ہین سب بند
پھر آکے کھیلینگے ہوکر دوچار ہولی مین

نظیر ہولی کا موسم جو جگ مین آتا ہے — وہ ایسا کون ہے ہولی نہین مناتا ہے
کوئی تو رنگ چھڑکتا ہے کوئی گاتا ہے — جو خالی رہتا ہے وہ دیکھنے کو جاتا ہے
جو عیش چاہو سو ملتا ہے یار ہولی مین

فقیرون کی صدا

زر کی جو محبت تجھے پڑ جائیگی بابا — دکھ اسمین تری روح بہت پائیگی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائیگی بابا — دولت جو ترے یان ہی نہ کام آئیگی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملوائیگی بابا

دولت جو ترے پاس ہے رکھ یاد تو یہ بات
کھا تو بھی اور اللہ کی کر راہ مین خیرات
دینے سے اسی کے ترا دونچار ہے پھر ہات
اور یان بھی تری گذریگی سو عیش سے اوقات
اور وان بھی تجھے سیر یہ دکھلائیگی بابا

واتا کی تو مشکل کبھی اٹکی نہین رہتی
چڑھتی ہے پہاڑ ونکے اوپر ناؤ سخی کی
اور تو نے بخیلی سے اگر جمع اُسے کی
تو یاد یہ رکھ بات کہ جب آویگی سختی
خشکی مین تری ناؤ یہ ڈبوائیگی بابا

دولت جو ترے گھر مین یہ اب پھلی ہے پھول
مردود بھی کرتی ہے یہ اور کرتی ہے مقبول
جو جا ہے ترے ساتھ چلے یا نسے یہ مجہول
زنہار خبردار رہو اس بات پہ مت بھول
یہ خندی ترے ساتھ نہین جائیگی بابا

اُس سے یہی بہتر ہے تو ہی آپ اسے کھا جا
بیٹون کو رشتیون کو غریبونکو کھلا جا
سب روبرو اپنے کے عشرت مین اُڑا جا
پھر شوق سے ہنستا ہوا جنت کو چلا جا
ورنہ تجھے ہر دکھ مین یہ پھنسوائیگی بابا

یہ تو نہ کسی پاس رہی ہے نہ رہے گی
جو اور سے کرتی رہی وہ تجھ سے کریگی
کچھ شک نہین اسمین جو بڑ بھی ہے سو گھٹیگی
جب تک تو جیے گا تجھے یہ چین نہ دے گی
اور مرتے ہوے پہ یہ غضب لائیگی بابا

جب موت کا ہو ویگا تجھے آن کے دھڑکا
اور تیغ تری آن کے دم لیوے گی بھڑکا
جب اُسمین جو اٹکے گا نہ دم نکلے گا پھڑکا
کوئین مین روپے ڈال کے جب دیونگے کھڑکا
تب تن سے ترے جان نکلجائیگی بابا

تو لاکھ اگر مال کے صندوق بھر گیا
ہے یہ تو یقین آخرش اکرن تو مر گیا

پھر بعد ترے اسپہ جو کوئی ہاتھ دھریگا | وہ ناچ مزا دیکھیگا اور عیش کریگا
اور روح تری قبر مین چلائیگی بابا

اُسکے تو وہان ڈھولک و مرنگ بجے گی | اور روح تری قبر مین حسرت سے جلیگی
وہ کھاویگا اور تیرے تئین آگ لگے گی | تاحشر تری روح کو پھر کل نہ پڑیگی
ایسا یہ تجھے گور مین تڑپائیگی بابا

جاویگا تری گور کی جانب جو وہ ناگاہ | ساقی و صراحی و پریزاد کے ہمراہ
رونا تجھے آتا ہے ترے حال پہ واللہ | جب دیکھے گا سو عیش مین تو اُسکے تئین آہ
کیا کیا تری چھاتی پہ یہ لہرائے گی بابا

تو بھوت ہو چھاتی پہ اگر آن چڑھے گا | تو وان بھی ترے واسطے عامل کوئی بلوا
شیشے مین اُتروا کے تجھے دیونگے گڑوا | یا خوب سا سُلگا کے کوئی ہائے فلیتا
دھونی بھی تری ناک مین دلوائیگی بابا

گر ہوش ہے تجھ مین تو بخیلی کا نکر کام | اس کام کا آخر کو بدی ہوتا ہے انجام
تھوکے گا کوئی کہہ کے کوئی دیویگا دشنام | نہ نہار نہ لے گا کوئی ہر صبح ترا نام
بیزار ہین ترے نام پہ لگوائیگی بابا

کہتا ہے نظیر اب جو یہ باتین تجھے ہر آن | گر مرد ہے عاقل تو اے جھوٹ تو مت جلن
تک غور سے کر گنج پہ قارون کے ذرا دھیان | جیسا ہی اُسے اُسنے کیا خوب پریشان
ویسا ہی مزا تجھکو بھی دکھلائیگی بابا

ایضاً

بٹ مار اجل کا آپہونچا تک اسکو دیکھ ڈرو بابا | اب اشک بہاؤ آنکھون سے اور آہین سرد بھرو بابا

دل ہاتھ اُٹھا اس جینے سے بسمین ہار بابا
جب باپ کی خاطر روتے تھے اب اپنی خاطر رو بابا

تن سوکھا کُبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھر و بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

اب جینے کو تم رخصت دو اور مرنیکو مہمان کرو
خیرات کرو احسان کرو یا پن کرو یا دان کرو
یا پوری لڈو بنواؤ یا خاصہ حلوا نان کرو
کچھ لطف نہیں اب جینے کا اب چلنے کا سامان کرو

تن سوکھا کُبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھر و بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دلکو تو اُپاؤ جینے سے اب اور گلے کو مت کاٹو
اب جاٹ فنا کی ٹک چکھو اور خون کسیکا مت چاٹو
دُھن چھوڑ دو حصہ بخرمکی اور بھاجی اپنی تم باٹو
ناکندہ بھیڑ ہی کو دیکھے اب اور دو تی مت چھاٹو

تن سوکھا کُبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھر و بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اسپ بہت کودا اُچھلا اب کوڑا مار و زیر کرو
جب مال اکٹھا کرتے تھے اب تن کا اپنے ڈھیر کرو
گڑھ ٹوٹا لشکر بھاگ چکا اب میانمیں تم شمشیر کرو
تم صاف لڑائی ہار چکے اب بھاگنے میں مت دیر کرو

تن سوکھا کُبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھر و بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

سر کا پنا چاندی بال ہوئے منہ پھیلا پلکیں آ جھکیں
قد ٹیڑھا کان ہوئے بہرے اور آنکھیں بھی چندھیا گئیں
سکہ نہ رہا دانت گئے غائب ہوا آواز مہیں
جو ہونی تھی سو ہو گذری اب چلنے میں کچھ دیر نہیں

تن سوکھا کُبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھر و بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یاں پاؤں گھسٹ کر چلنے سے مت رستے کو حیران کرو
اور پوپلے منہ سے روٹی کو مت ململ کر لہکان کرو
اب آپ ہو تم پانی سے مت پانی کا نقصان کرو
کچھ لاب نہیں ہے جینے میں اب مرنے پہچان کرو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

گر اچھی کرنی نیک عمل تم دنیا سے لیجاؤ گے
تو گھر اچھا سا پاؤ گے اور سکھ سے میٹھے کھاؤ گے
اور ایسی دولت چھوڑ کے تم جو خالی ہاتھوں جاؤ گے
پھر پچھتاوے کچھ بن نہیں آوے گی گھبراؤ گے پچھتاؤ گے
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ عمر جسے تم سمجھے ہو یہ ہر دم تن کو گھنتی ہے
جس لکڑی کے بل بیٹھے ہو دن رات یہ لکڑی گھنتی ہے
تم کٹھری بانھ دھو کپڑے کی اور دیکھ اجل سر پہنتی ہے
اب موت کفن کے کپڑے کیا یاں تانا بانا بنتی ہے
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

گھر بار روپے اور پیسے میں مت دل کو تم خرسند کرو
یا گور بناؤ جنگل میں یا جمنا پار آنند کرو
موت آن لتاڑے گی آخر کچھ مکر کرو یا پھند کرو
بس خوب تماشا دیکھ چکے اب آنکھیں اپنی بند کرو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اونٹ کرایہ کا یارو صندوق جنازہ اٹھتی ہے
جو ہو اسوار چلے اس پر پھر گھوڑا ہے نے ہستی ہے
کس نیند پڑے تم سوتے ہو یہ بوجھ تمہارا بھاری ہے
کچھ دیر نہیں اب آہ نظیر تیار کھڑی سواری ہے
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دنیا کے تماشے دیکھنے کا بیان

کھول ٹک چشم تماشا یار باشے پھر کہان
یہ شکار و صید یہ شکرے و باشی پھر کہان
مال و دولت سونا روپا تولہ ماشے پھر کہان
دم غنیمت ہے بھلا یہ بود و باشے پھر کہان
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

دل لگا اُلفت مین اور کر لے پریزادونکی چاہ
چاند سے مکھڑونسے مل سورج و شونپر کر نگاہ
کچھ مزے کچھ لوٹ حظ یہ وقت کب ملتا ہے آہ
کھا لی پی لی سکھ دی اور دی دلا لے واہ واہ
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

حُسن والونکے بھی کیا کیا حسن کے عالم ہین بیان
سانولے گورے سُنہری سُرخ باندھی پگڑیان
کیا عجب کیا کیا دھجین کیا کیا ہین چھب تختیان
بھولی بھولی صورتین اور پیاری پیاری انکھڑیان
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

کتنے میخانونکے در پر لوٹتے ہین پی کے مے
کتنے مجلس کر کے سُنتے ہین دف و رمز و نغمے
دیر و نمین اور مسجد و نمین کرتے ہین غل پے بہ پے
ہر طرف دھومین مچی ہین دید ہے اور سیر ہے
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

واہ واکیا کیا نظیر اس خلق کی اطوار ہین
خوار ہین سردار ہین زردار ہین نادار ہین
گڈریان ہین چوک مین بستی گئی بازار ہین
دشت ہین صحرا ہین اور دریا ہین اور کہسار ہین
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

در بیان رمّال و نجومی وغیرہم

جا مین کیا کیا خرد کے اپنی ہر اک بجا تا ہے شادیانے
کوئی حکیم اور کوئی مندس کوئی ہے پنڈت کتھا بکھانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا کہانے
جو چاہو کوئی یہ بھید کھولے یہ سب ہین حیلے یہ سب بہانے

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کرورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

ہوا کے اوپر جو آسمان کا ہے چوبا خیمہ جو تن رہا ہے
نہ اسکی میخین نہ ہین طنابین نہ اسکی چوبین ادھر کھڑا ہے
ادھر ہے چاند اور ادھر ہے سورج ادھر ستارہ ادھر ہوا ہے
کسیکو مطلق خبر نہین ہے کہ کب بنا اور کاہے کا ہے

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کرورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

فلک تو کہنے کو دور رہیگا زمین کا اب جو یہ بستر ہی
کھڑے ہین لاکھون پہاڑ جسپر فلک سے خنجر کا جا لگا ہے
ہزارون حکمت کا اک بچھونا یہ پانی اوپر جو بچھ رہا ہے
بہت حکیمون نے خاک چھانی کوئی نہ سمجھا یہ بھید کیا ہے

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کرورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

زمین سے لیکر جو آسمان تک بھری ہے لاکھون طرح کی خلقت
کہین ہے ہاتھی کہین ہے چیونٹی کہین ہے رائی کہین ہے پربت
یہ جتنے جلوے دکھا رہی ہے خدا کی صنعت خدا کی حکمت
جو چاہے کھولے یہ بھید اسکے کسیکو اتنی نہین ہے قدرت

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کرورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

کوئی ہے ہنستا کوئی ہے روتا کہین ہے شادی کہین غمی ہے
کہین ترقی کہین تنزل کہین گمان اور کہین یقین ہے
کوئی گھسٹتا زمین کے اوپر کوئی خوشی سے فلک نشین ہے
یہ بھید اپنا وہ آپ جانے کسی کو ہرگز خبر نہین ہے

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کرورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

عجب طرح کی وہ رنگین چوپڑ غرض بچھائی ہے اب خدا نے
کوئی ہے پھلکل کوئی ہے جگ ہے پھر ان ہی میں سبھی فنا ہے

جو پاسا پھینکے بنا بنا اور دانوں کتنے ہی ملین بٹھانے
جو چاہتا ہے اٹھارہ آوین تو اسکو پڑتے ہین تین کانے

پڑے بٹھلتے ہین لاکھون دانا کروڑون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

عجب یہ شطرنج کا سا نقشا بچھا ہے دونون طرف بساط اور اسجا
جو مات چاہے کرے کسی کو نہ آوے بیرو اسکو مات اسجا
ہزارون منصوبے باندھے ملین بنا دی چالونکی گھات اسجا
نہین ہے اک چار چوک قائم بھونکی بازی ہے مات اسجا

پڑے بٹھلتے ہین لاکھون دانا کروڑون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

عجب طرحکے ورق بنے ہین کوئی کمدر کوئی سفا ہے
کسیکے سر پر ہے تاج شاہی کسیکی شمشیر پر جفا ہے
کوئی امیر اور کوئی وزیر ہے کوئی فقیر مین دل خفا ہے
بھونکا سجا خیال آیا حق کی قدرت کا گنجفا ہے

پڑے بٹھلتے ہین لاکھون دانا کروڑون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

یہ کون جانے کہ کل کیا کیا اور آج مالک وہ کیا کریگا
کسے بگاڑے کسے سنوارے کسے نوازے کسے بھریگا
کسیکے گھر کون ہوگا پیدا کسیکے گھر کو نسا مریگا
کسیکو ہرگز خبر نہین ہے کہ کیا کیا اور کیا کریگا

پڑے بٹھلتے ہین لاکھون دانا کروڑون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانین

عجب طرحکا یہ حال ہیگا کمند کیسے دیا کمندا
نچھوٹے چھوٹی نچھوٹے ہاتھی نہ کوئی چھٹکی کوئی پھندا
بھونکی گردن پھنسی ہے آخر نہ کسیکا توڑا ہے ایک پھندا
نظیر ایسی ہے چال کسکی کہان خدا اور کہان یہ بندا

پڑے بٹھلتے ہین لاکھون دانا کروڑون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

آٹے دال کا بیان

کیا کہون یار مین نقشہ خلق کے احوال کا
اہل دولت کا چلن یا مفلس و کنگال کا
یہ بیان تو واقعی ہے ہر کسیکے حال کا
کیا تونگر کیا غنی کیا پیر اور کیا بالکا
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا اندیشہ ہوتا ساتدراہ
تو نہ پھرتے ملک گیری کو وزیر و بادشاہ
ساتھ آٹے دال کے ہی حشمت و فوج و سپاہ
جابجا گڑھ کوٹ سے لڑتے ہوے پھرتے ہین آہ
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا ہوتا قدم یان درمیان
منشی و میر و وزیر و بخشی و نواب و خان
جاگتے دربار مین کیون آدھی آدھی رات ہان
کیا عجب نقشہ پڑا ہے آہ کیا کہیے میان
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اپنے عالم مین یہ آٹا دال بھی کیا فرد ہے
حسن کی آن و ادا سب اسکے آگے گرد ہے
عاشقو تکا بھی اسی کے عشق سے مُنہ زرد ہے
تا کجا کہیے کہ کیا وہ مرد کیا نامرد ہے
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

دلبرونکی چشم ابرو زلف کیا خط خال ہے
ناز کی شوخی ادا مین حسن لالون لال ہے
کیا کمر پتلی ہے کافر کیا ٹھمکتی چال ہے
غور کر دیکھا ہے جو کچھ ہے سو آٹا دال ہے
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اب جنھین اللہ نے یان کر دیا کامل فقیر
وہ تو بے پروا غنی داتا ہین آپ ہی بے نظیر
اور جتنے ہین وہ سب ہین دال آٹے کے اسیر
اُن غریبون کی بھی اب یہ شکل ہیگی اے نظیر
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

ایضاً

دنیا کے امیر و مین یہان کسکا رہا ڈنکا
برباد ہوے لشکر نوجون کا تھکا ڈنکا
عاشق تو یہ سمجھے ہین اب دل مین بنا ڈنکا
جو بھنگ پیین اُنکا بجتا ہے سدا ڈنکا
کونڈی کو نقارے پر خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دنرات بجا ڈنکا

اُلفت کی زمرد کی یہ کھیت کی بوٹی ہے
تپونکی چمک اُسکے کمخواب کی بوٹی ہے
مُنھ چکنے لگی اُس سے پھر کاہکو چھوٹی ہے
یہ تان نگوڑی کی اسبات پہ ٹوٹی ہے
کونڈی کے نقارے پر خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دنرات بجا ڈنکا

ہر آن کھڑا کے سے اس ڈھب کا لگا رگڑا
جو سُنکے کھڑک اُسکی ہو بند سبھی دگڑا
چکان چڑھا گہرا اور باندھ ہر اپگڑا
کیا سیر کی ٹھہرے کی ٹک چھوڑ کے یہ جھگڑا
کونڈی کے نقارے پر خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دنرات بجا ڈنکا

اک پیالے کے پیتے ہی ہو جاویگا متوالا
آنکھونمین تری آکر کھلجائیگا گل لالہ
کیا کیا نظر آویگی ہر یالی و ہر یالا
آمان کہا میرا اے شوخ نئے لالا
کونڈی کے نقارے پر خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دنرات بجا ڈنکا

ہین مست وہی پورے جو کونڈی کے اندر ہین
دل اُنکے بڑے دریا جی اُنکے سمندر ہین
بیٹھے ہین صنم بُت ہو اور جھومتے مندر ہین
کہتے ہین یہی ہنس ہنس عاشق جو قلندر ہین

کونڈی کے نقارے پر خٹکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق و نرات بجا ڈنکا

سب چھوڑ نشہ پیارے پیوے تو اگر بنری
کر جاوے وہین تیری خاطر مین اثر بنری
ہر باغ مین ہر جا مین آجاوے نظر بنری
تیری بھی نظیر ایسو بنر بیمین ہے سر بنری

کونڈے کے نقارے پر خٹکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق و نرات بجا ڈنکا

پیسے کے بیان مین

پیسے ہی کا امیر کے دل مین خیال ہے
پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے
پیسا ہی فوج پیسا ہی جاہ و جلال ہے
پیسے ہی کا تمام یہ دنگ و دوال ہے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا نہو تو باغ کنوئین پھر کہانسے ہون
کھانیکو پوری اور پوے پھر کہانسے ہون
عیش و طرب کے نکی دوے پھر کہانسے ہون
حلوا کچوری مال پوے پھر کہان سے ہون

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

جوڑے چمن بہار ہین پیسے کے واسطے
گہنے مرصع کار ہین پیسے کے واسطے
خوشبو کے پھول ہار ہین پیسے کے واسطے
سب نقش اور نگار ہین پیسے کے واسطے

پیسا ہی رنگ روپ ہی پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

رونق بہار ہوتی ہے پیسے سے سب حصول
اور جو نہ ہووے چیز یہ اکثر ہے خاک حصول
پیسا ہی ساری چیز ہے پیسا ہی مرد سول
بن پیسے آدمی ہے جہان بیچ نا قبول

پیسا ہی رنگ روپ ہی پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا ہی جس بتاتا ہے انسان کی بات کو
پیسا ہی زیب دیتا ہے بیاہ اور برات کو
بھائی سگا بھی آن کے پوچھے نہ بات کو
بن پیسے یار دولھا بنے آدمی رات کو

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسے نے جس مکان میں بچھایا ہے اپنا جال
پھنستے ہیں اس مکان میں فرشتوں کے پر و بال
پیسے کے آگے کیا ہیں یہ محبوب خوش جمال
پیسا پری کو لائے پرستان سے نکال

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

تیغ و سپر اٹھاتے ہیں پیسے کے واسطے
تیر و سنان لگاتے ہیں پیسے کے واسطے
میدان میں زخم کھاتے ہیں پیسے کے واسطے
یاں تک کہ سر کٹاتے ہیں پیسے کے واسطے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

عالم میں خیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
بنیاد دیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
دوزخ میں فر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
جنت کی سیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

دنیا مین روپیدار کہانا بھی نام ہے
پیسا ہی جسم جان ہو پیسا ہی کام ہے
پیسا جہانکے بیچ وہ قائمقام ہے
پیسے ہی کا نظیر یہ آدم غلام ہے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

ایضاً

گر تجھ مین اے پری دیا مہر یا جفا ہے
یا راستی کا ملنا یا سر بسر دغا ہے
کر تو وہی جو تیرے اب دل کو خوش لگا ہے
ہم جانتے نہین ہین کچھ نیک و بد کہ کیا ہے

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ واہ ہے اور دون بھی واہ واہ ہے

کچھ دلمین ہو تو دلکی آبادیان بھی کرلے
جورو ستم کی اپنے اُستادیان بھی کرلے
بیدرد ہے تو ظالم بیدردیان بھی کرلے
جلاد ہے تو کافر جلادیان بھی کرلے

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ واہ ہے اور دون بھی واہ واہ ہے

اب در پہ اپنے ہمکو رہنے دے یا اُٹھادے
ہم اسطرح سے خوش ہین رکھ یا ہوا بتادے
عاشق ہین نرقلندر جیسا ہے جہان بٹھادے
یا عرش پر چڑھادے یا خاک مین ملادے

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ واہ ہے اور دون بھی واہ واہ ہے

گر مہر سے بلادے تو خوب جانتے ہین
اور جور سے ڈبادے تو ڈوب جانتے ہین
ہم اس طرح بھی تجھکو مرغوب جانتے ہین
اور اُس طرح بھی تجھ کو محبوب جانتے ہین

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ واہ ہے اور وون بھی واہ واہ ہے

اِکدن وہ تھا کہ ہمپر تھے عیش کے دھڑاکے — یان مطلبونکے ہمپر اور غیر پر کڑاکے
اب غیر پر کرم ہے اور ہمپہ ہین جھڑاکے — ہم سب طرح خوشی ہین سُنتا ہو اولڑاکے

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ واہ ہے اور وون بھی واہ واہ ہے

یادل سے اب خوشی ہو کر پیار ہمکو پیارے — یا تیغ کھینچ ظالم ٹکڑے اُڑا ہمارے
جیتا رکھے تو ہمکو یا تن سے سر اُتارے — اپنا نظیر عاشق کہتے ہین یون پکارے

راضی ہین ہم اُسی میں جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ واہ ہے اور وون بھی واہ واہ ہے

خمسہ

چمن مین دن کو جو اکدو قدم وہ چلتے ہین — تو پھول آنکھوں سے تلوے اُنھونکے ملتے ہین
خوشی سے غنچے بھی ہر شاخ پر اُچھلتے ہین — وہ چاندنی مین جو ٹک سیر کو نکلتے ہین
تو سر کے طشت مین گھی کے چراغ جلتے ہین

سحر کے نور تجلی کے انتخاب کو دیکھ — اور اپنے پھیکے سے چہرے کی آب و تاب کو دیکھ
ہزار رشک سے عشرت کے پیچ و تاب کو دیکھ — چراغ صبح یہ کہتا ہے آفتاب کو دیکھ
یہ بزم تجھکو مبارک ہو ہم تو چلتے ہین

یہان تلک ہین یہ بے درد خوبرو دلبر — سب اپنے چاہنے والونکے کاٹتے ہین سر
غرض یہ ظلم تو دیکھا کیے ہین ہم اکثر — فدا جو دل سے ہین یا شوخ سبز رنگون پر

یہ کافر اُنکی بھی چھاتی پہ مونگ دلتے ہین

گلی مین یار کی ای آہ کس طرح جاؤن
نہین ہے اتنی بھی طاقت جو اک قدم رکھون
نہ تن مین خون ہے باقی نہ اب رگون مین خون
ہوا ہون خشک مین یانتک کہ حضرت مجنون

یہ مجھسے کہتے ہین اور اپنے ہاتھ ملتے ہین

ہمارے تم تو ہو ہمرنگ ظاہر و باطن
اُٹھائے تمنے بھی غم روز عشق کے کن کن
یہ التجا ہے ہماری کہ خوش ہو آجکے دن
کوئی تو پگڑی بدلتا ہے یار سے لیکن

میان نظیر ہم اب تم سے تن بدلتے ہین

ولہ جھونپڑا

یہ تن جو ہے ہراک کے اُتارے کا جھونپڑا
اِس سے ہے بادشہ کے نظارے کا جھونپڑا
اِس سے ہے اب بھی سب کے سہارے کا جھونپڑا
اسمین ہی ہے فقیر بچارے کا جھونپڑا

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی بھولے بھالے اسی مین سیانے ہین
اسمین ہی ہوشیار اسی مین دوانے ہین
اسمین ہی دشمن اسمین ہی اپنے بگانے ہین
شاجھونپڑا بھی اپنے اسی مین نمانے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی لوگ عشق محبت کے مارے ہین
اسمین ہی شوخ حسن کے چاند اور ستارے ہین
اسمین ہی یار دوست اسی مین پیارے ہین
شاجھونپڑا بھی اپنے اسمین بچارے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی اہل دولت و نعم امیر ہین — اسمین ہی رہتے سارے جہانکے فقیر ہین
اسمین ہی شاہ اور وہ اسی مین وزیر ہین — اسمین ہی ہین صغیر اسی مین کبیر ہین
اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی چور ٹھگ ہین اسی مین اول ہین — اسمین ہی رونی شکل اسی مین ٹھٹول ہین
اسمین ہی باجے اور نقارے و ڈھول ہین — شاجھونپڑا ابھی اسمین ہی کرتے کلول ہین
اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی پارسا ہین اسمین لوند ہین — بیدرد بھی اسی مین ہین اور دردمند ہین
اسمین ہی سب پرند اسمین چرند ہین — شاجھونپڑا ابھی اسی ڈبے مین بند ہین
اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اس جھونپڑے مین رہتے ہین شاہ اور وزیر — اسمین وکیل بخشی و متصدی اور امیر
اسمین ہی سب غریب ہین اسمین ہی سب فقیر — شاجھونپڑا جو کہتے ہین سچ ہے میان نظیر
اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

ایضاً

دنیا مین کوئی شاد کوئی دردناک ہے — یا خوش ہے یا الم کے سبب سینہ چاک ہے
ہر ایک دم سے جان کا ہر دم تپاک ہے — ناپاک تن پلید نجس یا کہ پاک ہے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

ہے آدمی کی ذات کا اعجا بڑا ظہور
سے عرش تا بہ فرش چمکتا ہے جسکا نور
گذرے ہو اُنکی قبر پہ جب وجد اور طیور
رو بد یہی کہے ہو ہر اک قبر کے حضور

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

دنیا سے جبکہ انبیا اور اولیا اُٹھے
اجسام پاک اُنکے اسی خاک مین رہے
رہتے ہین خوب جانمین رہونگے مین برسے
پرسیم سے تو اب یہی ثابت ہوا مجھے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ شخص تھے جو سات ولایت کے بادشاہ
حشمت مین جنکی عرش سے اونچی تھی بارگاہ
مرتے ہی اُنکے تن ہوے گلیونکی خاک راہ
اب اُنکے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

کس کس طرح کے ہوگئے محبوب گلعذار
تن جنکے مثل پھول تھے اور مُنہ بھی رشک ماہ
جاتی ہے اُنکی قبر پہ جسدم مری نگاہ
روتا ہون جب تو مین یہی کہہ کہکے دلمین آہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ گورے گورے تن کہ جنھونکی تھی دلمین جاے
ہوتے تھے میلے اُنکے کوئی ہاتھ گر لگاے
سو دل سے تن کو خاک بنا کر سوا اڑاے
رونا مجھے تو آتا ہے اب کیا کہونمین ہاے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

عمدونکے تن کو تانبے کے صندوق مین دھرا
مفلس کا تن پڑا رہا ماٹی اوپر پڑا
قائم یہان یہ اور نہ ثابت رہا وان رہا
دونون کو خاک کھا گئی یارو کہو نمین کیا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گر ایک کو ہزار روپے کا ملا کفن
اور ایک یوں پڑا رہا بیکس برہنہ تن
کیڑے مکوڑے کھا گئے دونو نکے تن بدن
دیکھا جو ہنسے آہ تو سچ ہے یہی سخن
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

جتنا یہ خاک کا ہے طلسمات بن رہا
پھر خاک اُسکو ہونا ہے یار وجد اجدا
ترکاری ساگ پات زہر امرت اور دوا
زر سیم کوڑی لال زمرد اور اُن سوا
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گڑھ کوٹ توپ رہکلہ تیغ و کمان و تیر
باغ و چمن محل و مکانات دلپذیر
ہونا ہے سب کو آہ اسی خاک میں خمیر
میری زبان پہ بس یہی بات ہے نظیر
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

بنجارہ نامہ

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گون پلا سر بھارا
کیا گیہوں چانول موٹھ مٹر کیا آگ دھوان و انگارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

گر تو ہی ہے لکھی بنجارا اور کھیپ بھی تیری بھاری ہے
اے غافل تجھسے بھی چڑھتا اک اور بڑا بیوپاری ہے
کیا شکر مصری قند گری کیا سانبھر میٹھا کھاری ہے
کیا دانہ مینھ سونٹھ مرچ کیا کیسر لونگ سپاری ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلے گا بنجارا

تو بدھیا لادے بیل بھرے جو پورب پچھم جاویگا
یا سود بڑھا کر لاویگا یا ٹوٹا گھاٹا پاوے گا
قزاق اجل کا رستے میں جب بھالا مار گراویگا
دھن دولت ناتی پوتا کیا اک کنبہ کام نہ آویگا
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلے گا بنجارا

ہر منزل مین اب ساتھ تری چیتا ڈیرا ڈنڈا ہی
زر وام و درم کا بھانڈا ہی بندوق سپر اور کھانڈا ہی
جب ناک تن سے نکلیگا جو ملکون ملکون ہانڈا ہی
پھر ہانڈا ہی نہ بھانڈا ہی نہ حلوا ہی نہ مانڈا ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب چلتے چلتے رستے مین یہ گون تری ڈھلجاویگی
اک بدھیا تیری مٹی پر پھر گھاس نہ چرنے پاویگی
یہ کھیپ جو تو نے لادی ہی سب حصون مین بٹ جاویگی
وہی پوت جنوائی بیٹا کیا بنجارن پاس نہ آویگی
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

یہ کھیپ بھری جو جاتا ہی کھیپ اپنی سنبھال اپنی
اب کوئی گھڑی پل ساعت مین یہ کھیپ بدل تو لے اپنی
کیا تھال کٹورے چاندی کی کیا پیتل کی ڈبیا ڈھکنی
کیا برتن سونے چاندی کے کیا مٹی ہنڈیا چینی کی
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

یہ دھوم دھڑکا ساتھ لیے کیوں پھرتا ہی جنگل جنگل
اک تنکا ساتھ نجاویگا موقوف ہوا جب آن اجل
گھر بار اٹاری چوپاری کیا خاصہ تیرا سیکھا اور محل
کیا چلون پرے فرش نئے کیا لال پلنگ اور رنگ محل
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

کچھ کام نہ آویگا تیرے یہ لعل و زمرد سیم و زر
جب پونجی بات مین بکھریگی ہر آن منگی جان اوپر
نوبت نقارے بان نشان دولت حشمت فوج لشکر
کیا مسند تکیہ ملک مکان کیا چوکی کرسی تخت چھپر
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیون جی پر بوجھ اٹھاتا ہی ان گونون بھاری بھاری
جب ٹوکا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہین بیوپاری
کیا ساز جڑاؤ زر زیور کیا گوٹے تھان کناری
کیا گھوڑے زین سنہری کیا ہاتھی لعل عماری
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

مغرور نہ ہو تلوار و سپر مت بھول بھروسے ڈھالونکے
سب ٹاپا توڑ کے بھاگینگے منہ دیکھ اجل کے بھالونکے

کیا ڈوبے موتی ہیرونکے کیا ڈھیر خزانے مالونکے | کیا بیچے تاج مشجر کے کیا تختہ شال دوشالونکے
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیا سخت مکان بنواتا ہے کھم تیرے تن کا ہے پولا | تو اونچے کوٹ اٹھاتا ہے وان گور گڑھے نے منھ کھولا
کیا رینی خندق رند بڑے کیا برج کنگورا انمولا | گڑھ کوٹ رہکلہ توپ قلعہ کیا شیشہ دارو اور گولا
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

ہر آن نفع اور ٹوٹ میں کیوں مرتا پھرتا ہے بن بن | ٹک غافل دل میں سوچ ذرا ہے ساتھ لگا تیرے دشمن
کیا لونڈی باندی دائی دا کیا بند چیلا نیک چلن | کیا مندر مسجد تال کنواں کیا کھیتی باری بھی تن
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکے گا | کوئی تاج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سیے اور ملانکیگا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں تو خاک لحد کی پھانکیگا | اس جنگل میں پھر آہ نظیر اک تنکا آن نہ جھانکیگا
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلے گا بنجارا

ایضاً خمسہ

ہمیشہ آکے وہ والا صفات کوٹھے پر | سخن کی گھولے ہے قند و نبات کوٹھے پر
لگا رقیب کی دہشت سے گھات کوٹھے پر | رہے جو شب کو ہم اس گل کے ساتھ کوٹھے پر
تو کیا بہار سے گذری ہے رات کوٹھے پر

ادھر سے ساقی و مطرب بھی ہو گئے یکجا | ادھر وہ یار ادھر ناچ راگ بھی ٹھہرا
عجب بہار کی اک انجمن ہوئی برپا | یہ دھوم دھام رہی صبح تک اہا ہا ہا
کسی کی اتری ہو جیسے برات کوٹھے پر

حجاب دور ہوا دور جام کی ٹھہری | لگیں نکلنے جو کچھ حسرتیں تھیں دل میں بھری

ہمت دونوں سے اسی بات کی تمنا تھی — مکان جو عیش کا ہاتھ آیا غیر سے خالی
پٹے کے چلنے لگے پھر تو ہاتھ کوٹھے پر

جو عیش سنکے رقیبوں کے دل مین آگ لگی — تو چور بنکے چڑھے اور منڈیر آ پکڑی
ادھر وہ یار اُدھر سہنے لاٹھی باٹھی کی — گرایا شور کیا گالیان دین دھوم مچی
عجب طرحکی ہوئی واردات کوٹھے پر

اکیلے بیٹھے ہو تم پشت بام پر اس آن — ہمین بلاؤ تو کچھ عیش کا بھی ہو سامان
یہ بات پردے ہی پردے مین لیجے پہچان — لکھین ہم عیش کی تختی کو کسطرح ایجان
قلم زمین کے اوپر اور دوات کوٹھے پر

میان یہ ہاتھ پہ ہم دل جواب لیے ہین کھڑے — اور ایک بوسے کی قیمت پہ بیچے ہینگے
جو لیجیے تو یہ ترکیب خوب ہے پیارے — کمند زلف کی لٹکا کے دل کو لے لیجے
یہ جنس یون نہین آنکی ہاتھ کوٹھے پر

کدھر چھپے ہو ذرا منھ تو ہم کو دکھلاؤ — ہمارے حال کے اوپر بھی کچھ ترس کھاؤ
سبھونسے سنتے ہو ہر اک سے کہتے ہو آؤ — خدا کے واسطے زینے کی راہ بتلاؤ
ہمین بھی کہنی ہے کچھ تم سے بات کوٹھے پر

ہوا جو وصل میسر بہ فضل رب قدیر — کنارہ بوس کی آپس مین پھر ہوئی تدبیر
ہوئی جو عیش تو کس کس کی لب کرین تقریر — پٹ کے سوئے جو اُس گلبدن کے ساتھ نظیر
تمام ہو گئین حل مشکلات کوٹھے پر

ایضاً

جب یار نے اُٹھائی چھڑی تب خبر ہوئی — اور دو ہین اک بدن پہ پڑی تب خبر ہوئی

اُلفت کی آگ دل مین پڑی تب خبر ہوئی
جب آنکھ اُس صنم سے لڑی تب خبر ہوئی

غفلت کی گرد دل سے جھڑی تب خبر ہوئی

جبتک چڑھی جوانی تھی اور بال تھے سیاہ
اُلفت کسی سے پیار محبت کسی سے چاہ
آئی شراب اسمین بڑھاپے کی خواہ مخواہ
پہلے کے جام مین نہوا کچھ نشہ تو آہ

دلبر نے دی جب اُس سے کڑی تب خبر ہوئی

تھے جب تلک اوھیڑ رہے تو بھی ولولے
اور جب سفید ہو کے ہوے برف کے ڈلے
یارون سے جب تو بولے کہ لو یار ہم چلے
لائے تھے ہم تو عمر پایان لکھا دے

جب سیاہی پر سفیدی چڑھی تب خبر ہوئی

اُس حال پر بھی کچھ نہوئی دید اور شنید
دانتو نپر اسمین آن کے ہلچل پڑی شدید
منشی قضا کا لکھنے لگا جنس کی رسید
ڈاڑھین لگین اُکھڑنے کو دندان ہو شہید

مجلس مین چل بچل یہ پڑی تب خبر ہوئی

اُس پوپلے ہی مُنھ سے لگے کرنے پھر بناہ
کانونکے اسمین آن کے پردے ہوے تباہ
گردن پھرا سمین لگی کم ہو گئی نگاہ
بن دانت بھی ہنسی پہ جب آنکھین چلین تو آہ

جب لگی آنسوؤن کی جھڑی تب خبر ہوئی

ڈھاتے تھے وان مزور تو تن کی محلسرا
پر گھر بنا رہے تھے وہ الین اُٹھا اُٹھا
اُسمین قضا کا راج جو کوٹھے پہ آچڑھا
شہتیر سا وہ قد تھا سو خم ہو کے جُھک گیا

گرنے لگی کڑی یہ کڑی تب خبر ہوئی

چھاتی پہ چڑھ قضا نے لیا جب گلے کو گھونٹ
پانی کا پھر تو آہ نہ اُترا گلے سے گھونٹ
اُکھڑے بدن بھی جانگئی رگ رگ سے چھوٹ چھوٹ
نیچا دکھایا شیر نے تو بھی یہ سمجھے جھوٹ

جب چاب لی گلے کی نڑی تب خبر ہوئی

کاندھے پہ رکھ کے پالکی جب لے چلے کہار
اور غل مچا کے بولے کہ جلد لیسے ہو سوار

اسمین نہا کے آپ بھی جلدی ہوئے تیار
کپڑے بدل کے عطر لگا پہن پھول ہار

نکلی سواری دھوم پڑی تب خبر ہوئی

جب پالکی مین چڑھ کے چلا آپ کا بدن
کلمہ نقیب پڑھتے چلے ساتھ کر پھبن

تو بھی یہ کہتے تھے کہ ہوا کون بے وطن
جب آئے اُس گڑھے مین نظیر اور نہ ہار من

اوپر سے آ کے خاک پڑی تب خبر ہوئی

خمسہ بر غزل امیر خسرو

کب لالہ و گل کر سکین عارض سے تیرے ہمسری
قدسی خجل سرو سہی رفتار سے کبک دری

محبوب تجھسے سیکھ لین ناز و ادا و دلبری
ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری

ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری

ہو شور تیرے حسن کا لیکر زمین سے چرخ تک
در ذرات صورت کو تری شمس و قمر رہتے ہین تک

دیکھے ہو جو تیرے تئین کہتا یہی ہے یک بیک
تا نقش مے بندد فلک کس را ندیدست این نمک

حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

تیرا رُخ اے رعنا صنم بھر کر نظر دیکھے ہو جو
چھوڑے ہو وہ ایمان کو باندھے ہو وہ زنار کو

دیوانے تیرے عشق مین ایسے نہین کچھ ایک وہ
عالم ہمہ بینای تو خلق جہان شیدای تو

این نرگس رعنای تو آورد ہ رسم کافری

ہو خلق و خوبی مین بھرا اسطور سے وہ نازنین
بہزاد و مانی ہو دیکھتے تو ہوتے وہ حیرت ترین

گر اس بیانکی راست کا ہو کچھ نہین تجھکو یقین
صورتگر زیبای چین رو صورت خوبان بین

صورت بکش یا اینچنین یا ترک کن صورتگری

ہین خلق مین ہر سو عیان رنگین اداے بیشمار — گلگون قبا نازک بدن سوزیب و زینت سے بہم
کی غور تو سچ ہے یہی مجھکو محبت کی قسم — آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آیا نظر جس روز سے تجھسا شکرلب مہ لقا — ابرو کمان جادو نظر شیرین سخن عشوہ ادا
اپنے وطن کو چھوڑ کر شاں نظیر مبتلا — خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

گل ہم جو گئے باغ مین ٹک لطف اُٹھانے — اور دل کو لگے سیر گلستان کی دکھانے
اتنے مین کہون کیا تجھے اے یار نگانے — بربود دلم در چمنے سرو روانے

زرین کمرے سیمبرے موے میانے

وہ شوخ کہ عالم مین نہ دیکھا ہو کسی نے — وہ حُسن کہ نے حور نے پایا نہ پری نے
کیا تجھسے کہون اُسکی مین خوبی کے قرینے — خورشید رخے ماہ وشے زہرہ جبینے

یاقوت لبے سنگدلے تنگ دہانے

گلفام گل اندام ولارام نکوئے — دلدار دل آزار جفا کار دو رروئے
آہو صفتے کبک تکے عنبر بوئے — بیداد گرے کج کلہے عربدہ جوئے

شکر شکنے تیر قدے غمزہ کمانے

ابرو خم طاق حرم و زلف کنشتی — قد شاخ دل طوبے و رخ رشک بہشتی
تل نقش سویدای دل او خط لب کشتی — جادو نظری عشوہ گری حسن سرشتی

آسیب وہے رنج تنے آفتِ جانے

وہ رُخ کہ ہر اک شوخ پریزاد کو شرمے — وہ زلف کہ سنبل جسے بیتاب ہو کھدے
گر حور بھی دیکھے تو اُسے جان مین رہ وے — عیسے نفسے خضر رہے یوسف عہدے

جم مرتبہ تا جورے شاہ جہانے

شمشیر نگہ تیر مژہ قاتل خلقے — غارتگرے بر باد وہے حاصل خلقے
مشہور جہان فتنۂ جان مقبل خلقے — تنگ شکرے چون شکرے دراں خلقے

شوخے نمکینے چو نمک شور جہانے

کیا اُسکی مین تعریف کہون حُسن ادا کی — ہی ختم دو عالم کی اُسی شوخ پہ خوبی
پھر مثل نظیر اُس بُتِ رعنا سے لگا جی — بے زلف و رخ لعل لب او شدہ سعدی

آہے و بخارے و غبارے و دخانے

ایضاً

جو فقر مین پورے ہین وہ ہر حال مین خوش ہین — ہر کام مین ہر دام مین ہر حال مین خوش ہین
گر مال دیا یار نے تو مال مین خوش ہین — بے زر جو کیا تو اُسی احوال مین خوش ہین

افلاس مین او بار مین اقبال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

چہرے پہ ملامت نہ جگر مین اثر غم — ماتھے پہ کہین چین نہ ابرو مین کہین خم
شکوہ نہ زبان پر نہ کبھی چشم ہوئی نم — غم مین بھی وہی عیش الم مین بھی وہی دم

ہر بات ہر اوقات ہر احوال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر یار کی مرضی ہوئی سر جوڑ کے بیٹھے
گھر بار چھڑایا تو وہین چھوڑ کے بیٹھے
موڑا جدھر اونکو وہین منھ موڑ کے بیٹھے
گدڑی جو اڑہائی تو وہین اوڑھ کے بیٹھے
دکھ درد مین آفات مین جنجال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے دیا غم تو اُسی غم مین رہے خوش
جسطور کہا اُسنے اُس عالم مین رہے خوش
کھانیکو ملا کم تو اُسی کم مین رہے خوش
جسطرح رکھا اُسنے اُسی دم مین رہے خوش
گر شال اُڑھائی تو اُسی شال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

جینے کا نہ اندوہ نہ مرنیکا ذرا غم
یکسان ہے اُنھین زندگی موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اکدم
نے شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم
دن رات گھڑی مہر و سال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے اُڑھایا تو لیا اوڑھ دوشالا
کمل جو دیا تو وہی کاندھے پہ سنبھالا
چادر جو اُڑھائی تو وہی ہو گئی بالا
بندھوائی لنگوٹی تو وہین ہنس کے کہا لا
پوشاک مین دستار مین رومال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

کچھ اُنکو طلب گھر کی نہ باہر سے اُنھین کام
تکیہ کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے اُنھین کام
استھل کی ہوس دل مین نہ مندر سے اُنھین کام
مفلس سے نہ مطلب نہ تونگر سے اُنھین کام
میدان مین بازار مین چوپال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

اُنکے تو جہانمین عجب عالم ہین نظیر آہ
اب ایسے تو دنیا مین ولی کم ہین نظیر آہ
کیا جانے فرشتے ہین کہ آدم ہین نظیر آہ
ہر وقت مین ہر آن مین خرم ہین نظیر آہ

جس ڈھال مین رکھا وہ اُسی ڈھالمین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

ایضاً

لے آئینہ کو ہاتھ مین اور بار بار دیکھ
صورت مین اپنی قدرت پروردگار دیکھ
خال سیاہ اور خطِ مشکبار دیکھ
زلفِ دراز طرۂ عنبر نثار دیکھ

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

آئینہ کیا ہے جان ترا پاک صاف دل
او خال کیا ہین تیرے سویدائے رُخ کے تِل
زلف دراز فہم رسا سے رہے ہے مِل
لاکھون طرح کے رنج ہی مین ہم رہے ہین کھِل

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

مشک تتار و مشک ختن بھی تجھی مین ہے
یاقوت سرخ و لعل یمن بھی تجھی مین ہے
نسرین و موتیا و سمن بھی تجھی مین ہے
القصہ کیا کہون مین چمن بھی تجھی مین ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

سورج مکھی کے گل کی گردان مین تاب ہے
تو اپنے منھ کو دیکھ کہ خود آفتاب ہے
گل اور گلاب کا بھی تجھی مین حساب ہے
رخسار تیا گل ہے پسینہ گلاب ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس کے پھول پر تو نہ اپنا گمان کر — در سرو سے بھی دل نہ لگا اپنا جان کر
اپنے سوا کسی پہ نہ ہرگز تو دھیان کر — یہ سب سمار ہے ہین تجھی مین تو آن کر

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس وہ کیا ہے جان ترے چشم خوش نگاہ — اور سرو کیا ہے یہ ترا قد دلربا نما آہ
گر سیر باغ چاہیے تو اپنی کر تو چاہ — حق نے تجھی کو باغ بنایا ہے واہ واہ

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

گر دلمین تیرے قمری و بلبل کا دھیان ہے — تو ہونٹھ تیرے قمری ہین بلبل زبان ہے
ہے تو ہی باغ اور تو ہی باغبان ہے — باغ و چمن ہین جتنے تو اُن سبکی جان ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

بیلا گلاب سیوتی نسرین و نسترن — واؤدی جوہی لالہ و رایحل یاسمن
جتنے جہانمین پھولے ہین پھولونکے انجمن — یہ سب تجھی مین پھول رہے ہین چمن چمن

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

باغ و چمن کے غنچہ و گل مین نہو اسیر — قمری کی سن صفیر نہ بلبل کی سن صفیر

اپنے تئیں تو دیکھ کہ کیا ہے ارے نظیر — ہیں حرف من عرف کے یہ معنی کہ اے محمد
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

ولہ

جتنے تو دیکھتا ہے یہ پھلا پھول پات بیل — سب اپنے اپنے کام کی ہیں کر رہے ہیں بیل
لاتا ہے یاں سو ناتھ جو رشتہ ہے سو نکیل — جو غم پڑے سو اسکو تو اپنے ہی تن پہ جھیل
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ صورتیں جو دیکھیے ہے مت انسے دل لگا — پتر ہیں یہ سو تیاں انھیں آیا رمت جگا
شجرہ کلاہ پھینک اوڑا دے جھکا لکا — آگے کو چھوڑ ناتھ نہ پیچھے کو رکھ پگا
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جب تو ہوا فقیر تو ناتا کسی سے کیا — چھوڑا تم تو پھر رہا رشتہ کسی سے کیا
مطلب بھلا فقیر کو با با کسی سے کیا — دلبر کو اپنے چھوڑ کے ملنا کسی سے کیا
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

تیری نہ یہ زمین ہے نے تیرا آسمان — تیرا نہ گھر نہ بار نہ تیرا یہ جسم و جان
اُسکے سوا کہ جسپہ ہوا تو فقیر بان — کوئی ترا رفیق نہ ساتھی نہ مہربان
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل — یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دیتا ہے دلکو اپنے تو دی اُس کسیکے ہات — جس بار سے کہ ہو ترے جیتے موی کا سات
اور یہ جو تجھسے کرتے ہین ململ کے مٹھی بات — مارا پڑیگا دیکھ نہ کھانا آت کھات

گر ہے فقیر تو تو نرکھ یان کسی سے میل
یان تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ الفتین کہ ساتھ ترے آٹھ پہر ہین — یہ الفتین نہین ہین مریجان قہر ہین
جتنے یہ شہر دیکھے ہین جادو کے شہر ہین — جتنی مٹھائیان ہین مریجان زہر ہین

گر ہے فقیر تو تو نرکھ یان کسی سے میل
یان تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

خوبان کے یہ جو چاند سے مُنھ پہ کھلے ہین بال — مارا ہے تیرے واسطے سیادنے یہ جال
یہ بال بال اب ہے ترے جان کا وبال — پھنسو خدا کے واسطے اِسمین نہ دیکھ بھال

گر ہے فقیر تو تو نرکھ یان کسی سے میل
یان تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جسکا تو ہے فقیر اُسی کو سمجھ تو یار — مانگے تو مانگ اُسی سے تو دین نقد کیا اُدھار
دیوے تو لے دہنی جو نہ دیوے تو دم نہ مار — اُسکے سوا کسی سے نرکھ اپنا کاروبار

گر ہے فقیر تو تو نرکھ یان کسی سے میل
یان تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دنیا اسے نہ جان یہ دریا ہے قہر وار — لاکھو نمین اس سے کوئی اُتر کر ہوا ہے پار
جب تو بہا تو پھر نہ ملے گا تجھے کنار — ملاح یان نہ ناؤ نہ بلی ہے میرے یار

گر ہے فقیر تو تو نرکھ یان کسی سے میل — یان تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دُنیا نہ کہہ اسے یہ طلسمات ہے میاں
یہ جانور یہ باغ یہ گلزار یہ مکان
شکلیں جو دیکھتا ہے یہ جادو کی ہیں عیاں
سب کچھ ترے تئیں ہے یہ دھوکی کی ٹٹیاں

گر ہے فقیر تو تو نرکھ یاں کسی سے میل
یاں تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

کیا فائدہ اگر تو ہوا نام کا فقیر
ہو کر فقیر تو بھی رہا خیال میں اسیر
ایسا ہی تھا تو فقر کو ناحق کیا اندھیر
ہمتو اسی سخن کے ہیں قائل میاں نظیر

گر ہے فقیر تو تو نرکھ یاں کسی سے میل
یاں تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

ایضاً

جہان میں نام تو سُنتے تھے ہم جدائی کا
ولے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
دیا فلک نے ہمیں بھی یہ سم جدائی کا
بُرا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

گھڑی گھڑی میں اُٹھے ہے تڑپ کے دل سے آہ
جگر کے ٹکڑے نکلتے ہیں اشک کے ہمراہ
جو کوئی شکل مری دیکھتا ہے اب واللہ
یہی کہے ہے وہ سینے سے سرد بھر کر آہ

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

مجھے نہ کیونکہ مرے دل میں داد و بیداد
کہ تھے جو عیش و طرب سب ہوئے بزیر و بباد
نہ جی کو چین نہ آنکھوں کو سُکھ نہ دل کو شاد
بھلا میں کس سے اب اس ظلم کی کروں فریاد

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی تو یار کے آنے کی راہ تکتا ہون
گلی مین اُسکی کبھی جا کے سر پٹکتا ہون
کبھی تو آہو کی جنگل مین جا بھٹکتا ہون
نکلتی جان نہین اور پڑا سسکتا ہون

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

پھرون ہون دشت و بیابان مین رات دن غمناک
جلاتا آہ کے شعلے سے سب خس و خاشاک
خراب حال جگر خستہ اور گریبان چاک
یہ جسپر آن پڑے غم وہ کیا جیے پھر خاک

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

مری جو چشم سے دن رات آنسو بہتے ہین
تو جان و دل مرے کیا کیا عذاب سہتے ہین
جو آشنا ہین مرے مجھکو دیکھ رہتے ہین
سب اپنے حیف سے مل مل کے ہاتھ کہتے ہین

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو میکدے کی طرف کو کبھی کرون گذر
تو دیکھ مجھکو پریشان خراب خستہ و خوار
پیالہ چشم کا آنسو سے بھر رہا ہے خوار
جگر سے کھینچ کے آہ اور یہی کہے ہے پکار

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی چمن کو جو بھرا کے ہون نکل جاتا
تو وان بھی ہائے ذرا دل نہین ہے ٹھہراتا

جو میکدے

جدھر کو جاؤں اُدھر غم جگر کو ہے کھاتا
عجب خرابی ہے کچھ ہائے بن نہیں آتا

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی ہجر میں روتا تھا عاشق محروم
میں سنکے کہتا تھا دلمیں عبث یہ ہے مغموم
مجھی جو مجھپہ بھی آکر فراق کی یہ دھوم
وہ اُسکا درد مجھے ہائے اب ہوا معلوم

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی پوچھے ہے کیا تجھپہ دُکھ پڑا ایسا
کہ جس سبب سے تو پھرتا ہے اس قدر پیسا
میں اُسکو جس گھڑی دیتا ہوں اپنا حال سُنا
تو بھر کے آنکھوں میں آنسو یہی وہ ہے کہتا

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

نہ بھوک لگتی ہے نے نیند منھ دکھاتی ہے
جو دن پہ ہے سو رات مجھکو کھاتی ہے
نہ دل لگی نہ کوئی چیز مجھکو بھاتی ہے
کلیجہ ٹوٹے ہے اور چھاتی اُمڈی آتی ہے

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

نہ سدھ ہے سیر کی مجھکو نہ انجمن کی خبر
نہ یاد باغ کی ہے اور نہ شہر بن کی خبر
نہ دھیان جسم کا اور کچھ نہ پیرہن کی خبر
نہ ہوش دل کا ہے نے مجھکو تن بدن کی خبر

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو مجھپہ آن پڑا دن سیاہ مت پوچھو
ہوا ہون ہجر مین ایسا تباہ مت پوچھو
سوائے مرگ نہین اب پناہ مت پوچھو
جو ظلم مجھپہ گذرتا ہے آہ مت پوچھو

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جدائی ہائے محبت کی کیا بری ہے شے
کہ دل نہ بزم مین بہلے نہ خوش لگے ہے جے
نظیر ہجر کے اب غم مین روئیے تا کے
بہت برا ہے یہ عاشق کے حق مین دکھ ہے یہ

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

در بیان فراق

جیسے تمکو لیگیا ہے یہ فلک اظلم کہین
جی ترستا ہی کہین اور چشم ہے پرنم کہین
ہمپہ جو گذرا ہے وہ گذرا کسی پر کم کہین
نے تسلی ہے نہ دلکو چین ہے اک دم کہین

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

ہر گھڑی آنسو بہانا دیدۂ خونبار سے
رات دن سر کو پٹکنا ہر در و دیوار سے
آہ و نالہ کھینچنا ہر دم دل بیمار سے
ہے برا احوال اپنا ہجر کے آزار سے

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

نے کسی سے مہر و الفت نے کسی سے پیار ہم
نے رفیق اپنا کوئی اور نے کوئی غمخوار ہے
دل اُدھر سینے مین تڑپے جی اِدھر بیمار ہے
کیا کہین اب تو بہت مٹی ہماری خوار ہے

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جونکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور ہم کہین

گھر مین جی بہلے نہ باہر انجمن مین دل لگے
نے خوشی آوے سیر نے سرو و سمن مین دل لگے
نے بہار و نمین نہ صحرا مین نہ بن مین دل لگے
ا بتو تم بن بے گلستان نے چمن مین دل لگے

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جونکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور ہم کہین

پر نہین اڑ کر تمھارے پاس جو آجائیے
جی ہی جی مین کب تلک خون جگر کو کھائیے
چشم تر اور داغ سینے کے کسے دکھلائیے
دل سمجھتا ہی نہین کیونکر اسے سمجھائیے

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جونکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور ہم کہین

اب جو اپنے حال پر ہم خوب کرتے ہین نگاہ
ہر گھڑی مثل نظیر اس کے ہے حالت تباہ
ہی جو کچھ ظلم و ستم ہم پر کہین کیا تم سے آہ
بن موے ا بتو نظیر آتا نہین ہرگز نباہ

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جونکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

در بیان سخاوت عشرت

زر دار ہی تو ہرگز مت مارا نیے من کو
تن زیب تن سکھون سے نہ زیبا نہ اپنے تن کو
جو نرچلین چلین ہین چل تو بھی اس چلن کو
مرشد کا ہے یہ نکتہ رکھو یاد اس سخن کو

دلکی خوشی کے خاطر جھکچھڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جا بیٹھ میکدو نمین سب درد و غم سے ہٹکر
جھمکا گلابی مے کی پیالے اُلٹ پلٹکر
محبوب دلبرون سے خوش ہو لپٹ لپٹ کر
پی دودھ اور بتاشے میوہ مٹھائی چٹکر

دلکی خوشی کی خاطر جھپڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

نعمتین ہین جتنی جو کچھ ملے سو کھا جا
تاش اور بادلے مین یکبار جگ مگا جا
پا پی بخیل مت بن داتا سخی کہا جا
اکدم تو اپنا ڈنکا من مانتا بجا جا

دلکی خوشی کی خاطر جھپڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

صندوق مین جو زر ہے اُسکو بھی لے نواسے
سے کے بہا کے نالے طبلون کو کھڑکھڑا سے
کوٹھے مکان حویلی سب کھود کر کھلا دے
کر لیون تلک جلا دے اینٹون تلک اڑا دے

دلکی خوشی کی خاطر جھپڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جو جو بخیل کٹن زر چھوڑ کر مرے گا
یا کھائے گا جنوائی یا خالصہ لے گا
تیرا وہی ہے جو کچھ راہِ خدا مین دیگا
کھاتا کھلاتا ہنستا تو بھی سدا رہے گا

دلکی خوشی کی خاطر جھپڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

گر آ پڑیگا تجھپر کچھ حادثہ خلل کا
مانگ پھیر اور کوئی ٹھہر گیا تیرے دل کا
آگے سے دے دلا کے ہو رہ تو اُس بلا کا
کر فکر اپنے دل مین کچھ آج کا نہ کل کا

دلکی خوشی کی خاطر جھپڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جسنے یہ زر دیا ہے پھر وہ ہی دھن بھی دیگا
جیتا رہیگا جبتک کھانے کو ان بھی دیگا

مال و مکان حویلی باغ و چمن بھی دے گا
مرجاویگا تو وہ ہی تجھکو کفن بھی دیگا

دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جتنے گڑے دبے ہین سب کھائے اور کھلائے
اپنا بھی اُسی کو جب کھائے اور کھلائے

رکھو دھن اُسی کی دلمین اب کھائے اور کھلائے
اے تو نظیر تو بھی سب کھائے اور کھلائے

دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

در تعریف طفلی

کیا دن تھے یارو وہ بھی تھے جبکہ بھولے بھالے
چوٹی کوئی رکھالے بدھی کوئی نچالے

نکلے تھی دائی لیکر پھرتی کبھی دوالے
ہنسلی گلے مین ڈالے منت کوئی بڑھالے

موٹے ہون یا کہ دُبلے گورے ہون یا کہ کالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

دلمین کسی کے ہرگز نے شرم نے حیا ہے
پہنے پھرے تو کیا ہے ننگے پھرے تو کیا ہے

آگا بھی کھل رہا ہے پیچھا بھی کھل رہا ہے
یان بھی واہ واہ ہے اور وان بھی واہ واہ ہے

کچھ کھالے اِسطرح سے کچھ اُسطرح سے کھالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

مرجاوے کوئی تو بھی کچھ اُنکا غم نہ کرنا
اُنکی بلا سے گھر مین ہو قید یا کہ گھرنا

نے جانے کچھ بگڑنا نے جانے کچھ سنورنا
جس بات پر یہ مچلے پھر وہ ہی کر گذرنا

ماں اوڑھنی کو بابا پگڑی کو بیچ ڈالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

جو کوئی چیز دیوے تت ہاتھ اوٹتے ہیں
گڑ پیر مولی گاجر سب منہ میں گھونٹتے ہیں
بابا کی مونچھ مانکی چوٹی کھسوٹتے ہیں
گردن میں ہاڑ رہے ہیں خاکو میں لوٹتے ہیں

کچھ مل گیا سو پی لے کچھ بن گیا تو کھا لے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

جو انکو دو سو کھا لیں پھیکا ہو یا سلونا
ہیں بادشہ سے بہتر جب مل گیا کھلونا
جس جا پہ نیند آئی پھیرو ان ہے انکو سونا
بردا نہ کچھ پلنگ کی نے چاہیے بچھونا

بھونپو کوئی بجا لے پھرکی کوئی نچا لے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

یہ بالے پن کا یارو عالم عجب بنا ہے
یہ عمر وہ ہے اس میں جو ہے سو بادشاہ ہے
اور سچ اگرچہ پوچھو تو بادشاہ بھی کیا ہے
اتو نظیر میری سب کو یہی دعا ہے

جیتے رہیں سبھوں کے آس و مراد والے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

موسم زمستان

جب ماہ اگھن کا ڈھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
اور ہنس مکھ پیا من بھاتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
دن جلدی جلدی چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
پالا برف سا پگھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

جلا خم ٹھونک چھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

دل ٹھوکر مارے پچھاڑ رہا اور دل سے ہوتی کشتی سی
تھر تھر کانپے دانت بجتی ہو سبلی بتیسی

ہو شور پھپھو ہو ہو کا اور دھوم ہوی سی کی کلّہ پر کلّہ لگ لگ کر چلتی ہو مُنہ مین چکی سی
ہر دانت چنے سے ڈلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہر ایک مکان مین سردی نے آیا مدد دیا ہو یہ چکر جو ہر دم کپ کپ ہوتی ہو ہر آن کڑا کڑا اور تھر تھر
بیٹھی ہو سردی رگ رگ مین اور بدن کھلتا ہو تھیکر جھڑ باندھ مہاوٹ پڑتی ہو اور تسپر لہریے لے کر
سناٹا باد کا چلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہر چار طرف سے سردی ہو اور صحن کھلا ہو کوٹھے کا اور تن مین نیمہ شبنم کا ہو جسمین خس کا عطر لگا
چھڑکاؤ ہوا ہو پانی کا اور خوب پلنگ بھی ہو بھیگا ہاتھو مین پیالہ شربت کا ہو آگے ہو فراش کھڑا
فراش بھی پنکھا جھلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

جب ایسی سردی ہو ایرا تب اور مزے کی گھاتین ہون کچھ نرم بچھونے مخمل کے کچھ عیش کی لمبی راتین ہون
محبوب گلے سے لپٹا ہو اور کہنی چکی لاتین ہون کچھ بوسے ملتے جاتے ہون کچھ میٹھی میٹھی باتین ہون
دل عیش و طرب مین ملتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہو فرش بچھا غالیچہ تکا اور پردے چھوٹے ہون آکر اک گرم انگیٹھی جلتی ہو اور شمع ہو روشن کھ اندر
وہ دلبر شوخ پری جنچل ہے دھوم مچی جسکی گھر گھر ریشم کی نرم نہالی پر سو ناز و ادا سے ہنس ہنسکر
پہلو کے بیچ مچلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ترکیب بنی ہو مجلس کی اور کافر نا چنے والے ہون مُنھ اُنکے چاند کے ٹکڑے ہون تن اُنکے روئی کے گالے ہون
پوشاکین نادر رنگ رنگیلی اور اڈھے شال دوشالے ہون کچھ ناچ اور رنگ کی دھومین ہون کچھ عیش مین ہم تم سے ہون
پیالہ پر پیالہ چلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہر ایک مکان ہو خلوت کا اور عیش کی سب تیاری ہو سب عیش مہیا ہو آکر جس جس ارمان کی باری ہو
دل دیکھ نظیر اُسکی چھپ کو ہر آن دوپٹا ری ہو گھر کر لے جو آنکھو مین وہ صورت پیاری پیاری ہو

جب سب ارمان نکلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

در بیان تماشاے دُنیاے دون

یہ جتنا خلق مین اب جا بجا تماشا ہے
جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے
نجانو کم اسے یار و بڑا تماشا ہے
جدھر کو دیکھو اُدھر اک نیا تماشا ہے
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

مرے یہ دیکھ تماشے نہین ہین ہوش بجا
کسے بتاؤن مین سیدھا کسی کہون اُلٹا
جو ہو طلسم حقیقی وہ جاوے کب سمجھا
عجب بہار کی اک سیر ہے اہا ہا ہا
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

نہین ہے زور جھونمین وہ کشتی لڑتے ہین
جو زور والے ہین وہ آپ سے پچھڑتے ہین
جھپٹ کے اندھے بٹیرون کے تئین پکڑتے ہین
نکالے چھاتیان کبڑے بھی سب اکڑتے ہین
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

بنا کے نیا ریازر کی دکان بیٹھا ہے
جو ہنڈی وال تھا وہ خاک چھان بیٹھا ہے
جو چور تھا سو وہ ہو پاسبان بیٹھا ہے
زمین پھرتی ہے اور آسمان بیٹھا ہے
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

زبان ہے جسکی اشارے سے وہ پکارے ہے
جو گونگا ہے وہ کھڑا فارسی گھمارے ہے
کلاہ ہنس کی کوا کھڑا اُتارے ہے
اُچھل کے مینڈکی ہاتھی کے لات مارے ہے
غرض مین کیا کہون دُنیا بھی اک تماشا ہے

جو ہین نجیب نسب وہ بندے چیلے ہین
کمینے اپنی بڑی ذات کے نویلے ہین
جو باز شکرے سے پاپڑ کھڑے وہ بیلے ہین
سگھڑ تو مر گئے اُلو شکار کھیلے ہین
غرض

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونکی داڑھی ہے اُنکی تو بات واہی ہے
جو داڑھی منڈے ہین اُنکی سند گواہی ہے
سیاہی روشنی اور روشنی سیاہی ہے
اُجاڑ شہر مین مُردونکی بادشاہی ہے

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونمین عقل نہین وہ بڑے سیانے ہین
جو عقل رکھتے ہین وہ باؤلے دیوانے ہین
زنانے شوق سے مردونکے بھیس بانے ہین
جو مرد ہین وہ نرے ہیجڑے زنانے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونکے کان نہین دور کی وہ سُنتے ہین
جو کان والے ہین بیٹھے وہ سر کو دُھنتے ہین
دھوئین برستے ہین اور ابر تنکے چُنتے ہین
کباب بھیگتے ہین اور ملیدے بھنتے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

خبیث دیو پلید آہر اک سے لڑتے ہین
جو آدمی ہین وہ اُن سب کے پانون پڑتے ہین
بلائین لیتے ہین اور بھوت جن جھگڑتے ہین
یہ قہر دیکھو کہ زندون سے مُردے لڑتے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

کھلے ہین آکھ کے پھول اور گلاب جھڑتے ہین
نبولے پلتے ہین انگور آم سڑتے ہین
سخی کریم پڑے ایڑیان رگڑتے ہین
بخیل موتینکو موسلون سے چھیڑتے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

عزیز جو تھے ہوے چشم مین سبھونکے حقیر
حقیر تھے سو ہوے سب مین صاحب توقیر
عجب طرحکی ہوائین ہین اور عجب تاثیر
اے جنبھے خلق کے کیا کیا کرون بیان مین نظیر

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

در بیان غنیمت شمردن حُسن و جمال

اپنے غمخواروں سے کوئی آن ہنسلے بول لے
پھر کہاں یہ دلبری یہ شان ہنس لے بول لے
دردمند و ناکاں کا رمان ہنس لے بول لے
دم غنیمت ہے ارے نادان ہنس لے بول لے

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

آج تجھکو حق نے دی ہے حُسن و خوبی کی بہار
چاہنے والوں سے کرلے کچھ سلوک و مہر و پیار
کوند نابجلی کا اور جوبن کا مت کر اعتبار
کاٹھ کی ہانڈی نہیں چڑھتی ہے پیارے بار بار

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حُسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اتو منہ گل ہے پیارے پھر و مقور ا رکھو ہے
آج یہ گلشن کھلا ہے کل کو سوکھا سا کھڑ ہے
جو اُٹھا شعلہ بھبوکا آخرش کو راکھ ہے
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے

مان لے کہنا مرا ای جان ہنس لے بول لے
حُسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اسقدر مت کر مرے جان اپنے جوبن پر گمان
یہ نہیں رہتا سدا کافر کسی کے پاس مان
جب گرے دانت اور پڑیں چہرہ کے اوپر جھرّیاں
پھر یہ ہنسنا بولنا اور پھر کہاں اٹھکیلیاں

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

ایسا کوئی حسن والا آہ تو ہم کو بتا
جسکی خوبی کا ہمیشہ ایک سا عالم رہا
کیوں خفا ہوتا ہے ہمسے یار کھدے اے ادا
ہاتھ آتا ہے نہیں کافر یہ جب جوبن گیا

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیا ہمارا حال دل خوبی تری کہتی نہیں
یا ہماری چاہ تیرے ناز کو سہتی نہیں
آہ کھیتی حسن کافر کی ہری رہتی نہیں
ناؤ کاغذ کی پیارے یہ سدا بہتی نہیں

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیسے کیسے خوبرویان ہو گئے ہیں میر سجان
اپنے غمخواروں سے کیا کیا کر گئے ہیں خوبیان
تو جو روٹھا روٹھا ہمسے رہتا ہے نامہربان
دیکھ پچھتاویگا غافل حسن پر مت کر گمان

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

حسن کا عالم ستمگر ہر گھڑی ملتا نہیں
گل بھی کھل اکبار ہی ایجان پھر کبھی کھلتا نہیں
مجھسے تیرا روٹھنا ہر دم کا اب جھلتا نہیں
دودھ اور دل جب پھٹا پیارے یہ پھر ملتا نہیں

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

دل غریبوں کے جو پیارے تجھسے اب دکھ پائینگے
لیک اک دن تجھکو بھی خوبان یونہیں کلپائینگے
بعد کو ہنسنے کو دیدے جھڑکیاں ترسائینگے
پانڈے جی پچھتائینگے دو ہی چنے کی کھائینگے

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اب نظیر آگے ترے رہتا ہے حاضر صبح شام
پیار سے ہنس بول پیارے پی مے الفت کا جام

پھر کہان یہ دلبری عیش کی باتین مدام
کچھ نہ ہوئیگا رہیگا آخرش اللہ کا نام

ماں نے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

تل کے لڈو

جاڑے مین پھر خدا نے کھلوائے تل کے لڈو
ہر ایک خوانچے مین دکھلائے تل کے لڈو
کوچے گلی مین ہر جا بکوائے تل کے لڈو
ہاکو بھی ہینگے دل سے خوش آئے تل کے لڈو

جیتے رہے تو یار و پھر کھائے تل کے لڈو

عمدون نے سو طرح کی یاقوتیان اڑائین
لوگون نے دار چینی شکر مین لے ملائین
سردی مین دولتون نے ہر گرم چیز کھائین
اور دن نے ڈال مصری گڑ پنڈیان بنائین

ہم نے بھی گڑ منگا کر نبد بھوائے تل کے لڈو

رکھ خوانچے کو سر پہ پکاریون پکارا
بادام بھونا چابو اور کُرکُرا چھوہارا
جاڑا لگے تو اسکا کرتا ہو نمین اجارا
جسکا کلیجہ یارو سردی نے ہووے مارا

نو دام کے وہ مجھسے لے جائے تل کے لڈو

جاڑا تو اپنے دل مین تھا پہلوان جھجھاڑا
پر ایک تل نے اُسکو رگ سے ہے اُکھاڑا
جسدم دل و جگر کو سردی نے آلتاڑا
خم ٹھوک دو ہین ہمنے جاڑے کو دھر پچھاڑا

تن پھیر ایسا بھیگا جب کھائے تل کے لڈو

کل یار سے جو اپنے ملنے کے تئین گئے ہم
کچھ پیڑے اُسکی خاطر کھانیکو لیگئے ہم
محبوب ہنسکے بولا حیرت مین ہو رہے ہم
پیڑون کو دیکھ دلمین ایسے خوشی ہوے ہم

تب خوش ہوا وہ اُسنے جب پائے تل کے لڈو

جاڑا حسین

جاڑے میں جسکو ہر دم پیشاب ہے ستاتا
اُٹھیں تو جاڑا لپٹے ہے موت نکلا جاتا
اُنکی دوا بھی کوئی پوچھو حکیم سے جا
تبلائے کتنے نسخے پر ایک بن نہ آیا
آخر علاج اُسکا ٹھہرائے تل کے لڈو

جاڑے میں اب جو یارو یہ تل گئے ہیں بھونے
محبوبوں کے بھی تل سے انکے مزے ہیں دونے
دل لے لیا ہمارا تل شکر یوں کے رونے
یہ بھی نظیر لڈو ایسے بنائے تو نے
سُن سنکے جسکی لذت گھبرائے تل لے لڈو

در بیان نیکی و بدی دنیا

ہے دنیا جسکا نام میاں یہ اور طرح کی بستی ہے
جو مہنگوں کو یہ مہنگی ہے اور سستو کو یہ سستی ہے
یاں ہر دم جھگڑے اُٹھتے ہیں ہر آن عدالت کستی ہے
گر مست کرے تو مستی ہے اور پست کرے تو پستی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسی کا مان رکھے تو اسکو بھی رمان ملے
جو پان کھلاوے پان ملے جو روٹی دے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان ملے احسان کرے احسان ملے
جو جیسا جسکے ساتھ کرے پھر ویسا اُسکو آن ملے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسی کی جان بخشے تو اُسکی بھی حق جان رکھے
جو اور کسی کی آن رکھے تو اُسکی بھی حق آن رکھے
جو یاں کا رہنے والا ہے یہ دل میں اپنے جان رکھے
یہ چرت پھرت کا نقشہ ہے اس نقطے کو پہچان رکھے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو پار اُتارے اور ڈبوئے اُسکی بھی پار اُترنی ہے
جو غرق کرے پھر اُسکو بھی ڈبکون ڈبکون کرنی ہے
شمشیر سپر بندوق سنان اور نشتر تیر نہرنی ہے
یا جیسی جیسی کرنی ہے پھر ویسی ویسی بھرنی ہے

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو اوپر اونچا بول کرے تو اُسکا بول بھی بالا ہے
اور وے ٹپکے تو اُسکو بھی کوئی اور ٹپکنے والا ہے
بے ظلم و خطا جس ظالم نے مظلوم ذبح کر ڈالا ہے
اُس ظالم کے بھی لوہو کا پھر بہتا ندی نالا ہے

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو اور کسیکو ناحق مین کوئی جھوٹی بات لگاتا ہے
اور کوئی غریب اور بیچارہ حق ناحق مین لٹ جاتا ہے
وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہے اور لاٹھی پاٹھی کھاتا ہے
جو جیسا جیسا کرتا ہے پھر ویسا ویسا پاتا ہے

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو کھٹکا اُسکے ہاتھ لگا جو اور کسی کو دے کھٹکا
اور غیب سے جھٹکا کھاتا ہے جو اور کسیکو دے جھٹکا
جیسے کے بیچ مین جیسا ہے اوپر بھی بیچ جو ہے ٹپکا
کیا کہیئے اور نظیر آگے ہے زور تماشا جھٹ ٹپکا

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

ریچھ کا بچہ

کل راہ مین جاتے جو ملا ریچھ کا بچا
لے آئے وہین ہم بھی اُٹھا ریچھ کا بچا
سو نعمتین کھا کھا کے پلا ریچھ کا بچا
جس وقت بڑا ریچھ ہوا ریچھ کا بچا

جب ہم بھی چلے ساتھ چلا ریچھ کا بچا

تھا ہاتھ مین اک اپنے سوا من کا جو سونٹا
لوہے کی کڑی جسپہ کھڑکتی تھی سراپا
کاندھے پہ چڑھا جھولنا اور ہاتھ مین پیالا
بازار مین لے آئے دکھانے کو تماشا

آگے تو ہم اور پیچھے وہ تھا ریچھ کا بچا

تھا ریچھ کے بچے پہ وہ گہنا جو سراسر
ہاتھون مین کڑے سونکے پہنے تھے جھمک کر
کانون مین دراور گھنگرو پڑے پاؤن کے اندر
وہ ڈور بھی ریشم کی بنائی تھی جو پُر زر

جس ڈور سے یار و تھا بندھا ریچھ کا بچا

جھمکے وہ جھمکتے تھے پڑے جسپہ کر تھپول
متیش کی لڑیون کی پڑی تھی پھبدار جھول
اور اُنکے سوا کتنے بٹھائے تھے جو گل پھول
یون لوگ گرے پڑتے تھے سر پاؤن کی بھول

گویا وہ پری تھا کہ نہ تھا ریچھ کا بچا

اک طرف کو تھین سیکڑون لڑکونکی قطارین
اک طرف کو تھین پیر و جوانون کی قطارین
کچھ ہاتھیون کی فیق اور اونٹونکی ڈکارین
غل شور مزے بھیڑ ٹھٹھ انبوہ بہارین

جب ہنسنے کیالا کے کھڑا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کوئی ہمسے میان آؤ قلندر
وہ کیا ہوے اگلے جو تمھارے تھے وہ بندر
ہم اُنسے یہ کہتے تھے یہ پیشہ ہے قلندر
ہان چھوڑ دیا بابا اُنھین جنگلے کے اندر

جسدن سے خدا نے یہ دیا ریچھ کا بچا

مدت مین اب اس بچے کو ہنسنے ہی سدھایا
لڑنے کے سوا ناچ بھی اسکو ہے سکھایا
یہ کہکے جو ڈھبلی کے تئین گت پہ بجایا
اس ڈھب سے اُسے چوک کے جھمکٹ مین نچایا

جو سبکی نگاہون مین کھپا ریچھ کا بچا

پھر ناچکے وہ راگ بھی گایا تو واہ واہ
پھر کہر واتا تھا تو ہر اک بولی زبان آہ
ہر چار طرف سے تھے کہے پیر و جوان آہ
سب ہنس کے یہ کہتے تھے میاں واہ میاں واہ
کیا تم نے دیا خوب نچا ریچھ کا بچا

اس ریچھ کے بچے مین تھا اس ناچ کا ایجاد
کرتا تھا کوئی قدرت خالق کے تئین یاد
ہر کوئی یہ کہتا تھا خدا تم کو رکھے شاد
اور کوئی یہ کہتا تھا ارے واہ رے اُستاد
تو بھی جیے اور تیرا سدا ریچھ کا بچا

جب ہنے اُٹھایا تھا کڑون کو جو ہلایا
خم ٹھونک پہلوانکی طرح سامنے آیا
لپٹا وہ تو کشتی کا ہنر آن دکھایا
وان چھوٹے بڑے جتنے تھے ان سب کو رجھایا
ہم بھی نہ تھکے اور نہ تھکا ریچھ کا بچا

جب کشتی کی ٹھہری تو وہین سر کو جھاڑا
للکارتے ہی اُسنے ہمین آن لتاڑا
کہ ہنے پچھاڑا اُسے گہ اُس نے پچھاڑا
اک ڈیرہ سا پھر ہو گیا کشتی کا اکھاڑا
گو ہم بھی نہ ہارے نہ ہٹا ریچھ کا بچا

یہ داؤن و پیچ ہین جو کشتی مین ہوئی دیر
یون پڑتے روپے پیسے کہ آندھی مین گویا بیر
سب نقد ہوے آکے سوا لاکھ روپے ڈھیر
جو کہتا تھا ہر اک سے اسی طرح سے منہ پھیر
یارو تو لڑا دیکھو ذرا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کھڑا کوئی جو کر آہ اہا ہا
اسکے تھین اُستاد ہو واللہ اہا ہا
یہ سحر کیا تنے تو ناگاہ اہا ہا
کیا کہیے غرض آہ خوش اے واہ اہا ہا
ایسا تو نہ دیکھا نہ سنا ریچھ کا بچا

جسدن سے نظیر اپنے تو دلشاد یہی ہین
جاتے ہین جدھر کو اُدھر ارشاد یہی ہین

سب کہتے ہین وہ صاحب ایجاد یہی ہین — کیا دیکھتے ہو تم کبڑے اُستاد یہی ہین

کل چوک میں تھا جنکا لڑا ریچھ کا بچا

مسدّس برابیات فارسی

گاہے بخندہ لب شکر آمیز میکنی — گاہے بغمزۂ خونریز میکنی
ہر ناز و لفریب دو دل آویز میکنی — القصہ ہر ادا ستم انگیز میکنی

دیدار مینمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ما تیز میکنے

پہلے لگا گئے دلکو مرے تو نے اپنی چاہ — جب مر چلے ہم آہ تو لی تو نے اپنی راہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کج کلاہ — اچھی یہ رسم تو نے نکالی ہے واہ واہ

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

اول دکھا کے دور سے وہ حسن مہ وش — پھر چھپ گیا تو دل مین لگا تیر سینہ دوز
ہم دیکھتے ہی رہ گئے آشفتہ تیرہ روز — سوچا جو ہمنے خوب تو اے شمع دل فروز

دیدار می نمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

رد دین نہ تیرے ہاتھ سے ہم کیونکر از دست — دلدار بن کے تو نے کیا ہم کو دلفگار
اب ہم تو بیقرار ہین اور تو خوشی ہے یار — کیونکر نہ ہو خوشی کہ ترا ہے یہی شعار

دیدار مے نمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

غرفے سے پہلے جھانک کے چہرہ دکھا دیا
جب ہم نے کی نگہ تو لیا پردے میں چھپا
اپنا بڑھایا حسن کیا ہم کو مبتلا
صد آفرین ہے اے مرے عیار مہ لقا

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

زلفوں کا اپنی ہم کو دکھاتو نے پیچ و تاب
ڈالا ہا ے دل میں تعشق کا اضطراب
جب پھینکے ہم آہ تو جھٹکا دیا شتاب
اب فطر تو نکا تیری غرض ہے یہی جواب

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

مکر و فریب تو جو کرے ہے بنا سنا
وہ سب نظیر جانے ہے اے شوخ دلربا
تیری جو شوخیوں سے وہ آگاہ بسلہ تھا
سچ ہی جبھی یہ شعر گلستان میں لکھ گیا

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

خمسہ بر غزل سراج

کھلی جبکہ چشم دل خرین تو وہ تم رہا نہ رہی
ہوئی حیرت ایسی کچھ آن کر کہ اثر کی بے خبری رہی
پڑی گوش جان مین عجب ندا کہ جگر نہ جگر کی رہی
خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی

نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

ہوئین کیا ہی دل کو فراغتین گئی تن سے جب ہوس لباس کی
نہ ہوا ہے اطلس گلبدن نہ تماش بادلہ زری
کوئی پہنو یا کہ نہ پہنو اب غرض اسکو جانے ہماری
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی

نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

کسی وقت مکتب عقل میں بہت علم ہم نے بھی تھا پڑھا
کہ ہر اک سے حجت و بحث تھی سو اس علم کا یہ کمال تھا

گیا جبکہ مدرسہ عشق میں تو پھر آگے یار کو کچھ کیا
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا

کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی وہیں دھری رہی

ترے منھ پر اتو ہو وہ جھلک کہ جہان تو جھلکے عیاں ہوا
اگر آفتاب جمال تھا سو وہ دیکھ وہ بھی نہاں ہوا

کوئی آگے تیرے نہ آسکا وہ قمر کہ نہر نشاں ہوا
ترے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر تو یہاں ہوا

کہ نہ آئنہ میں جلا رہی نہ پری کی جلوہ گری رہی

عجب اتفاق ہے خود بخود مرے دل سے عیش نکل گیا
پڑی آگ غم کی وہ تن میں آ کہ بہ رنگ شمع پگھل گیا

ادھر آہ شعلہ زبان ہوئی ادھر اشک آنکھ سے ڈھل گیا
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا

مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

کر عشق اب یہ ہمیں کہ بیٹھے ہو دامن کو
نہ کسی ڈر سے چھپے ہیں نہ کسی خوف سے دیوی رو

اسے کچھ کسی کی خبر نہیں ہوا تو مثل نظیر رو
تری درد عشق میں میاں دل نبیو آ سراج کو

نہ خطر رہا نہ خدر رہا جو رہی تو بیخبری رہی

در انتباہ غافلان

جہان ہے جبتلک یاں سکے رواں شادی و غم ہونگے
ہزاروں عاشق جانباز اور اکھوں صنم ہونگے

کنار و بوس و عیش و طرب بھی دمبدم ہونگے
مگر جتنے یہ اپنی صف کے ہیں یہ سب عدم ہونگے

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

تمہارا اب ہے جتنا حسن کا عالم غنیمت ہے
اگر ہے بیش تو بہتر وگرنہ کم غنیمت ہے

ہمارا دیکھنا اور عاشقی کا عم غنیمت ہے
بھروسا کچھ نہیں دم کا غریزو دم غنیمت ہے

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اِک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

چمن مین چل کے بیٹھو اور صراحی جام منگواؤ
پیو بھر بھر کے ساغر تم بھی اور ہمکو بھی پلواؤ
گلے لپٹو ہمارے اور ہمین ہنس ہنس کے بوسہ دو
اجل کافر کھڑی ہے سر پہ آے دلدار سنتے ہو

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اِک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہماری چشم سیگی اور تمھارے عارض گلگون
غرض تم وقت کے لیلی ہو پیاری اور ہم مجنون
گھڑی بھر کیلیے ہم پاس کر لو عیش پر قلمون
کسی کے کہنے سننے پر نہ جاؤ دیکھو کہتا ہون

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اِک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اُچھل لو کود لو ہو جبتلک یہ زور نیلو نمین
غنیمت ہے وہی دم اب جو گذری زندگانیمین
ہمین لو ساتھ اور سیرین کرو پھولونکی گلیونمین
پھریگی پھر تو آخر تن کی اُڑتی خاک گلیونمین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اِک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

جو آگے عاشق و معشوق تھے سب مل گئے گل مین
اجل کی تیغ سے دونون کے تکے اوڑ گئے پل مین
نہ قاتل مین رہا جی اور نہ اُس قاتل کے بسمل مین
لو بس آے دلبر تم بھی ہیں اب جان لو دل مین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اِک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر تمنے ہمارے دل کو دکھ دے دے کے ترسایا
غلط فہمی تمھاری یا کہ جسنے تم کو سکھلایا

گیا جب وقت کا فرہاتھ سے پھر ہاتھ کب آیا
غرض سمجھے تو اب بھی اور تمھیں آگے بھی سمجھایا

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمارے اور تمھارے حق میں اب تو یہی بہتر
کہ دیکھیں چاندنی اور سیر دریا کی کریں جاکر

کبھی لپٹیں گلے سے اور کبھی مے کے پئیں ساغر
یہی کہتے کورہ جاویگا آخر ای مرے دلبر

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر برسات ہو یا ابر ہو یا منھ برستا ہو
پہن پوشاک رنگین اور ہمارے گھر میں آ بیٹھو

ادا و ناز و غمزے جو چلے کرنے ہوں سو کرلو
فلک کب چین دیتا ہے مریجان پھر تو آخر کو

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ابھی ان الفتین سے بھی ہیں اور ان نازکی گھاتیں
غنیمت ہیں یہ پانچ پیار کے اور چاہ کی راتیں

جب آنکھیں مند گئیں سب ہو چکیں چتون اشارتیں
کہاں پھر دن مزے کے اور کہاں یہ عیش کی راتیں

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمیں ہے بیقراری اور تمھیں ہر دم طرحداری
غنیمت ہے ہماری اور تمھاری گرم بازاری

نظیر اب کیا کہے آگے غرض آخر بنا چاری
کہاں پھر ہم کہاں پھر تم کہاں الفت کہاں یاری

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

کورے برتن کی تعریف مین

کورے برتن مین کیاری گلشن کی
جس سے کھلتی ہے ہر کلی تن کی
بوند پانی کی اُن مین جب کھنکی
کیا وہ پیاری صدا ہے سن سن کی
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

پانی کی آپ اب بڑی ہے ذات
قطرہ قطرہ ہے جس کا آب حیات
کورے برتن مین جبکہ آیا ہات
پھر تو آب حیات بھی ہے مات
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو پانی کی کوری گولی ہے
وہی آنے کی مول کولی ہے
کیا ہی ٹھنڈی دوا کی گولی ہے
کیا کہون گولی گولی گولی ہے
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

یہ جو گولی کی بولیان باندھین
ہم نے پانی کی گولیان باندھین
سوندھی سوندھی ٹھٹھولیان باندھین
دل نے پھولونکی جھولیان باندھین
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورا پنہاری کا جو ہے مٹکا
اس کا جوبن کچھ اور ہی مٹکا
لے گیا جان پانون کا کھٹکا
دل گھڑے کی طرح سے دے ٹپکا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کوری ٹھلیون پہ دیکھکر لوٹا
دل لگا ہونے کچھ کھرا کھوٹا
گرچہ پوٹا وہ قد کا ہے چھوٹا
جس نے دیکھا اُسی کا دل لوٹا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورے کوزون کو دیکھ عالم مین
کوزے مصری کے بھر گئے غم مین
یون وہ رہتے ہین آب کے نم مین
جیسے ڈوبے ہون پھول شبنم مین

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو کورا سفید جھجھر ہے
جس کی جاگیر ملک جھجھر ہے
بیل بوٹے سے اس جھمک پر ہے
تاش کمخواب یا مشجر ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جس صراحی مین سرد پانی ہے
موتی کی آب پانی پانی ہے
زندگی کی یہی نشانی ہے
دوستو یہ بھی بات مانی ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جتنے نذر و نیاز کرتے ہین
یا کسیکے عزیز مرتے ہین

جب کہ لاپھول پان دھرتے ہین — وہ بھی کوری ہی ٹھلیان بھرتے ہین
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

خاک سے جبکہ اُنکو گڑھتے ہین — بندگی سے یہ اپنی بڑھتے ہین
کورون پر پھول ہار چڑھتے ہین — حور وغلمان درود پڑھتے ہین
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورون پر جو نظیر جوبن ہے — جو جرے مین کہان وہ کھن کھن ہے
جس گھڑونچی پہ کورا باسن ہے — وہ گھڑونچی نہین ہے گلشن ہے
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

پودنے اور گڑھ پنکھ کی لڑائی

اک پودنے کا حال عجب سننے مین آیا — تھا گھونسلا اک پیڑ اوپر اُس نے بنایا
اور پودنی اور بچون کو تھا اُس مین بٹھایا — قدمین تو وہ تھا پودنا چھوٹا سا کہایا
پر دل مین وہ گڑھ پنکھ سے ٹھہرا تھا سوایا

کوے کو سمجھتا تھا وہ اک مکھی کا بچا — اور چیل کو گنتا تھا وہ ناچیز تپنگا
گلے کو بچا کوے کا اور بری کو بھنگا — لگھڑی سے یہ کہتا کہ تو ہے کیا ری چل جا
بہنے ترے لگھڑ کو ہے چٹکی مین اُڑایا

اک روز وہ سارس سے لگا کہنے اُچھلکر — جس پیڑ پہ ہم بیٹھے ہین ماتا ہے ہمارا سر

سارس نے یہ سُن پوچھنے سے یوں کہا ہنسکر
کیا بات تم ایسے ہی بھاری وتنا در
ہر پیڑ کو ہے بوجھ تمھارے نے ہلایا

رہتا تھا وہ جس پیڑ پہ وہ پیڑ تھا برنا
آئے کہین اس دشت مین اک ارنی ارنا
خوش آیا انھین دان جو ہری گھاس کا چرنا
ٹھہرایا انھون نے اسی جنگل مین اترنا
رہنے لگے وہ بھی انھین صحرا جو وہ بھایا

دان پودنی اور ارنی مین بنا پا جو ٹھہرا
دن کو وہ لگے رہنے خوشی ہو کے اسی جا
اور رات کو رہنے لگی وہ ارنی کنے جا
خوش ہو کے لگی رہنے ہوا پیار جو گہرا
دونون نے غرض خوب محبت کو بڑھایا

اک روز وہ ارنی کہین چرتی ہوئی آئی
اور آتے ہی اس پیڑ سے بیٹھا اپنی کھجائی
وہ پیڑ ہلا پودنی نے دھوم مچائی
ہو جاوے گی اسبات سے مردون مین لڑائی
اس تیرے کھجانے نے بہت ہمکو ستایا

ارنی یہ ہنسی سنکے اور ارنے سے کہا جا
ارنا بھی ہنسا اور کہا جا پھر تو کھجا آ
اور آئی کھجانے کو تو یون پودنا بولا
بد ذات یہ تیری نہین تقصیر مین سمجھا
شاید ترے ارنے نے تجھے ہے یہ سکھایا

کل اسکی سزا پاویگا ارنا ترا بدخو
جو صبح لگی ہونے تو وہ پودنا دلجو
آیا جہان سوتا تھا وہ ارنا پڑا خوش ہو
دھر بیٹھ گیا کان مین باندھا اپنے پرون کو
پھر پھر کیا اور پردے مین نچون کو گڑایا

ارنا لگا ٹکرانے کو سر شور مچا کر
ارنی گری اس پودنی کے پانو پہ جا کر
جب پودنی نے اسکے ترس حال پہ کھا کر
جلدی سے نکالا اسے آواز سنا کر

گیدڑ نے اُس ہرن کا جو چیتا تھا وان بُرا | پائی اُسی نے اپنی بدی کی وہین سزا
تھا یہ تو شرمین نے سے نظم مین کیا | پہونچا نظیر جب وہ خوشی ہو کے اپنی جا
کوے کے ساتھ پھر وہ بہت خوش ہوا ہرن

ایضاً

کی وصل مین دلبر نے عنایات تو پھر کیا | یا ظلم سے دی ہجر کی آفات تو پھر کیا
غصہ رہا یا پیار سے کی بات تو پھر کیا | گر عیش سے عشرت مین کٹی رات تو پھر کیا
اور غم مین بسر ہو گئی اوقات تو پھر کیا

مجنون کی طرح دل کو اگر بہلنے لگایا | یا چین کیا روح کو اور تن کو سکھایا
دلبر نے بھی لیلی کی طرح گو کہ نبھایا | جب آئی اجل پھر کوئی ڈھونڈھا تو نہ پایا
قصوں مین رہے حرف و حکایات تو پھر کیا

جس شوخ پہ زیادہ کی دل سے ہوئی چاہ | ہر روز ملے اُس سے رہے عیش کے ہمراہ
ہنسنا بھی ہوا باتین بھی اچھی ہوئین دلخواہ | بجز بوس و کنار اور جو تھا اُسکے سوا آہ
گر وہ بھی میسر ہوا ہیہات تو پھر کیا

تھے وہ جو در و لعل سے بہتر لب و دندان | آخر کو جو دیکھا تو ملے خاک مین یکسان
جن آنکھون کو ملنا ہو بھلا خاک کے درمیان | دوون اگر اُن آنکھون نے دنیا مین بچایا تو
کی ناز ادائون کی اشارات تو پھر کیا

دنیا مین اگر ہو ملا تخت سلیمان | تابع رہے سب جن و پری آدم و مرغان
جب تن سے ہوا ہو گئی وہ پونی سی جان | پھر اُڑ گئی اک آن مین سب حشمت و شان
لے شرق سے تا غرب لگا ہات تو پھر کیا

دولت مین اگر ہم ہوے دارا و سکندر
اور سات ولایت پہ کیا حکم سراسر
جب آئی اجل پھر نہ رہا تخت نہ افسر
اسپ و شتر و فیل و خر و نوبت و لشکر
گر قبر تلک اپنے چلا ساتھ تو پھر کیا

مے پی کے اگر ہو گئے ہم مست شرابی
ہونٹون سے جدا کی نہ کبھی مے کی گلابی
کی لاکھ طرح عیش کی مستی و خرابی
جب آئی اجل پھر وہین اُٹھ بھاگے شتابی
رندون مین ہوے اہل خرابات تو پھر کیا

عامل ہوے ہم لاکھ اگر نقش زر سے
لوگون کو بچا نیلگے بھوتون کے خلل سے
جب آئی اجل پھر نہ چلا زور اجل سے
دیون کو جو تعویذ و نتیلا و عمل سے
تسخیر کیا عالم جنّات تو پھر کیا

پڑھ علم ریاضی جو منجم ہوے دھومی
پیشانی مہ و زہرہ و برجیس کی چومی
آخر کو اجل سر کے اوپر آن کے گھومی
اس عمر دو روزہ مین اگر ہو کے نجومی
سب چھان لیے ارض و سموات تو پھر کیا

گر بہمنے اطبا ہو طبابت کی قسم کی
چیرا اور سوا طب کے سرانجام کی کم کی
جب تن کے اوپر مرگ نے آڈال دی کلی
اِک دم مین ہوا ہو گئے سب نظری و عملی
تھے یا دجوا اسباب و علامات تو پھر کیا

گر اک پہ ہوا منصب و جاگیر کا نقشا
اور ایک کو مر مر کے ملا بھیک کا ٹکڑا
کیا فرق ہوا دونون مین جب مرنا ہی ٹھہرا
اسنے کوئی دن بیٹھ کے آرام سے کھایا
وہ مانگتا در در پھرا خیرات تو پھر کیا

دنیا مین لگا مفلس و درویش سے تا شاہ
سب زر کے طلب گار ہین ہے ماہی سے تا ماہ

مرتا ہے کوئی مال پہ پڑھوتڑ ہے کوئی جاہ
دولت ہی کا ملنا ہے بڑی چیز نظیر آہ
بالفرض ہوئی اُس سے مُلاقات تو پھر کیا

آدمی نامہ

دنیا مین پاوشہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی
اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بے نوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے چبا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ابدال قطب غوث ولی آدمی ہوے
منکر بھی آدمی ہے اور کفر کے بھرے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے لیے
اتنی کہ اپنے زور ریاضت کے زور سے
خالق سے جا ملا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

فرعون نے کیا تھا جو دعوی خدائی کا
شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
نمرود بھی خدا ہی کہاتا تھا بر ملا
یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہ ہو نہین کیا
یان تک جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی نار ہے اور آدمی ہی نور
یان آدمی ہی پاس ہے اور آدمی ہی دور
کل آدمی کا حسن و قبح مین ہے یان ظہور
شیطان بھی آدمی ہے جو کرتا ہے مکر و زور
اور ہادی رہنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یان میان
بنتے ہین آدمی ہی امام اور خطبہ خوان
پڑھتے ہین آدمی ہی قرآن اور نماز یان
اور آدمی ہی اُنکی چوراتے ہین جوتیان
جو انکو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی
اور آدمی پہ تیغ کو مارے ہے آدمی

پگڑی بھی آدمی کی اُتارے ہے آدمی — چلّا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور مُنکے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہوے کے مال — اور آدمی ہی مارے ہے پھانسی گلے مین ڈال
یان آدمی ہی صید ہے اور آدمی ہی جال — سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی شادی ہے اور آدمی بیاہ — قاضی وکیل آدمی اور آدمی گواہ
تاشے بجاتے آدمی چلتے ہین خواہ مخواہ — دوڑے ہین آدمی ہی تو مشعل جلا کے راہ
اور بیاہنے چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار — اور آدمی ہی پیادے ہین اور آدمی سوار
حقہ صراحی جوتیان دوڑے بغل مین مار — کاندھے پہ رکھ کے پالکی ہین دوڑتے کہار
اور اسمین جو چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بیٹھے ہین آدمی ہی دکانین لگا لگا — اور آدمی ہی پھرتے ہین رکھ سر پہ خوانچا
کہتا ہے کوئی لو کوئی کہتا ہے لا رے لا — کس کس طرح کی بیچین ہین چیزین بنا بنا
اور مول لے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی قہر سے لڑتے ہین گھور گھور — اور آدمی ہی دیکھ اُنھین بھاگتے ہین دور
چاکر غلام آدمی اور آدمی مزور — یان تک کہ آدمی ہی اُٹھاتے ہین جا ضرور
اور جنسے وہ پھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

طبلے مجیرے دائرے سارنگیان بجا — گاتے ہین آدمی ہی ہر اک طرح جا بجا
رنڈی بھی آدمی ہی نچاتے ہین گت لگا — اور آدمی ہی ناچے ہین اور دیکھ پھر مزا

جو ناچ دیکھتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی لعل و جواہر ہین بے بہا
اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے کہ اُلٹا ہے جون توا
گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا ہے چاند کا

بدشکل بدنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک آدمی ہین جنکے یہ کچھ زرق برق ہین
روپے کے اُنکے پاؤن ہین سونے کے فرق ہین
جنکے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہین
کمخواب تاش شال و دوشالو مین غرق ہین

اور جھونپڑون لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک ایسے ہین کہ جنکے بچھے ہین نت پلنگ
پھولونکی سیج اُنپہ چمکتی ہے تازہ رنگ
سوتے ہین پٹے چھاتی سے معشوق شوخ و شنگ
سو سو طرح سے عیش کے کرتے ہین رنگ ڈھنگ

اور خاک مین پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مرتے ہین آدمی ہی کفن کرتے ہین تیار
نہلا دھلا اُٹھاتے ہین کاندھے پر کر سوار
کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہین روتے ہین زار زار
سب آدمی ہی کرتے ہین مردے کا کاروبار

اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر
یہ آدمی ہی کرتے ہین سب کار دلپذیر
یان آدمی مرید ہے اور آدمی ہی پیر
اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر

اور سب مین جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ایضاً

دیکھ ٹک غافل چمن کو گلفشانی پھر کہان
یہ بہار عیش یہ شور جوانی پھر کہان
ساقی و مطرب شراب ارغوانی پھر کہان
عیش کر خوبان مین اے دل شادمانی پھر کہان

شادمانی گر ہوئی تو زندگانی پھر کہان

یہ جو بانکے گلبدن ملتے ہین سو سوگھات سے
کچھ مزے کچھ لوٹ خطان گلرخونکی ذات سے
ایک دم ہرگز جدا مت ہو توانکے سات سے
جسقدر پینا ہو پی لے پانی انکے ہات سے

آب جنت تو بہت ہوگا یہ پانی پھر کہان

یہ جو کڑوے ہوکے ہمکو اب جھڑکتے ہین یہان
انکی تلخی مین ہزارون ہین بھری شیرینیان
اُٹھ سکے جبتک اُٹھا ایدل تو انکی سختیان
لذتین جنت کے میوے کی بہت ہونگی وہان

پر یہ میٹھی گالیان خوبان کی کھانا پھر کہان

رہ وہین اے دل سدا محبوب رہتے ہین جہان
کرلے اُنکی خدمتین ہر دم دلی و جان سے یان
جو تجھے دیوین سوے لے اور غنیمت اُسکو جان
وان تو ہان جو روکی گنے کے بہت ہونگے نشان

اِن پریزادون کے چھلونکی نشانی پھر کہان

ہوسکے جسطور سے دوستونکی واردات
اور بیان کر آگے اُنکے ہون جو تجھپر مشکلات
جس گھڑی آئی تقضا کوئی نہ پھر پوچھیگا بات
اُلفت و مہر و محبت سب ہے جیتے جی کے ساتھ

مہربان جب اُٹھ گئے یہ مہربانی پھر کہان

اب جو آغاز جوانی کی بہارین ہین میان
عیش و عشرت مین اُڑا لے زندگی کی خوبیان
نشہ پیکر کوئی دم کرلے تو سیر بوستان
واعظ و ناصح بکین تو انکے کہنے کو نہ مان

دم غنیمت ہے میان یہ نوجوانی پھر کہان

ہوکے ہر دم خوبرویون کی محبت مین اسیر
کھا نگاہ سرمہ سا کی ناوکون کے دل مین تیر
وصف اب انکا جو کرنا ہے تو کرلے دلپذیر
جا پڑے چپ ہوکے جب شہر خموشان مین نظیر

یہ غزل یہ ریختہ یہ شعر خوانی پھر کہان

روٹیون کی تعریف مین

جب آدمی کے پیٹ مین آتی ہین روٹیان
پھولی نہیں بدن مین سماتی ہین روٹیان
آنکھین پر یر خون سے لڑاتی ہین روٹیان
سینے اوپر بھی ہاتھ چلاتی ہین روٹیان
جتنے مزے ہین سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی سے جس کا ناک تلک پیٹ ہے بھرا
کرتا پھرے ہے کیا وہ اُچھل کود جا بجا
دیوار پھاند کر کوئی کوٹھا اُچھل گیا
ٹھٹھا ہنسی شراب صنم ساقی اُس سوا
سو سو طرح کی دھوم مچاتی ہین روٹیان

جسجا پہ ہانڈی چولھا توا اور تنور ہے
خالق کی قدرتون کا اُسی جا ظہور ہے
چوطھے کے آگے آنچ جو جلتی حضور ہے
جتنے ہین نور سب مین یہی خاص نور ہے
اِس نور کے سبب نظر آتی ہین روٹیان

آوے توے تنور کا جس جا زبان پہ نام
یا چکی چولھے کا جہان گلزار ہو تمام
واں سر جھکا کے کیجیے ڈنڈوت اور سلام
اسواسطے کہ خاص یہ روٹی کے ہین مقام
اسلیے اِنھین مکانون مین آتی ہین روٹیان

اِن روٹیون کے نور سے سب بن ہین بور بور
آٹا نہین ہے چھلنی سے چھن چھن گرے ہے نور
پڑا ہر ایک اُسکا ہے برنی و موتی چور
ہرگز کسی طرح نہ بجھے پیٹ کا تنور
اِس آگ کو مگر یہ بجھاتی ہین روٹیان

پوچھا کسی نے یہ کسی کامل فقیر سے
یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہین کاہے کے
وہ سُنکے بولا بابا خدا تجھکو خیر دے
ہم تو نہ چاند سمجھین نہ سورج ہین جانتے
بابا ہمین تو یہ نظر آتی ہین روٹیان

پھر پوچھا اُسنے کہیے یہ ہے دل کا نور کیا
اسکے شاہد ہین سے کھلتا ظہور کیا
وہ بولا اُسنکے تیر اگیا ہے شعور کیا
کشف القلوب اور یہ کشف القبور کیا
جتنے ہین کشف سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی جب آئی پیٹ مین سو قید کھل گئے
گلزار پھولے آنکھو نمین اور عیش تل گئے
دو تر نوالے پیٹ مین جب آکے ڈھل گئے
چودہ طبق کے جتنے تھے سب بھید کھل گئے
یہ کشف یہ کمال دکھاتی ہین روٹیان

روٹی نہ پیٹ مین ہو تو پھر کچھ جتن نہو
میلے کی سیر خواہش باغ و چمن نہ ہو
بھوکے غریب دل کی خدا سے لگن نہ ہو
سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہو
اللہ کی بھی یاد دلاتی ہین روٹیان

اب آگے جسکے مال پوے بھرکے تھال ہین
پورے بھگت اُنھین کہو صاحب کے لال ہین
اور جنکے آگے روغنی اور شیرمال ہین
عارف وہی ہین اور وہی صاحب کمال ہین
پکی پکائی اب جنھین آتی ہین روٹیان

کپڑے کسی کے لال ہین روٹی کے واسطے
لینے کسی کے بال ہین روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہین روٹی کے واسطے
سب کشف اور کمال ہین روٹی کیواسطے
جتنے ہین روپ سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی سے ناچے بیاوہ تو اعدد دکھا دکھا
اسوار ناچے گھوڑے کو کاوہ لگا لگا
گھنگرو کو باندھے پیک بھی پھرتا ہے ناچتا
اور اس سوا جو غور سے دیکھا تو جا بجا
سو سو طرح کے ناچ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی کے ناچ تو ہین سبھی خلق مین پڑے
کچھ بھانڈ بھگتیے نہین پھرتے ہین ناچتے

یہ رنڈیاں جو ناچے ہین گھونگھٹ کو منہ پہ لے
گھونگھٹ نہ جانو دوستو تم زینہار اُسے
اِس پردے مین یہ اپنے کماتی ہین روٹیاں

دنیا مین اب بدی نہ کہین اور نکوئی ہے
یا دشمنی دو دوستی یا تند خوئی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے
سب کوئی ہے اُسی کا کہ جس ہاتھ ڈوئی ہے
نوکر نفر غلام بناتی ہین روٹیاں

روٹی کا اب ازل سے ہمارا تو ہے خمیر
روکھی ہی روٹی حق مین ہماری ہے شہد و شیر
یا پتلی ہووے موٹی خمیری ہو یا پنیر
گیہون جوار باجرے کی جیسی ہو نظیر
ہمکو تو سب طرح کی خوش آتی ہین روٹیاں

تربوز کی تعریف مین

کیون نہو سبز مرد کے برابر تربوز
کرتا ہے خشک کلیجہ کے تئین تر تربوز
دلکی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تربوز
جسطرف دیکھیے بہتر سے ہی بہتر تربوز
اب تو بازار مین بکتے ہین سراسر تربوز

کتنے ہین کھاتے نزاکت سے تراش اسمین دھر
تا کہ سینہ ہو خنک سردی مین ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کے پیتے ہین کٹورے بھر بھر
کتنے بیجون کو پھینکتے ہین خوشی ہو ہو کر
کتنے کھاتے ہین کفایت سے منگا کر تربوز

میٹھے اور سرد ہین اتنے کہ زبان سے
ہو ٹھہ چپکے ہین جدا دانت ہین کر کر بجتے
شب کو دو چار منگا کر جو تراشے مین نے
کیا کہون مین کہ مٹھائی مین وہ کیسے نکلے
کوئی اولا کوئی مصری کوئی شکر تربوز

مجھسے کل یار نے منگوایا جو دے کر پیسا
اُسکے ٹانکے جو لگائے تو وہ کچا نکلا

دیکھ تیوری کو چڑھا ہو کے غضب طیش مین آ
کچھ نہ بن آیا تو پھر گھور کے یہ کہنے لگا
کیون بے لایا ہے اُٹھا کر یہ مرا سر تربوز

جب کہا مین نے میان یہ تو نہین ہے کچا
اور کچا ہے تو مین پیٹ مین پیٹھا تو نہ تھا
اسکے سُنتے ہی غضب ہو کے وہ لال انگارا
لاٹھی پاٹی جو نہ پائی تو پھر آخر جھنجھلا
کھینچ مارا مرے سینہ پہ اُٹھا کر تربوز

کیون میان ہمکو جو تم کرتے ہو ککڑی کھیرا
کوسنا ہر گھڑی ہر آن کا ہوتا ہے بُرا
تم کو تو پڑ گیا ملنے کا رقیبون سے مزا
جھوٹی قسمین یہ مرے سر کی جو کھاتے ہو بھلا
کیا مرے سر کو کیا تم نے مقرر تربوز

پیار سے جب ہے وہ تربوز کبھی منگواتا
چھلکا اُسکا مجھے ٹوپی کی طرح دے ہے پہنا
اور یہ کہتا ہے کہ پھینکا تو چکھاؤن گا مزا
کیا کہون یار مین اُس شوخ کے ڈر کا مارا
دو دو دن رکھے ہوے پھرتا ہون سر پر تربوز

ایک بیدرد ستمگر ہے وہ کافر خونخوار
قتل کرتا ہے عزیزونکے تئین لیل و نہار
کل مرا اُس کی گلی مین جو ہوا آ کے گذار
اسطرح سر کے شہیدون کا پڑا تھا انبار
جیسے بازار مین تربوز کے اوپر تربوز

تھی جنھین آگے ترے تندسے ہونٹون پہ نگاہ
آرزو ہی مین وہ سب مر کے ہوے خاک سیاہ
اُن شہیدونکی بھی کچھ تجھکو خبر ہے واللہ
بوسے لینے کی تمنا مین نہ خاک سیاہ
وہی حسرت زدہ اب نکلے ہین بنکر تربوز

رات اُس شوخ سے مین نے یہ پہیلی مین کہا
بھیگی بکری کسے کہتے ہین بتاؤ تو بھلا
اس پہیلی کے تئین سنکے بڑی سوچ مین آ
جب نہ سمجھا تو کہا ہار کے اب تو ہی بتا

سُنکے جب مین نے کہا ای مرے دلبر تربوز

اب تو اُس شوخ کا تربوز ہی لوٹے ہے مزا
وہ تو ٹھنڈا ہی ولے میرا جگر ہے ٹھنڈا
رونا کسطور نظیر اب نہ مجھے آوے بھلا
بھانک بیجون کی بھری ہے وہ جب گھونٹے لگا

تب لپٹ جاتا ہے کیا پیار سے ہنسکر تربوز

خمسہ بر غزل اصغر

وہ رنگ کہین لعل بدخشان مین آیا
تسلیم مین کہین وہ دُرِ غلطان مین آیا
یاقوت مین الماس مین مرجان مین آیا
جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا

بے رنگ بہر رنگ ہر اک شان مین آیا

بو ہوکے ہر اک پھول کی پتی مین بسا ہے
موتی مین ہوا آب ستارون مین ضیا ہے
تنہا نہ ہمارے ہی وہ شہرگ سے ملا ہے
نزدیک ہے وہ سب سے جہان اُس سے بھرا ہے

جب چشم کھلی دلکی تو پہچان مین آیا

کیا قمری دل سوختہ کیا بلبل نالان
کیا باغ چمن خیمہ کیا زیر خیابان
سب ملکے یہی بات پکارین ہین ہر اک آن
گل بھی وہی ہی سنبل وہی نرگس وہی ریحان

اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا

کیا ارض و سما حور و ملک دیو پری جن
کیا وحشی و طائر نہین اکدم کوئی اُس بن
ہر رات یہی بات یہی ذکر ہے ہر چین
اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

مذکور یہی آیت قرآن مین آیا

ماٹی سے کہین خاک کا پتلا وہ ہوا ہے
یا روح بن اُس خاک کے پتلے مین سمایا
آپ ہی تو بنایا ہی اور آپ ہی وہ بنا ہے
حرمت سے ملائک نے اُسے سجدہ کیا ہے

جسوقت کہ وہ صورت انسان مین آیا

آگر کہین دیتا ہے وہ سینے مین لگا آگ | اور حال کہین کرتا ہے لاشہ کے اوپر جاگ
جو اُسکے شناسان ہین یہی کہتے ہین بے لاگ | مطرب وہی آواز وہی ساز وہی راگ

ہر راگ مین بولا وہ ہر اک تان مین آیا

کیا چمپئی کیا پستئی کیا اخضر و احمر | کیا سوسنی کیا کشمکشی کیا ابیض و اصفر
اب مثل نظیر اس چمن دہر کے اندر | بے رنگ کے رنگون کو ذرا دیکھ اے اصغر

سو طرح کے عالم کے خیابان مین آیا

ولہ

در بیان شب برات

کیونکر کرے نہ اپنی نمودار شب برات | چلپک چپاتی حلوے سے ہے بھار شب برات
زندونکی ہے زبان کی مزیدار شب برات | مردونکی روح کی ہے مددگار شب برات

لگتی ہے سب کے دلکو غرض پیاری شب برات

شکر کا جنکے حلوا ہوا وہ تو پورے ہین | گڑ کا ہوا ہے جنکے وہ اُن سے ادھورے ہین
شکر نہ گڑ کا جنکے وہ پرکٹ لنڈورے ہین | اور روکے میٹھے حلوے چپاتی کو گھورے ہین

اُنکی نہ آدھی پاؤ نہ کچھ ساری شب برات

دنیا کی دولتون مین جو زردار ہین بڑے | قند و نکے حلوے روغنی نانین ہین کڑے
ہر پونچانے خوان پھرتے ہین نوکر کئی پڑے | زندے بھی راہ تکتے ہین مردے بھی ہین کھڑے

اِن خوبیونکی رکھتی ہے طیاری شب برات

ٹھلیان چپاتی حلوے کی توسب مین چل ہے | ادنا غریب کے تئین یہ بھی محال ہے

کالے سے گڑ کی پٹی کڑھی کی مثال ہے | پانی کی ہانڈی گیہوں کی روٹی بھی لال ہے
کرتی ہے ایسی دیکھیا سپنہاری شب برات

اور معشوقکی ہے یہ تمنا کی فاتحہ | دریا پہ جا کے دیتے ہین بابا کی فاتحہ
بھٹیارنی کی تو ریہ نانا کی فاتحہ | حلوائی کی دکان پہ دادا کی فاتحہ
یان تک تو اُنپہ لاتی ہے ناچاری شب برات

وارث ہین جنکے جیتے وہ مُردے بھی آن کر | حلوے چپاتی خوب ہی چکھتے ہین پیٹ بھر
جنکا کوئی نہین ہے وہ پھرتے ہین دربدر | اور رونکے لگتے پھرتے ہین کونون گھر گھر
اُنکی ہے کھاری تون سے بھی کھاری شب برات

مُجرد ہے فاتحہ گھر گھر مین جاتے ہین | حلوا کہین کہین وہ چپاتی اُڑاتے ہین
مفلس جو کچھ پکاوے تو نکڑ کو کھاتے ہین | شکر کا حلوا سنتے ہی بس دوڑے جاتے ہین
کہتے ہوے یہ دل مین اہا ہا ری شب برات

بھوڑے ہے لٹو تو نبڑے ہر دم بنا کے جو | حاکم کا پیادہ کہتا ہے یون اُس سے تلخ ہو
کپڑے بدن بچا کے جو چاہو سو چھوڑو | جھپ جاؤ گے تو لاوے گی صبح کو
تم سے چبوترے مین گنہگاری شب برات

پھرتے ہین عشق باز جو لڑکے کی گھات مین | ٹونٹا ہی دے کے دیتے ہین لڑکے کے ہاتھ مین
مہتابیان اُنکے چھوڑے ہین لڑکے جو رات مین | کیا زرکیان سی چھوڑے ہین سنس کے ہات مین
کرتی ہے کام اُنکے سے یون جاری شب برات

بھرے جو بہار حسن کے ہین پاکباز یار | گلکاری چھوڑے ہین جہان محبوب گلعذار
کہتے ہین اُنکو دیکھ کے آنکھون مین کر کے پیار | کیا چاہیے ہے میان تمھین ہت پھول اور انار

تم پر تو آپ ہوتی ہے اب داری شب برات

گھنچکر اپنے دم مین کہین چرخ کھاتے ہین ۔ ٹوٹے ہوائی سنگ کہین اڑ اڑ کے آتے ہین
زیبے زیبٹ پٹاخے کہین غل مچاتے ہین ۔ لڑکون کے باندھ غول کہین لڑنے جاتے ہین

کرتے ہین پھر تو ایسی دھوان دھاری شب برات

آکر کسی کے سر پہ چھچھوندر لگی کڑی ۔ اوپر سے اور ہوائی کی آکر پڑی چھڑی
ہو گی گلے کا ہار پٹاخے کی ہر لڑی ۔ پانون سے لپٹے شور مچا کر قلم تڑی

کرتی ہے پھر تو ایسی ستمگاری شب برات

چہرہ کسی کا جلگیا آنکھین بھلس گئین ۔ چھاتی کسی کی جل گئی باہین جھلس گئین
ٹانگین بچین کسی کی تو رانین جھلس گئین ۔ مونچھین کسی کی پھک گئین پانین جھلس گئین

رکھے کسی کی داڑھی پہ چنگاری شب برات

کوئی دوستون کو دل مین سمجھتا ہی اپنے غیر ۔ کوئی دشمنون سے دل کا نکالے ہے اپنے بیر
کہتا ہی وان نظیر بھی آتش کی دیکھ سیر ۔ یارب تو سبکی کیجیے برسا برس کی خیر

بے طرح کر رہی ہے نمود اری شب برات

بیان خواب دیکھنے مین

یارو ذرا سنو یہ عجب سیر ہے بڑی ۔ صحن چمن مین ابر کی آکر لگی جھڑی
پیکر شراب عیش کی ہر دم کڑی کڑی ۔ کل بے خبر جو رات کو سویا مین جس گھڑی

اُس خواب مین مجھے اک عمارت نظر پڑی

آئی نظر جو مجھکو وہ نادر محل سرا ۔ دل مین پری کے باغ کا مجھکو یقین ہوا
جب اُس مکان کے پاس مین دوڑتا ہوا گیا ۔ دیکھون تو اُسکا ہے در دولت سرا کھلا

آیا جو دل مین دیکھیے چل کر کوئی گھڑی

پہونچا مین جبکہ اُس چمن زرفشان مین — جھمکے مکان جو اُسکے مرے آن آن مین
عالم سنہرے پردونمین اور سائبان مین — کیا دیکھتا ہون جاکے مین ہر اک مکان مین

سونیکی کان ہے کہ یہی پھرتی ہے پڑی

گلشن کہین ہے شیشہ صراحی کہین ہے جام — فرش طلا کہین کہین یکسر جڑت کا کام
تھی نقرئی زمین تو سنہرے تمام بام — طاق ورواق اُسکے چمکتے تھے یون مدام

گویا کہ اینٹ اینٹ جواہر کی ہے جڑی

دیکھی جو مین نے ہاے یہ کافر کی مہ لقا — اوپر نظر گئی جو مری سر سے تا بپا
صورت وہ قہر چاند سا ٹکڑا وہ بے بہا — اور حسن کا بیان تو ہوتا نہین ذرا

نقشہ وہ جسکے پانؤن پہ لوٹے پری پڑی

خونریز ابرو جان کی قاتل ہر اک نگاہ — مژگان وہ برچھیون کو لیے تل رہی سیاہ
مہندی سے انگلیون کے کیے خون بے گناہ — آنکھون مین کھینچ رہا تھا وہ کاجل غضب سیاہ

پڑ جائے جس سے دل مین فرشتونکے ہر بڑی

زلفین وہ مشک ناب سی چہرہ وہ چاند سا — جگنو رہا گلے مین ستارہ سا جگمگا
گنے کا وصف یا کہ بدن کی کہون صفا — جاتا تھا سُرخ جوڑے مین تن یون چمک رہا

گویا شفق مین آن کے بجلی چمک پڑی

رکھے تھی اُسگھڑی تو یہ عالم وہ مرتبین — شاید کہ اسطرح کی نہو گی پری کہین
جسدن سے آنکر مری آنکھون نے وان جو ہین — دیکھی جو اُس بہار کی کافر وہ نازنین

دل لوٹ پوٹ ہو گیا جان غش مین جا پڑی

کیا کیا کہون مین شوخ کے عالم بناؤ کا — تصویر بن رہی تھی لگا سر سے تا بپا
اُسدم بندھی تھی اُسکی غضب آن کر ہوا — کافر کھڑی ہوئی تھی عجب ڈھب سے بن بنا
اِک ہاتھ مین تھا آئینہ اک ہاتھ مین چھڑی

دیکھی جو مینے وان یہ طلسمات کی ہوا — عالم جواہرات کا ہر جا جھمک رہا
اُسکے جھمک جھمک کی بہارین کہون مین کیا — چمکا جو وہ مکان مری آنکھون مین نور سا
حیرت سے عقل آن کے چکر مین جا پڑی

ایسا مکان تو مینے نہ دیکھا تھا نے سُنا — دیوانہ ہو مین چار و نطرف دیکھنے لگا
چاہا کہ دیکھون کوٹھے کے اوپر نظر اُٹھا — اتنے مین اِک طرف سے جو پردہ سا اُٹھ گیا
بجلی سی کچھ چمک گئی آنکھون مین اُسگھڑی

آکر کھڑی ہوئی تھی جو وان ناگہان وہ شوخ — لیتی تھی ہر نگاہ مین عاشق کی جان وہ شوخ
کچھ چلبلی نگاہ تھی کچھ انکھڑیان وہ شوخ — کرتی تھی سیر چار ون طرف کی جوان وہ شوخ
اتنے مین پھرتی اُسکی نظر مجھپہ آپڑی

اُسکی نگہ کے آنے کا مین کیا کرون بیان — بجلی تھی یا کہ تیر تھی گولی تھی یا سنان
میری طرف کو دوڑ کر آتے ہی ناگہان — میری نظر بھی دوڑ کے اُسکی نظر سے وان
ایسی لڑی کہ خوب لڑی خوب ہی لڑی

پارے نظر کے لڑتے ہی کچھ کم ہوا حجاب — اُلفت کی آکے دونون طرف سے کھنچی طناب
اتنے مین دیکھ دیکھ کے وہ رشک ماہتاب — اکبار کھلکھلا کے ہنسی اور اُٹھ شتاب
کافر وہ میرے پاس ہی آکر ہوئی کھڑی

کہنے لگی کہ تو نے بلایا ہے کیون مجھے — وے خواب کو دعا کہ نہ پاتا تو ون مجھے

چاہت مین اپنی ڈوبا ہوا دیکھا جون مجھے ہنسکر لپٹ گلے سے لگی کہنے یون مجھے
آ اس محل مین چل کے کرین عیش گھڑی

اُس گلبدن سے جبکہ ملی مجھکو آکے داد مارے خوشی کے کچھ نہ رہی تن بدن کی یاد
کیونکر بھلا نہ عیش و طرب دل کو ہو زیاد میری تو اُس پری سے یہی عین تھی مراد
سُنتے ہی دل کی کھلگئی ہر ایک پھلجھڑی

پالا پڑا جو مجکو اُس آبِ حیات سے جان آگئی بدن مین مرے اُسکی بات سے
آخر کو لے چڑھی مجھے کوٹھے پہ گھات سے دو چار جام مجھکو پلا اپنے ہات سے
سو ناز سے پلنگ پہ مرے پاس آپڑی

آنیسے اُسکے کھلگیا دلکا مرے چمن عیش و طرب کے ابکی پڑنے لگی پھبن
نازک کمر وہ صاف شکم اور وہ نرم تن گل سا ملا وہ مجھکو نیا گدگدا بدن
رگ رگ مین میری چھوٹ گئی عشرت کی پھلجھڑی

لے کر بغل مین اُسکو لگایا جو ہین گلا سو عشرتون کے دل پہ مرے کھل گئے دریچے
حاضر ہوے جب آن کے سب عیش اور مزے سینہ سے سینہ ملگیا اور لب سے لب ملے
لٹنے لگی بہار مزونکی دھڑی دھڑی

ایدھر تو جوش حسن ادھر حسن اور جنون ناز و ادا کی ہونے لگی آکے دمبدم
اُن عشرتون مین آہ نصیبونکو کیا کہون چاہا مین اُس پری سے جو کچھ اور کچھ کہون
اتنے مین ہاے یار مری آنکھ کھل پڑی

یہ حادثہ جو مجھپہ پڑا آکے یک بیک آنکھون سے میری اشک گھڑی آنسو پر ٹپک
نیند اُڑ گئی قرار گیا جل گئی پلک جاگا کیا نظیر مین پھر آہ صبح تک

کیا لگتی آنکھ وہ کہ جو اُس شوخ سے لڑی

در بیان انعام ہاے خداے زمین و آسمان عز اسمہٗ

ای دل کہین تو جا کے نہ اپنی زبان ہلائے
اور در پہ اپنے دل کا کسیکو تو مت سنائے
مانگ اُس سے جسکے ہاتھ سے تو پیٹ بھر کے کھائے
مشہور یہ مثل ہے کہون کیا مین تجھسے ہائے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

قادر قدیر خالق و حاکم حکیم ہے
مالک ملیک حیّ و تو انا قدیم ہے
دونون جہان مین ذات اُسی کی کریم ہے
یعنے اُسی کا نام غفور رحیم ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

ستار ذوالجلال خداوند کردگار
رزاق کارساز مددگار دوستدار
انسان دیو جن و پری فیل و مور و مار
جاری اُسی کے ہاتھ سے ہین سب کے کاروبار

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

کہنے کے تئین اگرچہ وہ اب بے نیاز ہے
پر سب نیازمندون کا سچی ناز ہے
جتنے ہین بندے سب کا وہ بندہ نواز ہے
جتنی ہے خلق سب کا وہی کارساز ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اہل جہان ہین جتنے تو ان سب کا چھوڑ ہاتھ
نے پاتون پڑ کسی کے تو ایدل نہ جوڑ ہاتھ

اور در پہ اپنے دل کا کسیکو تو مت سنائے
مشہور یہ مثل ہے کہون کیا مین تجھسے ہائے

دو ہاتھ والے جتنے ہین ان سب سے موڑ ہاتھ — اُس سے ہی مانگ جسکے ہین اب سو کروڑ ہاتھ

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اُسکے سوا کسی کے کئے گر تو جائے گا — اس آبرو کو اپنی تو ناحق گنوائے گا
شرمندہ ہو کے یونہین تو خالی پھر آئیگا — بن حکم اُسکے یار تو اِک جو نہ پائے گا

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زر سیم و لعل دُر کو تو ہاری اُسی سے مانگ — صندوق مال و دھن کے پٹاری اُسی سے مانگ
بیٹا بھی مانگتا ہے تو جا رے اُسی سے مانگ — کوڑی بھی مانگنی ہے تو پیاری اُسی سے مانگ

غیر از خدا کے کسمین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسیکا وہی دے وہی دلائے

گر وہ دلایا چاہے تو دشمن بھی لا دلائے — اور جو نہ دے تو دوست بھی پھر اپنا مُنہ چھپائے
بن حکم اُسکے روٹی کا ٹکڑا نہ ہاتھ آئے — گر جل و پانی مانگو تو ہرگز نہ کوئی پلائے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار جسکو سمجھا ہے تو سیٹھ ساہوکار — یہ سب اسی سے مانگین ہین دولت بیشمار
ہرگز کسی کے سامنے مت ہاتھ کو پسار — پوری ترے اُسی کے دیے سے پڑیگی یار

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار مالدار کے مت پھر تو آس پاس
محتاج ہو کے آپ وہ بیٹھا ہو جی اُداس
ماں باپ یار دوست جگر سب سے ہو ہراس
ہر دم اُسی کریم کی رکھ اپنے دل مین آس

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

عمدہ ہین جتنے خلق مین کیا شاہ کیا وزیر
اللہ ہی ہے غنی میان ہین اور سب فقیر
کیا گنج و ملک و مال و مکان تاج کیا سریر
جو مانگتا ہے اُس سے ہی مانگو میان نظیر

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

در بیان مکائد اہل دنیا

کیا کیا فریب کہیے دنیا کی فطرتون کا
مکر و دغا و دزدی ہے کام اکثرونکا
جب دوست ملکے لوٹین اسباب مشفقونکا
پھر کس زبان سے شکوہ اب کیجے دوستونکا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

گردن کو ہے اُچکا تو چور رات مین ہے
اُٹھ لگت کی کچھ پوچھو ہر بات مین ہے
اُسکی بغل مین پستی تیغ اُسکے ہات مین ہے
وہ اُسکی فکر مین ہے یہ اُسکی گھات مین ہے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

عیار اور چھپو رانت اپنے کار مین ہے
اور صبح خیز یا بھی اپنی بہار مین ہے
قزاق جس مکان پر فکر سوار مین ہے
پیادہ غریب اُسجا پھر کس شمار مین ہے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

اس راہ مین جو آیا اسوار کہکے گھوڑا — ٹھگ سے بچا تو آگے قزاق نے نہ چھوڑا
سو یا سرا مین جاکے تو چور نے جھنجھوڑا — تیغار ہا نہ بھالا گھوڑا رہا نہ کوڑا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

نادان کو پلا کر اک بھنگ کا پیالہ — کپڑے بغل مین مارے اور لے لیا دوشالہ
دانا ملا تو اُسمین گھولا دھتورہ کالا — ہوتے ہی غافل اُسکو پھانسی مین کھینچ ڈالا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

پیسے روپے اشرفی یا سیم وزر کا تیرا — پھر جیت گھر مین لاوے ہو کون سیا چترا
سیانہ بھی چوک کھاوے یہ فن ہے وہ دھنتر — کترے ہے جیب چڑھکر ہاتھی یہ جیب کترا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

چڑیا نے دیکھ غافل کپڑا اُدھر گھسیٹا — کتوے نے وقت پاکر چڑیا کا پر گھسیٹا
چیلون نے مار نیچے کتوے کا سر گھسیٹا — جو سکے ہاتھ آیا اُسنے ہی دھر گھسیٹا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

صیاد چاہتا ہے ہو صید کا گذارا — اور صید چاہے دانہ کھاکر کرے کنارا

قابو چڑھا تو اُس کا دانہ وہ کھا سدھارا | اور کچھ بھی جال چوکا تو وہین جال مارا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

نکلا ہے شیر گھر سے گیدڑ کا گوشت کھانے | گیدڑ کی دھن لگا وے خود شیر کو ٹھکانے
کیا کیا کرے ہین باہم مکر و دغا بہانے | یان وہ بچا نظیر اک جسکو رکھا خدا نے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

خمسہ بر غزل قدرت

آہ یہ کس شعلہ رو سے طبع اب یوس ہے | جو سپند آسا جگر اس آگ کا مانوس ہے
اور تپ غم کی طپش چہرے او مجسوس ہے | کسکی نیرنگی یہ برق شعلۂ فانوس ہے

جو شرر اُس سے اُٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے

بزم مین تیری صنم جسدم بچشم تر گئے | مر گئے پھر جی اُٹھے تڑپا کئے دُکھ بھر گئے
دیکھ تیرے عشق مین کیا کیا ہوا اے گھر گئے | صبر اور تسکین یان سے کوچ کر کر گئے

اب وداع ننگ ہے اور رخصتِ ناموس ہے

ہمنشین احوال اپنا کوئی کیا تجھسے کہے | آدمیت سے گئے سودا ہوا رسوا ہوئے
خود بخود یہ دل مین بیخود اب خیال اُٹھنے لگے | کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے

کیا ہی مُلک روم ہے اور سرزمین روس ہے

جائیے جب وان تو کس عشرت سے کیجے زندگی | مثل گل کے نزہت و فرحت سے کیجے زندگی
گر مسیر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی | سب طرح سے راحت و حشمت سے کیجے زندگی

اِس طرف آواز طبل اور دھر صدا سے کوس ہے

یہ خیال خام اپنے دل مین باندھے تھے پڑے — کُھل رہے تھے عیش و عشرت کے طبیعت پر ورے
جب زبان و دل سے باہم یہ سخن ہونے لگے — سُنتے ہی عبرت پکار نی اک تماشا مین تجھے

چل دکھاؤن تو جو حرص و آز کا مجوس ہے

مین جو جانا ہے چلیگی یہ گلستان کی طرف — یا کنار آب یا خرم بیابان کی طرف
نہ وہ صحرا لیگئی نے باغ و بستان کی طرف — لیگئی اکبار گی گور غریبان کی طرف

جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مین جو وان پہونچا تو اُسجا ڈھیر دیکھے خاک کے — کوئی بے سایہ کہین سایہ کسی پر کیا کرے
اتنے مین عبرت پکڑ کر ہاتھ میرا خون سے — مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے

یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت اقلیم دیتی تھی خراج — یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت افلاک سے آکر التماس
یہ وہ ہے جسکا فرشتہ کو نہ ملتا تھا مزاج — پوچھو تو انسے کہ مال و حشمت دنیا ہے آج

کچھ بھی اِنکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

کر دیا ہے عشق کے غم نے تو بے طاقت تجھے — اِس مرض کی بے طرح لپٹی ہے اب آفت تجھے
بس یہ کہتا ہے نظیر اب نکتہ حکمت تجھے — گر نہ بخشے شافع محشر شفا قدرت تجھے

عارضے سے تیرے تو حیران جالینوس ہے

ولہ

شہر آشوب

جو اب تو کچھ سخن کا مرے کاروبار بند — رہتی ہے طبع سوچ مین لیل و نہار بند

ہو کسطرح نہ منہ مین زبان بار بار بند
دریا سخن کی فکر کا ہے منجدھار بند
جب آگرے کی خلق کا ہو روزگار بند

کوٹھے کی چھت نہین ہے یہ چھاتی ہے مفلسی
بے روزگاری نے یہ دکھائی ہے مفلسی
ہر گھر مین اسطرح سے پھر آئی ہے مفلسی
دیوار و در کے بیچ سمائی ہے مفلسی
پانی کا ٹوٹ جاوے ہے جون ایکبار بند

ماچار قرض دام سے چھپر لیے ہین ڈال
کڑیان جو سال کی تھین سو بکگئے سال
اُس کھپرے پھونس سے ہے یہ اُن چھپرون کا حال
پھونس اور ٹھپرے اُسکے ہین جون کھپر و پال
گویا کہ اُنکے بھول گئے ہین چمار بند

اور بے زری مین گھر کا نہ باہر کا بندوبست
دنیا مین اب قدیم سے ہے زر کا بندوبست
مفلس جو مفلسی مین کرے گھر کا بندوبست
آقا کا انتظام نہ نوکر کا بندوبست
مکڑی کے تار کا ہے وہ ناستوار بند

خطرہ نہ چور کا نہ اُچکے کا ڈر رہا
کپڑا نہ گٹھری بیچ نہ تھیلی مین زر رہا
کھٹکا رہا گئے کا نہ مطلق اثر رہا
رہنے کو بن کواڑ کا پھوٹا کھنڈر رہا
آنے سے بھی جو ہو گئے چور و چکار بند

اب آگرے مین جتنے ہین سب لوگ ہین تباہ
اتنا نظر کسی کا نہین ایک دم نباہ
مانگو عزیز وا ایسے بُرے وقت سے پناہ
وہ لوگ ایک کوڑی کے محتاج اب ہین آہ
کسب و ہنر کے یاد ہین جنکو ہزار بند

بیٹھے ہین یون دوکانون پہ پٹی دوکاندار
صراف بنیے جوہری اور سیٹھ ساہوکار
دیتے تھے سب کو نقد سو کھاتے ہین اب ادھار
بازار مین پڑے ہین پڑی خاک بیشمار

جیسے کہ چور بیٹھے ہون قیدی قطار بند

سوداگرون کو سود نہ بیوپاری کو فلاح
بزاز کو ہے نفع نہ پنساری کو فلاح
دلال کو ہے یافت نہ بازاری کو فلاح
دکھیا کو فائدہ نہ پسناری کو فلاح

یان تک ہوا ہے آن کے لوگونکا کار بند

مارے ہین ہاتھ ہاتھ پہ سب یان کے دستکار
اور جتنے پیشہ دار ہین روتے ہین زار زار
کوٹے ہی تن لوہار تو پیٹے ہے سر سنار
کچھ ایک دو کے کام کا رونا نہین ہے یار

چھتیس پیشہ والونکے ہین کاروبار بند

زر کے بھی جتنے کام تھے وہ سب بند ہو گئے
اور ریشمی قوام بھی یکسر چھٹک گئے
زردار اٹھگئے ہین تو بنیے سرک گئے
چلنے سے کام تار کشونکے بھی تھک گئے

کیا ہال پتلے کھینچے جو ہووے تار بند

بیٹھے بسا طی راہ مین تنکے ہی چنتے ہین
جلتے ہین نان بائی تو بھٹبھونجے بھنتے ہین
دھینے بھی ہاتھ ملتے ہین اور سر کو دھنتے ہین
روتے ہین وہ جو مشروع دوائی بنتے ہین

اور وہ تو مر گئے جو بنے تھے ازار بند

گر کاغذی کے حال کے کاغذ کو دیکھیے
مطلق اُسے خبر نہین کاغذ کے بھاؤ سے
ردی قلم دوکان مین نہ ٹکڑے ہین ٹاٹ کے
یان تک کہ اپنی چٹھی کے لکھنے کے واسطے

کاغذ کا مانگتا ہے ہر اک سے اُدھار بند

لوٹے ہین گرد پیش جو قزاق راہ مار
بیوپاری آتے جاتے نہین ڈرسے زنہار
کوتوال روئین خاک اُڑاتے ہین چوکیدار
ملاحونکا بھی کام نہین چلتا میرے یار

ناؤین ہین گھاٹ گھاٹ کی سب وار پار بند

ہر دم کمان گرونکے اوپر پیچ و تاب ہین — صحاف اپنے حال مین غم کی کتاب ہین
مرتے شبیہہ ساز مصور کباب ہین — نقاش ان سبھون سے زیادہ خراب ہین
رنگ و قلم کے ہوگئے نقش و نگار بند

حجام پر بھی یان تئین ہے مفلسی کا زور — پیسا کہان جو سان پہ ہو استرہ نکاشور
کانپے ہے سر بھگوتے ہوئے اسکی پور پور — کیا بات ایک بال کٹے یا تراشے کور
یان تک ہے اُسترے و نہرنی کی دھار بند

لذت ہے جنکو حسن کے نقش و نگار سے — محبوب ہین جو غنچہ دہن گلعذار سے
آوین اگر وہ لاکھ طرح کی بہار سے — کوئی نہ دیکھے انکو نظر بھر کے پیار سے
ایسے دلون کے ہوگئے آپس مین کار بند

کوئی پکارتا ہے پڑا بھیج یا خدا — اب تو ہمارا کام تمکا بھیج یا خدا
کوئی کہے ہے ہاتھ اُٹھا بھیج یا خدا — لے جان اب ہماری تو یا بھیج یا خدا
کیون روزی یوہین کی مرے پروردگار بند

محنت سے ہاتھ پانون کے کوڑی نہ ہاتھ آئے — بیکار کب تلک کوئی قرض و اُدھار کھائے
دیکھون جسے وہ کرتا ہے رو رو کے ہائے ہائے — آتا ہے ایسے حال پہ رونا ہمین تو ہائے
دشمن کا بھی خدا نکرے کاروبار بند

آمد نہ خادمونکے تئین مقبرون کے بیچ — باہمن بھی سر پٹکتے ہین سب مندرونکے بیچ
عاجز ہین پڑھنے والے بھی سب مدرسونکے بیچ — حیران ہین پیرزادی بھی اپنے گھرونکے بیچ
نذر و نیاز ہوگئی سب ایک بار بند

اس شہر کے فقیر بھکاری جو ہین تباہ — جس گھر پہ جا سوال وہ کرتے ہین خواہ مخواہ

بھوکے ہین کچھ بھجائیو یا باخدا کی راہ | وان سے صدا یہ آتی ہے پھر مانگو جب تو آہ
کرتے ہین ہونٹ اپنے وہ ہو تر مسار بند

کیا چھوٹے کام والے وہ کیا پیشہ و تجیب | روز یکے آج ہاتھ سے عاجز ہین سب غریب
ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے جب آشام عنقریب | اُٹھتے ہین سب دوکان سے کہکر کے یا نصیب
قسمت ہماری ہو گئی بے اختیار بند

قسمت سے چار پیسے جنھین ہاتھ آتے ہین | البتہ روکھی سوکھی وہ روٹی پکاتے ہین
جو خالی آتے ہین وہ قرض لیتے جاتے ہین | یون بھی نہ پایا کچھ تو فقط غم کو کھاتے ہین
سوتے ہین کر کواڑ کو اک آہ مار بند

کیونکر بھلا نہ مانگیے اسوقت سے پناہ | محتاج ہو جو پھرنے لگی در بدر سپاہ
یان تک امیرزادے سپاہی ہوے تباہ | جنکی جلو مین چلتے تھے ہاتھی گھوڑے آہ
وہ دوڑتے ہین اور کی پکڑے شکار بند

ہے جن سپاہیون کے بندوق اور سنان | کر دیگا اِسکے نام پہ چلکا ہے نشان
بندیکے بند نار تو پیتل کے ہین کمان | ناچار اپنی روزی کا باعث سمجھکے ہان
رسّی کے اُنمین باندھے ہین پیادے سوار بند

جو گھوڑا اپنا بیچ کے زین کو گر وہ کھین | یا تیغ اور سپر کو لیے چوک مین پھرین
ٹپکا جو بکتا آوے تو کیا خاک دے کے لین | وہ پیش قبض تک کی پڑی روٹی کھا گئے
پھر اُسکا کون مول لے وہ بیچنے وار بند

جتنے سپاہی یان تھے نہ جانے کدھر گئے | دکھن کے تئین نکل گئے یا پیشتر گئے
ہتھیار بیچ ہو کے گدا گھر بہ گھر گئے | جب گھوڑے بھالے والے بھی یون بند کر گئے

پھر کون پوچھے اُنکو جواب ہے کٹار بند

پھرتے ہین نوکری کو جو بنکر رسالدار
گھوڑونکی ہے لگام نہ اونٹونکی ہے مُہار
کپڑا نہ لتا مال نہ پرتل نہ بوجھ بھار
یون ہر مکا نمین آکے اُترتے ہین سوگوار

جنگل مین جیسے دیتے ہین لاکر اُتار بند

ایسا سپاہ مرد کا دشمن زمانہ ہے
روٹی سوار کو ہے نہ گھوڑے کو دانہ ہے
تنخواہ نے طلب ہے نہ پینا نہ کھانا ہے
پیادے دوالی بند کا پھر کیا ٹھکانا ہے

در در خراب پھرینگے جب نقار بند

جتنے ہین آج آگرے مین کارخانجات
سب پر پڑی ہے آن کے روزی کی مشکلات
کس کس کے دُکھ کی روئیے اور کسکی کہیے بات
روزیکے اب درخت کا ملتا نہین ہے پات

ایسی ہوا کچھ آکے ہوئی ایک بار بند

ہے کونسا وہ دل جسے فرسودگی نہین
وہ گھر نہین کہ روزی کی نابودگی نہین
ہرگز کسی کے حال مین بہبودگی نہین
اب آگرے مین نام کو آسودگی نہین

کوڑیکی آکے ایسی ہوئی رہ گذار بند

ہین باغ جتنے یان کے سوایسے پڑے ہین خوار
کانٹے کا نام اُنمین نہین پھول درکنار
سوکھے ہوے کھڑے ہین درختان میوہ دار
کیاری مین خاک دھول روش پر اُڑے غبار

ایسی خزان کے ہاتھون ہوئی ہے بہار بند

دیکھے کوئی چمن تو پڑا ہے اُجاڑ سا
غنچہ نہ پھل نہ پھول نہ سبزہ ہرا بھرا
آواز قمریون کی نہ بلبل کی ہے صدا
نے حوض مین ہے آب نہ پانی ہے نہر کا

چادر پڑی ہے خشک تو ہے آبشار بند

بے وارثی سے آگرہ ایسا ہوا تباہ
ٹوٹی حویلیان ہین تو ٹوٹی شہر پناہ
ہوتا ہے باغبان سے ہر اک باغ کا نباہ
وہ باغ کسطرح نہ لٹے اور اُجڑے آہ
جسکا نہ باغبان ہو نہ مالک نہ خاربند

کیون یار واس مکانمین یہ کیسی چلی ہوا
مفلسی سے ہوش کسی کا نہین بجا
جو ہے سواس ہوامین ہے دیوانہ اور بہا
سودا ہوا مزاج زمانہ کو یا خدا
تو ہے حکیم کھولدے اب اسکے چاربند

ہو میری حق سے اب یہ دعا شام اور سحر
کر آگرے کی خلق پہ اب مہر کی نظر
سب کھاوین پیوین یاد رکھین اپنے اپنے گھر
اس ٹوٹے شہر پہ بھی الٰہی تو فضل کر
کھلجاوین ایک بار تو سب کاروبار بند

عاشق کہو اسیر کہو آگرے کا ہے
مُلّا کہو دبیر کہو آگرے کا ہے
مفلس کہو فقیر کہو آگرے کا ہے
شاعر کہو نظیر کہو آگرے کا ہے
اسواسطے یہ اُسنے لکھے پانچ چاربند

شہر اکبر آباد کی تعریف مین

شہر مکان مین اب جو ملا ہے مجھے مکان
کیونکر نہ اپنے شہر کی خوبی کروں بیان
دیکھی ہین آگرے مین بہت ہمنے خوبیان
ہر وقت اسمین شاد رہے ہین جہان تہان
رکھیو الٰہی اُسکو تو آباد جاودان

ہر صبح اِسکی رکھتی ہے وہ نورگستری
شرمندہ جسکو دیکھ کے ہو عارض پری
ہر شام بھی وہ مشک ملاحت سے ہے بھری
لیلی کی جد کر نہ سکے جسکی ہمسری
دن روئے مہر طلعت و شب زلف مہوشان

باغات پُر بہار عمارات پرنگار
بازار وہ کہ جسپہ چمن دل سے ہو نثار

محبوب دلفریب گل اندام وگلعذار
گلبُن کہین ہین آپ کو گلزار پُر بہار

کوچے کہین ہین اپنے تئین صحن گلستان

آب و ہوائے لُطف کو کیا کیا اب کہیے
دیکھو جدھر اُدھر گل عشرت ہین کھل رہے

اِدھر کو قہقہے ہین تو اُدھر کو چہچہے
اشجار باغ و شہر وہ سرسبز لہلہے

سبزون کو جنکے دیکھکے حیران ہو آسمان

ہر فصل مین وہ ہوتے ہین پاکیزہ میوہ جات
دیکھے تو پھر نبات سے کچھ بن نہ آوے بات

شہد اُنپہ آٹھ پہر لگائے رہے ہے گھات
قند و شکر بھی دل سے فدا ہو مین ان پر رات

رہتے ہین بیٹھ سنکے وصف مین ہر دم شکر فشان

بحر چمن کو دیکھو تو جیسے چمن کی نہر
لاکھون بہارین رکھتی ہے ایک ایک جسکی لہر

کوئی نہاوے اور کوئی مُنہ دھووے شاد ہو
اُسپر ہجوم رکھتے ہین یون ساکنان شہر

شمشاد سرو ہوتے ہین جون نہر پر عیان

گریان کے پیرنے کا کروں وصف مین رقم
تو بحر صفحہ بیچ لگے پیرنے قلم

پیرے ہین اِس روش کی بہارون سے جو بہم
سو سو چمن بھرے ہوے شبنم کے دمبدم

جاتے ہین پر نظر وہین دریا کے درمیان

اہل شنا جو کرتے ہین سو سو طرح شنا
لہرین نشاط و عیش کی اُٹھتی ہین دلمین آ

ملتا نہین کنار کچھ عشرت کے بحر کا
ساحل پہ جوش خلق سے ملتی نہین ہے جا

ہوتا ہے وہ ہجوم بھی اِک بحر بیکران

یارو عجب طرح کا یہ دلچسپ ہے مقام
ہوتے ہین ایسے کتنے ہی خوبی کے ازدہام

ہر طور دل رہے ہے خوش اور طبع شاد و کام
میری نظیر دل سے یہی ہے دعا مدام
ہنستا رہے یہ شہر بصد امن اور امان

کنکوّے اور پتنگ کی تعریف مین

یان جن دنون مین ہوتا ہے آنا پتنگ کا
ٹھہرے ہے ہر مکان مین بنانا پتنگ کا
ہوتا ہے کثرتون سے منگانا پتنگ کا
کرتا ہے شاد دل کو اڑانا پتنگ کا
کیا کیا کہون مین شور مچانا پتنگ کا

اڑنا دو باز کا ہے وہ شوخی کی دستگاہ
دیکھے تو باز جرے کو ہو اسکی دل سے چاہ
شکرے کی باز آوے نہ اُسجا کبھی نگاہ
بحری کے بھی دیکھ یہ کتے ہین واہ واہ
ایسا ہے ناز و حسن دکھانا پتنگ کا

ہر لحظہ اس بہار سے اڑتا ہے للرا
بلبل سمجھ کے گل جسے ہو جاوے مبتلا
گھائل کے اڑنیکی بھی صفت اب کہون مین کیا
گھائل جو عشق کے ہین یہ کہتے ہین برملا
ہے دلمین خوب شوق بڑھانا پتنگ کا

اڑنا لنگوٹیے کا ہے ایسا کچھ ارجمند
گوشے سے جسکو دیکھتے آوے لنگوٹ بند
اور چاند تاریکی بھی چمک چاند سے دوچند
اڑنا پہاڑیے کا بھی ہے اسقدر بلند
اُکھڑے تو پھر فلک پہ ہو یا نا پتنگ کا

تکلے کے اڑنے مین بھی وہ خوبی ہے آشکار
مچھلی نگہ کی دیکھ کے ہو جسکو بیقرار
پتے کے مول کا بھی دونا ہے خوش نگار
دھبر بھی ابلقے کو چڑاتا ہے بار بار
چنچل بن اسقدر ہے جتانا پتنگ کا

اڑنا کلہیے کا بھی مین کیا کرون بیان
دیکھین درخت پہ جسے چڑھکر گلہریان

اور ہے دو دھاریے کی بھی کچھ اور آن بان — حیران ہو جس سے تیغ نگاہ پری خان
پھر کس طرح نہ دل ہو دِوانا پتنگ کا

اُڑتا ہے اِس طریق سے وہ ہے جو مانگ دار — ہوتا ہے جیسے گوہر دل دیکھکر نثار
خمدار زیے کی کانپ کا جھکنا یہ لال دار — اور پنیدی پان کی بھی کچھ اِس طور کی بہار
گویا ہوا مین گل ہے کھِلا ناتپنگ کا

بنا بھی اپنی دیتا ہی جسوقت خوبی کھول — نکلے ہین واہ واہ کے ہر اک زبان سے بول
اور ہے دو کونیے کی بھی اک ادا اُمول — اڑتا ہی کل سرے مین بھی شیرازہ بند کا غول
جمدھر ہے نوک جھوک نکلنا پتنگ کا

چپکے بھی وصف کرنے مین جسکا رہو نہین کیا — شرمندہ ہو کبوتر چپ جس سے دائما
غالب ہی گلڑی اُڑنے پہ ٹکری کا مرتبا — جوکنے چغلپین ہون اُڑے جبکہ چوکھڑا
اس زور سے ہوا پہ ہے جانا پتنگ کا

اُڑتے ہین اس ہجوم سے کنکوے چمچکے — کوا پکڑ نیسے گویا توے ہین اُڑ رہے
چھوٹی بھی تکل ایسی کہ نخ سے نقطہ اُڑے — چھجا وہی منڈھاؤن مین کچھ اسقدر بڑھے
لازم ہے گر کہین اُنھین نانا پتنگ کا

پتلی کمر کو موڑے ہین جسوقت کج کلاہ — باہین دراز کرتے ہین لپ جھپ سے خواہ مخواہ
یہ شکل دیکھکر کوئی کہتا ہے واہ واہ — اب اسطرف لڑے گی بھلا کاہے کو نگاہ
دل مین تو کھپ رہا ہی لڑانا پتنگ کا

لاتا ہے پھیر بھار کے تکل جو اپنی وان — کہتا ہے کوئی اُن سے خبردار ہو میان
اسمین ہے پیچ پڑنے کو ہین مذے اتنی ٹھکیان — گھبرا کے کنّے اسکے نہ پھنستے وہ میرِ جان

اچھا نہین ہے مفت کٹانا پتنگ کا

گر پیچ پڑ گئے تو یہ کہتے ہین دیکھیو — رہ رہ اسی طرح سے نہ ڈھیل کو
پہلے تو ان قدم کے تئین اور میان رکھو — پھر ایک رگڑا دیکے ابھی اسکو کاٹ دو

ہیگا اسی مین فتح کا پانا پتنگ کا

کٹتا ہے جو پتنگ تو پھر لوٹنے اُسے — دو دو ہزار دوڑتے ہین چھوٹے اور بڑے
کاغذ ذرا سا ملتا ہے یا ٹکڑے کانچ کے — جب اسطرح کی سیر بھلا آنکر پڑے

پھر سوچیئے تو کیا ہے ٹھکانا پتنگ کا

اس آگرے مین یہ بھی تماشا ہے دلپذیر — ہوتے ہین دیکھ شاد جسے خرد اور کبیر
کیونکر نہ دل پتنگ کی ہو ڈور مین اسیر — خوبان کے دیکھنے کے لیے کیا میان نظیر

ہے یہ بھی ایک طرفہ بہانا پتنگ کا

کبوتر بازی

ہین عالم باز مین جو ممتاز کبوتر — اور شوق کے طائر سے ہین انباز کبوتر
بھاتے ہین بہت ہمکو یہ طناز کبوتر — مدت سے جو سمجھین ہمین ہمراز کبوتر

پھر ہمسے بھلا کیونکہ رہین باز کبوتر

حیوان ہین گو پر عجب انداز کے پر ہین — صورت مین پریوار تو سیرت مین تتر ہین
آواز سے واقف ہین اشارون سے خبر ہین — پرواز مین ہمشہپر عنقائے نظر ہین

کیا گولے ہون اور کیا ہون گرہ باز کبوتر

کیا بلبل و قمری و چہے پدڑی و پدڑے — چنڈول اگن لال بٹے ابلقے طوطے
کیا طوطی و مینا و بٹیر و تیتر و شکرے — طائر ہین غرض باز ملی شغال کے جتنے

کی غور تو ہین سب سے سوا فراز کبوتر

ہین بصری اور کابلی بے نظیر ازبکی نسل اور
چو یا چندن و سبز مکھی شتر گاکر
طاؤسی کل پوٹیے نیلے گلی تھپیّر
تارونکی وہ انداز نہین بام فلک پر

جو کرتے ہین چھتری کے اوپر ناز کبوتر

لقے ہین ادھر اپنی کساوٹ کو دکھاتے
جتنے ہین اُدھر سمیری اپنی جتاتے
ہین جو گیے بھی رنگ کئی جوگ کے لاتے
پریون کے پرے دیکھکے ہین چرخ پر آتے

جب حلقہ زنان کرتے ہین پرواز کبوتر

کھیری و پیٹ وچپ و تفئی و مکھرے
زرچے وہ گل آنکھ اور لال آنکھ اودی وزرد
کچھ کابرے تیرے مسی دتوسی و پلکے
پھرتے ہین ٹھمک چال سناتے ہین خوشی سے

کیا کیا وہ غٹر غون کے خوش آواز کبوتر

سیمائی اور گیا گھری تنبولی بان لال
کچھ اگری اور سرمئی اور عنبری و خال
بھورے مکسی تانبڑے بیرے بھی خوشحال
پھر سرپے اور کاسنی لوٹن بھی سبکبال

کھولے ہین گرہ دل کی گرہ باز کبوتر

کہکر کے جدھر کے تئین چھپی کو بلاوین
کچھ ہوئے غرض پھر وہ اُسی سمت کو جاوین
گٹی کو نہ پھڑکاوین تو پھر تہ کو نہ آوین
چھوڑا نکو نظیر اپنا دل اب کس سے لگاوین

اپنے تو لٹر کپن سے ہین دمساز کبوتر

ہولی کی بہار مین

جب باگن رنگ جھمکتے ہون تب دیکھ بہار ہولی کی
اور دف کے شور کھڑکتے ہون تب دیکھ بہار ہولی کی
پریون کے رنگ دمکتے ہون تب دیکھ بہار ہولی کی
ساغر کے چھلکتے ہون تب دیکھ بہار ہولی کی

محبوب نشہ مین جھکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

ہو ناچ رنگیلی پریون کا بیٹھے ہون گلرنگ بھرے
کچھ بھیگی تانین ہولی کے کچھ ناز و ادا کے ڈھنگ بھرے
دل بھولے دیکھ بہارون کو اور کانون مین آنگ بھرے
کچھ طبلے کھڑکین رنگ بھرے کچھ عیش کے دم مخچنگ بھرے

کچھ گھنگرو تال چھنکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

سامان جہانتک ہوتا ہے اس عشرت کے مطلوبون کا
وہ سب سامان مہیا ہو اور باغ کھلا ہو خوبون کا
ہر آن شرابین ڈھلتی ہون اور ٹھٹھ ہو رنگ کے دوبون کا
اس عیش مزے کے عالم مین اک کھڑا محبوبون کا

کپڑون پر رنگ چھڑکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

اور ایکطرف دل لینے کو محبوب بھبوکے لڑکے
ہر آن گھڑی گت بھرتے ہون کچھ گھٹ گھٹ کچھ بڑھ بڑھ کے
کچھ ناز و ادا وین لڑ لڑکے کچھ ہولی گاوین اڑ اڑ کے
کچھ لچکے شوخ کمر پتلی کچھ ہاتھ چلے کچھ تن پھڑکے

کچھ کافر نین مٹکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

یہ دھوم مچی ہو ہولی کی اور عیش مزے کا چھکڑا ہو
اس کھینچا کھینچ گھسیٹی مین رنڈی کا پھکڑا ہو
معجون شرابین تلوج مزا اور ٹکیا سلفا کا کڑا ہو
لڑ بھڑ کے نظیر پھر نکلا ہو کیچڑ مین لتھڑ پتھڑا ہو

جب ایسے عیش مہکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

در مذمت دنیاے دون

یہ کچھ عجب ہے دنیا کی اور کیا کیا جنس اکٹھی ہے
یان مال کسیکا میٹھا ہے اور چیز کسیکی کھٹی ہے
کچھ پکتا ہے کچھ بھنتا ہے کچھ اوٹ پٹانگ بھٹی ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ چولھا بھاڑ نہ بھٹی ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی تاج خریدے ہنس ہنسکر کوئی تخت پکڑ منگواتا ہے
کوئی کپڑے رنگے پہنے ہے کوئی گدڑی اوڑھے جاتا ہے

کوئی بھائی باپ چچا نانا کوئی دادا پوتا کہاتا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نے رشتہ ہے نے ناتا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی پھول کے بیٹھے مسند پر کوئی رکھے اپنی دولت کو
کوئی بولے اپنا مجھ سے لو اور میرا ہو سو مجھکو دو
کوئی لڑتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی جھگڑے حق ناحق کو
جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ایک نہ دینا دو

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

رمال نجومی عامل ہے اور فاضل مُلّا سیانا ہے
کوئی عاقل کامل ہے دانا کوئی مست پڑا دیوانا ہے
تعویذ فلیتہ فال فسون اور جادو منتر لانا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو سب حیلہ کرنا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی لوٹے کوئی بچے گلیوں میں تیار کسی کا ڈیرا ہے
کوئی باغ گنوان بنواتا ہے اور گھیر کسی نے گھیرا ہے
نت قضیے جھگڑے رہتے ہیں یہ میرا ہے یہ تیرا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نے تیرا ہے نے میرا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی ٹوپی ٹوپ بناتا ہے کوئی باندھ پھرا عمامہ ہے
کوئی صاف برہنہ پھرتا ہے نہ کپڑا نہ پاجامہ ہے
کمخواب گزی اور گاڑھے کی نت قصہ ہے ہنگامہ ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو ناپگڑی ہے نا جامہ ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

اب کسکا رنگ بگڑ جائیے اور کسکا روپ بھلا کیجیے
اکدم کی پیٹھ لگی ہے یہ انبوہ مزا چیر چا کیجیے
یہ سیر تماشے دیکھ نظیر اب جا کیجیے یا کیجیے
کچھ بات نہیں بن آتی ہے چپ چاپ پہلی کیا کیجیے

غل شور ہوا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

خوشامد کے بیان مین

دل خوشامد سے ہر اک شخص کا کیا راضی ہے
آدمی جن و پری بھوت بلا راضی ہے
بھائی فرزند بھی خوش باپ چچا راضی ہے
شاد مسرور غنی شاہ و گدا راضی ہے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

اپنا مطلب ہو تو مطلب کی خوشامد کیجے
اور نہ ہو کام تو اُس ڈھب کی خوشامد کیجے
اولیا انبیا اور رب کی خوشامد کیجے
اپنے مقدور غرض سب کی خوشامد کیجے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

چار دانگ جسکو خوشامد سے کیا جھک کے سلام
وہ بھی خوش ہو گیا اپنا بھی ہوا کام مین کام
بڑے عاقل بڑے دانا نے نکالا ہے یہ دام
خوب دیکھا تو خوشامد ہی کی آمد ہے تمام

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

پیار سے جوڑ دیے جسکی طرف ہاتھ جو آہ
وہین خوش ہو گیا کرتے ہی وہ ہا تھو نیچا نگاہ
غور سے سنیے جو اس بات کو دیکھا واللہ
کچھ خوشامد ہی بڑی چیز ہے اللہ اللہ

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

عیش کرتے ہین وہی جنکا خوشامد کا مزاج
جو نہین کرتے وہ رہتے ہین ہمیشہ محتاج
ہاتھ آتا ہی خوشامد سے مکان ملک اور تاج
کیا ہی تاثیر کی اس نسخہ نے پائی ہر روز

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

خوب دیکھا تو خوشامد کی بڑی کھیتی ہے
غیر کیا اپنے ہی گھر بیچ یہ سکہ وتی ہے
مان خوشامد کے سبب چھاتی لگا لیتی ہے
نانی دادی بھی خوشامد سے دعا دیتی ہے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

بی بی کہتی ہے میان آ ترے صدقے جاؤن
ساس بولی کہین مت جا تری صدقے جاؤن
خالہ کہتی ہے کہ کچھ کھا ترے صدقے جاؤن
سالی کہتی ہے کہ بھیا تو صدقے جاؤن

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

آپڑا ہے جو خوشامد سے سروکار اُسے
ڈھونڈتے پھرتے ہین اُلفت کے خریدار اُسے
آشنا ملتے ہین اور چاہتے ہین سب یار اُسے
اپنے بیگانے غرض کرتے ہین سب پیار اُسے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

روکھی اور روغنی آبی کی خوشامد کیجے
تان بائی و کبابی کی خوشامد کیجے

ساقی وجام شرابی کی خوشامد کیجے
پارسا رند خرابی کی خوشامد کیجے
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

مرد و زن طفل و جوان خرد و کلان پیر و فقیر
جتنے عالم مین ہین محتاج و گدا شاہ و وزیر
سبکے دل ہوتے ہین پھندے مین خوشامد کے اسیر
تو بھی واللہ بڑی بات یہ کہتا ہے نظیر
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

تاج گنج کے روضے کی تعریف مین

یارو جو تاج گنج یہان آشکار ہے
مشہور اسکا نام بہ شہر و دیار ہے
خوبی مین سب طرح کا اسے اعتبار ہے
روضہ جو اُس مکان مین در یا کنار ہے
نقشہ مین اپنے یہ بھی عجب خوش نگار ہے

روے زمین پہ یون تو مکان خوب ہین بیان
پر اس مکان کی خوبیان کیا کیا کرون بیان
سنگ سفید سے جو بنا ہے قمر نشان
ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان
جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے

گنبد سے اسکا زور بلند ہے بہرہ مند
گرد اُسکے گمزیان بھی چمکتی ہوئی ہین چند
اور وہ کلس جو ہے سر گنبد سے سربلند
ایسا ہلال اُس مین سُنہرا ہے دلپسند
ہر بار جسکے خم پہ مہ نو نثار ہے

گنبد کے نیچے اور مکان ہین جو آس پاس
وہ بھی برنگ سیم چمکتے ہین خوش اساس
ہر یوان تک مین رہے تو ہو کے نہ جی اداس
آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس

ہوتا ہے شاد اُس مین جو کرتا گذار ہے

ہین بیچ مین مکان کے وہ دو مرقدین جویان
گرد اُن کے ایک جالی مجمر ہے درفشان
سنگین گل جو اُسمین بنائے ہین نقشان
پتی کلی سہاگ رگ و رنگ ہے عیان

جو نقش اُسمین ہے وہ جواہر نگار ہے

دیوار و پیرہن سنگ مین نازک نگار نگار
آئینے بھی لگے ہین مجلی ہوتا بدار
دروازے پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار
ہر گوشے پر کھڑے ہین جو مینار اُسکے چار

چار ون سے طرفہ اوج کی خوبی دوچار ہے

پہلو مین ایک برج بسے کہتے ہین اُسے
آتے نظر ہین اُس سے مکان دور و در کے
مسجد ہے ایسی جسکی صفت کس سے ہو سکے
پھر اور بھی مکان ہین ادھر اور اُدھر کھڑے

دروازۂ کلان بھی بلند استوار ہے

جو صحن باغ کا ہے وہ ہے دلکشا سوا
آتی ہے جسمین گلشن فردوس کی ہوا
ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف ہوا
ہلتی ہین ڈالیان سبھی ہر گل ہے جھولتا

کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے

سرو سہی کھڑے ہین قرینے سے نسترن
کو کو کرے ہین قمریان ہو کر شکر شکن
رابیل سیوتی سے بھرے ہین چمن چمن
گلنار لالۂ و گل و نسرین نسترن

فوارے چھٹ رہے ہین روان جوبجوبار ہے

وہ تاجدار شاہ جہان صاحب سریر
بنوایا ہے اُنھون نے لگا سیم و زر کثیر
جو دیکھتا ہے اُسکے یہ ہوتا ہے دلپذیر
تعریف اس مکان کی مین کیا کیا کرون نظیر

اِسکی صفت تو مشتہر روزگار ہے

در حمد الٰہی

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم — الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
مقدس معلی منزہ عظیم — نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم
تری ذات والا ہے یکتا قدیم

ترے حسن قدرت نے یا کردگار — کیے ہین جہان مین وہ نقش و نگار
پہونچتی نہین عقل اُنھین ذرہ وار — تحیر مین ہین دیکھکر بار بار
ہین جتنے جہا نمین ذہین و فہیم

زمین پر سمٰوات گردان کیے — نجوم اُنمین کیا کیا درخشان کیے
نباتات بیحد نمایان کیے — عیان بحر سے دُرّ و مرجان کیے
حجر سے جواہر بھی اور زر و سیم

شگفتہ کیے گل بہ فصل بہار — عنادل بھی اور قمری و کبک سار
بر و برگ و نخل و شجر شاخسار — طراوت سے خوشبو سے ہنگام کار
روان کی صبا ہر طرف اور نسیم

بیان کب ہو خلقت کی انواع کا — جو کچھ حصر ہووے تو جاوے کہا
خصوصًا بنی آدم خوش لقا — شرف اِن سبھونمین اُنھین کو دیا
یہ اسلام و ایمان و دین قدیم

عطا کی انھین دولت معرفت — عبادت اطاعت نکو منزلت
حیا حسن و الفت ادب مصلحت — تمیز و سخن خلق خوش مکرمت
فراوان دیے اور ناز و نعیم

ترا شکر احسان ہو کس سے ادا ہمیں مہر سے تو نے پیدا کیا
کیے اور الطاف بے انتہا نظیر اس سوا کیا کہے سر جھکا
یہ سب تیرے اکرام ہیں یا کریم

منقبت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تم شہِ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفےٰ سرگروہِ مسلمیں ہو یا محمد مصطفےٰ
حاکمِ دینِ متیں ہو یا محمد مصطفےٰ قبلۂ اہلِ یقیں ہو یا محمد مصطفےٰ
رحمۃ للعالمیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آسمانِ تمنے شبِ معراج کو روشن کیا عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دی رونق ضیا
رنگ و بو جنت کے گلشن کی بڑھائی برملا جس جگہ دھم ملائک کو نہیں ملتی ہے جا
واں کے تم مسند نشیں ہو یا محمد مصطفےٰ

ہے تمھاری پشت پر مہرِ نبوت کا نشان اور تمھارا وصف ہے طٰہٰ و یٰسین میں عیاں
معجزے جو ہیں تمھارے اُنکا کب ہووے بیان کشورِ اعجاز جو ہے اُسکے تم یا عز و شان
صاحبِ تاج و نگیں ہو یا محمد مصطفےٰ

تمکو ختم الانبیا حق نے بھی حبیب اپنا کہے اور سدا روح الامیں آوے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہیں تمھارے سے ملے ہے نبوت کا جو اقدس بحر بس اُس بحر کے
گوہرِ یکتا تمھیں ہو یا محمد مصطفےٰ

ہیں جو یہ دونوں جہانکی آفرینش کے چمن جسمیں کیا کیا کچھ عیاں ہیں صنع خالق کے سخن
باعثِ خلق اُنکے ہو تم یا حبیبِ ذوالمنن اور اِک مطلع پڑھو نعتیں پھر اسے جسکے سخن
سو سعادت کے قریں ہو یا محمد مصطفےٰ

تم ظہور اولین ہو یا محمد مصطفےٰ
تم ہی خیر الآخرین ہو یا محمد مصطفےٰ
ہم دم جان آفرین ہو یا محمد مصطفےٰ
وجہ قرآن مبین ہو یا محمد مصطفےٰ
نزہت بستان دین ہو یا محمد مصطفےٰ

احمد مختار ہو تم یا شہ ہر دو سرا
ہے تمہارے حکم کے تابع قدر بھی اور قضا
خلق میں خواہش ہے تم جس امر کی رکھو بنا
دیر اک پل درمیان آئے نہیں ممکن ذرا
جس گھڑی چاہو وہیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کے نقش قدم سے جو مشرف ہو زمیں
دیکھتا ہے اسکی رفعت رات دن عرش بریں
راز تو خلقت کے تمکو ہی کھلے ہیں شاہ دیں
اور جو جو کچھ کہ ہیں اسرار رب العالمیں
سب کے تم برحق امیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کا فضل و کرم کونین میں مشہور ہے
اور تمہیں ہر طور سے لطف و کرم منظور ہے
حشر میں گرچہ سزا ملنے کا بھی دستور ہے
کیا ہوا لیکن دل اس امید سے مسرور ہے
تم شفیع المذنبیں ہو یا محمد مصطفےٰ

مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الورا
سرور ہر دو سرا اور شافع روز جزا
ہے تمہاری ذات والا منبع لطف و عطا
کیا نظیر اک اور بھی سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تم واں بھی تمہیں ہو یا محمد مصطفےٰ

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

نمیدانم کہ این مردم کیانند
چو باران رفتہ و خود بگذرانند
دلا پیش آن کہ این عالم برانند
بیفگن خیمہ تا محمل برانند
کہ ہمراہان آن عالم روانند

میان اس جا بجز ذات خداوند
نہ بھائی ہے کوئی اپنا نہ فرزند

نہو دنیا کے رشتون مین تو پابند — زن و فرزند یار و خویش و پیوند
برادر خواندگان کا رد انند

جہان تک یہ تماشے ہین مقابل — ارے نادان یہ سب ہین نقش باطل
اگر دانا ہے تو اے مرد عاقل — بنا ید جستن اندر صحبتے دل
کہ بے ایشان بمانے تا بمانند

تکبر مین نکر عمر اپنی برباد — مچا مت اپنے ہاتھون داد بیداد
تجھے کیا آہ یہ تکتے نہین یاد — کہ اول خاک بود ست آدمی زاد
بہ آخر چون بنید یشی ہمانند

تونگر کیا غنی کیا شاہ درویش — امیر و قت کیا محتاج درویش
سبھون کو ایک دن چلنا ہے درپیش — پس آن بہتر کہ اول آخر خویش
بنید یشند و قدر خود بدانند

سراسر کام مین دنیا کے گندے — غرور و کبر مین مت اپنا تن دے
ذرا تو دیکھ اے خالق کے بندے — زمین چندے بخور دار خلق و چندے
ہنوز از کبر سر بر آسمانند

گیا اک دن مین گورستان مین دل مرد — پڑی اُڈتی تھی وان ہر قبہ پر گرد
جو دیکھا ہے با چشم و رُخ زرد — یکے بر تربتے فریاد مے کرد
کہ اینہا پادشاہان جہانند

یہ وہ ہین جنکے تن تھے گورے گورے — مرصع جام و زرین آبخورے
بڑے تھے سلطنت کے انکے تورے — بہ گفتم تختۂ برکن ز گورے

به بین تا پادشہ یا پاسبانند

کہان ہے اُنکی وہ شانِ جلالت
کہان وہ تاج وتخت وملک ودولت

یہ سنکر مجھ سے وہ صاحب کرامت
بگفتا تختہ برکندن چہ حاجت

کہ میدانم کہ مشت استخوانند

گھڑی کی عمر ہو یا لاکھ کا سن
نظیر اِس بزم سے چلنا ہے اِک دن

جو ہون بیمار ظاہر یا کہ باطن
نصیحت دارو تلخست ولیکن

نہ دارو خانۂ سعدی ستانند

خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

کہان وہ کیقبادی کارخانہ
کہان وہ مے وہ جام خسروانہ

کہون کیا تجھ سے اے یار یگانہ
سحرگاہانہ مخمور شبانہ

گرفتم بادہ باچنگ وچغانہ

پڑا جب گوش مین وہ نالۂ نے
تو سوجھی اور ہی عالم کی اِک شے

ہوئی مستی وہ مدہوشی جو درپے
نہادم عقل را رہ توشہ ازمے

بہ ملکِ عاقبت کردم روانہ

کیا پہلے ہی ساغر نے یہ دل شاد
کہ سر اپنا رہا مجھکو نہ پایاد

تو مجھکو کرکے اور اک جام امداد
نگارے مے فروشم عشوۂ داد

کہ ایمن گشتم از مکر زمانہ

ہوا جب مین نہایت شاد وخرم
تو رکھکر سر قدم پر اُسکے ہردم

کہا مین نے اُسے اے ساقی جم
بدہ کشتی مے تاخوش برانم

در بن

درین دریاے نا پیدا کرانہ

کیا ہے گر مجھے منزل سے محرم — تو رستے مین نچھوڑا اے خضر عالم
کہا جب مین نے یہ نکتہ تو اُسدم — زساقیِ کمان ابرو شنیدم

کہ اے تیر ملامت رانشانہ

یہ رہ باریک ہے اور تو ہی فربہ — گمان اِس عزم کے ہرگز نکر رہ
گمان و وہم کی جاگہ نہین یہ — برو این دام بر مرغ دگر نہ

کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

اگر ہے تجھکو اِس رہ سے سروکار — تو ہو سب ماسوائے تارک اے یار
نہ رکھیو بو خودی کی کچھ خبردار — نہ بندی زان میان طوق کمر دار

اگر خود را بہ بینی درمیانہ

وہی عاشق وہی معشوق دلجوست — وہی تو اور وہی مغز اور وہی پوست
وہی حامی وہی دشمن وہی دوست — شراب و ساقی و شاہد ہمہ اوست

خیال آب گل در رہ بہانہ

نظیر اب چونتو شیدائیست حافظ — تن خاکی عجب جائیست حافظ
نہ دریائو نہ صحرائیست حافظ — وجودِ ما مقائیست حافظ

کہ تحقیق فسون ست و فسانہ

خمسۂ ثانی

تھا جواز بسکہ مین عصیان مین خراب آلودہ — طاعت مکر سے رہتا تھا حجاب آلودہ
اہل تقوٰی کا سمجھ دانہ و آب آلودہ — دوش رفتم بدر میکدہ خواب آلودہ

خرقہ تر دامن و سجادہ شراب آلودہ

لیگیا شوق جوان سبکو اٹھا دوش بدوش
جاتے ہی در پہ گرا پیر مغانکے مدہوش
دیکھکر مجھکو پڑا خواب مین غفلت کے خموش
آمد افسوس کنان مغبچہ بادہ فروش

گفت بیدار شو اے رہرو خواب آلودہ

جب مین جاگا تو کہا اُس سے بہ شیرین سخنی
یعنی ہے جان تری عشق مجازی کی بنی
دور کر دل سے یہ غفلت جو ہے خوبان کی منی
رہو اے لب شیرین دہناں چند کنے

جوہر روح بہ یاقوت مذاب آلودہ

اے ہوسناک یہ ہے میکدۂ قدس مقام
بیٹھے مستان ازل کرتے ہین یان شرب مدام
تو بھی رہ مے جو پیا چاہے تو اے نیک انجام
شست وشوے کن و انگہ بخرابات خرام

تا نگردد ز تو این دیر خراب آلودہ

گر تجھے عشق حقیقی سے ہے کچھ دی توفیق
تو تو سیکھ آن کے یان اہل طریقت کا طریق
ایک ادنی سا یہ اُس عشق کا نکتہ ہے دقیق
آشنایان رہ عشق درین بحر عمیق

غرق گشتند و نہ گشتند بآب آلودہ

یہ وہ دریا نہین تو جسمین کرے آکر شنا
یہ تو ہے معدن انوار و یقین صدق و صفا
گر تو چاہے کہ یہان آوے تو اے غرق ریا
پاک صافی شود از چاہ طبیعت بر آ

کہ صفائی ندہد آب تراب آلودہ

ہمتو پھرتے ہین فقیر عشق مین اب خانہ بدوش
کل عجب طرحکا اک نکتہ ہوا گوہر گوش
کچھ جو حافظ نے کہا یار سے ہو دوش بدوش
گفت حافظ برو این نکتہ بیاران فروش

آہ ازین لطف بانواع عتاب آلودہ

خمسہ بر غزل خود

تھا وصل کا جسطور نشا دل مین دوبالا
ویسا ہی فلک نے یہ خلل ہجر کا ڈالا
کیونکر نہ بہے اشک سے اب تنگ کا نالا
پھر ہو کے خفا روٹھ گیا ہم سے وہ لالا
اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا

قصے کو مرے سامنے ہرگز نہ بجھانو
اثبات جو کرنا ہے تو اسبات کو چھانو
یہ جھوٹ نہین تم اسے مانو کہ نہ مانو
شیرین کے در اوپر یہ جو ہے شیرہ جانو
فرہاد کے لوہو کا جھلکتا ہے پیالا

پھر عمر کبھی ہم سے ہوا تھا نہ جدا وہ
کل اُس کے تئین لیگیا اک شوخ جفا جو
جیتا ہے خدا جانے وہ یا مر گیا رو رو
کیا جانیے کس حال مین ہو ویگا عزیزو
دل آج مرا سلمہ اللہ تعالے

ہے گرچہ لڑکپن ہی سین بھی شوخ وہ شہور
پر دم مین کسیکے نہین آتا ہے بہ مقدور
کیا کیا مین کرون اسکی اب عیار یکا مذکور
بوسے کی طلب کی تو کہا ناز سے حیدور
اور دل کو کہا لے تو وہین ہنس کے کہا لا

دل سب سے اُٹھا جان تجھے مین نے جو چاہا
جو ظلم و ستم تو نے کیا مین نے اُٹھایا
اب نزع مین ہون تیرے تغافل سے اہا ہا
رُک رُک کے ترے ہجر مین اے رشک مسیحا
مرتا ہون مری اب کوئی جینے کی دوا لا

اُس شوخ کو یارو کوئی یہ جا کے سُناؤ
یعنی مجھے اِس ہجر کے زندان سے چھڑاؤ
کچھ باقی نہین مجھ سے تم اب ہاتھ اُٹھاؤ
مجھ ضعف کے مارے کو نہ زنجیر پہناؤ
کافی ہے مرے قید کو اک مکڑی کا جالا

کل ہو جو گیا اس صفِ مژگان سے مقابل
بسمل سا تڑپتا تھا سرِ شام سے گھائل
چپ ہونے سے اب مجھکو یقین ہو گیا کامل
شاید کہ مُوارات کو سینے مین مرا دل
نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا

نے زور ہے مرے پاس جو اُس شوخ کو دیکھون
نے زور کہ دھمکا کے اُسے پاس بلاؤن
کچھ بن نہین آتا ہے کِسے جا کے سناؤن
گر بس ہو مرا تو مین کسی چور سے کہدون
جا آج پلنگ اُسکے تو سونے کا اُٹھالا

دنیا مین جو کرتا ہے کسیکی کوئی اب چاہ
سب ناز اُٹھاتا ہے وہ اُس شوخ کے ناخواہ
خوبان کے مزاجون سے ابھی تو نہین آگاہ
وہ آپ سے روٹھا نہین ملنے کا نظیر آہ
کیا دیکھے ہے چل پانوں پڑا اور اُسکو منالا

دربیان فنا

پڑھ علم گئے اُس دنیا مین گر کامل و ادراک ہوئے
اور لاد کتابین اونٹون پر معنی کے دراک ہوئے
معقول پڑھے منقول پڑھے ہر منطق مین چالاک ہوئے
یان جتنے علم کے دریا ہین اُن دریا کے پیراک ہوئے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصّے قضیے پاک ہوئے

مشہور حکیم اور بید ہوئے یان پڑھکر علم طبابت کا
والان کتابون سے کاڑا اور نسخون سے صندوق بھرا
جب موت مرض نے آن لیا سب بھولے فضل و قرابادا
گو نسخے لاکھ مجرب تھے پر کام نہ آیا اک نسخہ
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصّے قضیے پاک ہوئے

یا مست شرابی رند ہوئے یا زاہد نامقدور رہے
یا پی پکے دلشاد ہوئے یا چلو مین مسرور ہوئے

جب عمر کے پیالے دونو کے آساعت پر معمور ہوے
یاں جیہ تسبیح دور ہوے واں ساغر شیشہ چور ہوے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

اس دنیا کی دو دن دولت مین گر شاہ سلیمان جاہ چلے
یا ٹھہرے میر وزیر اعظم یا راجہ نیکر آہ چلے
مُنھ دیکھا اجل کے لشکر کا تب لیکر گھر کی راہ چلے
نے ہاتھی گھوڑے سنگ گئے نے تخت چھتر ہمراہ چلے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

یا حاکم یا محکوم ہوے یا قائل یا معقول ہوے
یا خادم یا مخدوم ہوے یا جاہل یا مجہول ہوے
زردار ہوے سردار ہوے مردود ہوے مقبول ہوے
کچھ اور نہ دیکھا آخر کو سب انت ہی مین دھول ہوے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

گر بیر نخیلی زہر ہوے یا بخشش مین تریاک ہوے
یا نخل ہوے پر میوون کے یا خالی یا تون ڈھاک ہوے
یا عمر گذاری عشرت مین یا سوگ مین سے غمناک ہوے
پھل پھول بھی کھائے گلشن کے یا گلیون کی خاشاک ہوے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

در بیان موت

دنیا کے بیچ یارو سب ایسا کارواہے
جیتونکے واسطے ہی یہ ٹھاٹھ سب ٹھٹھا ہے
جب مر گئے تو آخر پھر عمر خاکیا ہے
نے باپ ہے نہ بیٹا نہ یار آشنا ہے
ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام سنتے ہو مرنا بُری بلا ہے

جیتوں کے دل کو ہر دم کیا عیش بے بہا ہے
گلزار ناچ سیریں ساقی صراحی مے ہے
جب مر گئے تو ہرگز ہے نہ کوئی شے ہے
اس مرگ کے ستم کو کیا کیا کہوں نہیں ہے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

ہر دم کی بات جو تھے مالک یہ اپنے گھر کے
جب مر گئے تو ہرگز گھر کے رہے نہ در کے
یوں مٹ گئے کہ گویا تھے نقش رہگذر کے
پوچھا نہ پھر کسی نے یہ تھے میاں کدھر کے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

مرنیکے بعد کوئی الفت نہ پھر جتاوے
نے بیٹیا پاس آوے نے بھائی منہ لگاوے
جو دیکھے انکی صورت دہشت سے بھاگ جاوے
اس مرگ کی جفائیں کیا کیا نہیں بناوے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

پیتے تھے دودھ شربت اور چاہتے تھے میوہ
مرتے ہی پھر کچھ ان کا سکہ رہا نہ بھیوا
بچے یتیم ہو گئے بی بی کہائی بیوا
اس مرگ نے اکھاڑا کس کس بتن کا لیوا

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

جب روح تن سے نکلی آنا نہیں یہاں پھر
کاہے کو دیکھتے ہیں یہ باغ و بوستاں پھر
ہاتھی پہ چڑھکے یا پھر گھوڑے پہ چڑھکے دالاں پھر
جب مر گئے تو لوگو یہ عشرتیں کہاں پھر

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

گھر ہو بہشت جسکا اور بھر رہی ہو دولت
اسباب عشرتونکے محبوب خوبصورت
پھر مرتے وقت اُنکو کیونکر نہو ے حسرت
کیا سخت بے بسی ہے کیا سخت ہے مصیبت

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

کھانے کو اُنکے نعمت سو سو طرح کی آتی
اور وہ نپاوین ٹکڑہ دیکھو ٹک اُنکی چھاتی
کوڑی کی جھونپڑی بھی چھوڑی نہیں ہے جاتی
لیکن نظیر سب کچھ یہ موت چھُڑاتی

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

در راز داری محبوب

سُن لے اے شوخ گلبدن نادان
تجھے کہہ کہہ کے ہم ہوے حیران
اِس طرح بھر کے مُنھ چبا کر پان
غیر سے تو ہنسا نہ کر ہر آن

اِس مین ہو گا ہمارے جی کا زیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

گلبدن تالیان بجاوین گے
غنچہ لب مُنھ بنا چڑھاوین گے
کتنے آنکھونمین مُسکراوین گے
کتنے آئینہ لا دکھاوین گے

کیسا چھیڑینگے ہر گھڑی ایجان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو جو خوبانمین خوار ہووے گا
اپنی سب دلبری ڈبووے گا
ہاتھ پھر سر پہ رکھکے روویگا
بات سب مُفت اپنی کھووے گا

کچھ نہ پھر بن سکیگا اے نادان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کل تو وان ایک گورا سا لڑکا
اپنے یار و نمین کچھ وہ کہتا تھا
ہم تو جانین وہ صاف تھا جھوٹا
یا خدا جانے تھا وہی سچّا

تو تو اسطور کا نہین انسان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پوچھا کہ کیا لیا بوسا
وہ تو کچھ اور ہی چرکا
مین کہا ہاتھ سینے پر پھیرا
اُسے سودا ہے ہار لا ڈالا

جانے اب اُس کا دین اور ایمان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے اُس سے کہا تو جھوٹا ہے
کیا وہ ایسا خراب و رسوا ہے
بولا صاحب تمھین تو سودا ہے
وان تو جھگڑا ہی سارا پرچا ہے

کیا تمھارے ہین بند اتنک کان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پھر بات کھود کر پوچھی
کیا کسی نے لگا لیا چھاتی
بولا وہ تم تو سنتے ہو کم جی
اجی ترکی ہی وان تمام ہوئی

جب تو کچھ ہم بھی ہو گئے حیران
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

اور بھی اُسکے چرچے ہوتے تھے
کتنے موتی کھڑے پروتے تھے

کتنے سُن سُن کے ہوش کھوتے تھے ہم اِسی دن کو یار روتے تھے
آخر اُٹھے تو یہ نئے طوفان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کہ بھلا وہ جو کچھ کہے تھا جب کچھ ہے سچ یا کہ جھوٹ ہے یہ سب
آہ اب ہمکو اِس سے کیا مطلب سچ بھی ہوگا تو تو کہے گا کب
شرم کاہے کو کھلنے دے گی زبان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو جو راتون کو آسمین جاتا ہے جیمین پھولا نہین سماتا ہے
قہقہے مار کھلکھلاتا ہے ہمکو اب پھر یہ ہول آتا ہے
کہین ویسے ہی پھر نہو بہتان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آج جانا کہین جو ہے ٹھانا دیکھیو اِن کے ساتھ مت جانا
آفت اس حُسن پر تو مت لانا انکے زنہار دم مین مت آنا
اُن سے ڈرتا ہے ہر گھڑی شیطان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو بھلا گو کہ ہوشیار رہا پر دیا جب نشا وغا سے پلا
تجھے غافل نشے مین جب پایا پھر اِچھوتا کسی نے کب چھوڑا
رحم کر اپنے حال پر اے جان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آگے وہ بات یاد ہے پیارے
گرچہ سچ کچھ نہ تھی خدا نہ کرے
پیر وہ طوفان تو گھٹے اُن کے
ہم تو اب تک ہین اُس سے شرمندے

بلکہ تجھکو بھی خوب ہون گے دھیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کیون ستمگر یہ کیسی بات ہوئی
اُسنے جو کچھ کہی سو تو نے سہی
نوبت اب یان تلک تو آپہونچی
اب نقارے ہی بجنے ہین باقی

دیکھ عاشق نظیر کو پہچان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

در تعریف پنجتن پاک

ہے دلمین میرے یاد جو بارہ امام کی
اور آرزو ہے ساقی کوثر کے جام کی
یہ بیت مجکو ورد ہے ہر صبح و شام کی
تسبیح ہزار دانہ ہے اور اُنکے نام کی

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اول تو دل ہو صاف دوئم تم تابناک
سوم کہاؤن دو جہانمین گنہ سے پاک
چوتھے عدو کا غیب سے ہو جاوے سینہ چاک
اور پانچوین مین ڈالون مخالف کے سر پہ خاک

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

تن ہے سو پاک صاف معطر ہو مثل پھول
ہو روح شاد دل نہو میرا کبھو ملول
دونون جہانمین خوش رہون از خدمت رسول
روزہ نماز ورد وظائف ہون سب قبول

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

بھاگے چڑیل کانپ اُٹھے بھوت اور بلید
ٹل جاوین دیو چھپنے لگین منکر شدید

جن و پری ہون دل سے مرے آنکر مرید
جبتیا رہون تو شاہ جو مر جاؤن تو شہید
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

نعرہ کرون جو حیدری للجاوین سب پہاڑ
تھراوین چشمہ سار ہلین ڈر سے بوٹے جھاڑ
گر خارجی ہو آوے مرے آگے مثل تاڑ
پگڑ یکو اُسکی پھینک کے داڑھی کو دون اُکھاڑ
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اے دوستو عجب ہے بنا پنجتن کا نام
جسکے طفیل اتنے بر آتے ہین سب کے کام
جو ہین سو ہین یہی ختم الخیر والسّلام
اور مین جو ہون نظیر تو کہتا ہون صبح و شام
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

در اظہار نعمت ہاے خدا

یہ نعمتین عیان ہین جو عالم کے واسطے
ہینگی یہ سب میان اسی آدم کے واسطے
کچھ تن کے واسطے ہین کچھ اشکم کے واسطے
ہین بیش بیش کے لیے کم کم کے واسطے
سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

محبوب گلعذار پریزاد سرخ فام
مطرب شراب ساقی و مینا صراحی جام
ناز و ادا و چوچلے دولت کی دھوم دھام
ہستی نشاط و عشرت و عیش و طرب مدام
سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

اسباب عشرتونکے ہین جتنے جہان تہان
گلدان پاندان عطردان زرفشان
حقے بھرے چمکتے ہین اور نیچے پیچوان
مشک و گلاب عطر و چمن باغ و بوستان

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

جتنے جواہرات ہین سُرخ و سفید لال
یاقوت لعل نیلم فلک مثال
فیروزہ مونگا موتی و کچھ راج پکھراج
زر سیم فوج حشمت و املاک گنج و مال

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

میوے ہین جتنے خشک تر اس باغ مین لگے
بادام پستے دا کھ چھوہارے دکھور
خربوزے آم جامن و لیمون چکوترے
نارنگی و انار بھی کیلے و سنگترے

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

دنیا مین جتنے لوگ ہین کیا شاہ کیا فقیر
سب دُکھ مین ہین پر ایک نہ اک دُکھ مین ہے اسیر
کیا عشرتین بہار کی کیا عیش دلپذیر
جن جن کا تمنے نام لیا اب میان نظیر

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

در بیان تلاش زر

دنیا مین کون ہے جو نہین مبتلاے زر
جتنے ہین سب کے دل مین بھری ہے ہوا زر
آنکھو نمین دلمین جانمین سینے مین جاے زر
ہمکو بھی کچھ تلاش نہین اب سوا زر

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

کتنے تو زر کو نقش طلسمات کہتے ہین
اور کتنے زر کو کشف و کرامات کہتے ہین
کتنے خدا کی عین عنایات کہتے ہین
کتنے اسیکو قاضی الحاجات کہتے ہین
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہاے زر

آب طلا کی بوند بھی اب جسکے ہاتھ ہے
وہ بوند کیا ہے چشمۂ آب حیات ہے
دنیا مین عیش دین بھی عشرت کے ساتھ ہے
زر وہ ہے جس سے دونون جہانمین نجات ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہاے زر

زر کھان مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے
شمشیر پر چڑھا ہے تو وان بھی بہار ہے
دیوار مین لگا ہے تو وان بھی بہار ہے
گر خاک مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

زر کے دیے سے پیر اور اُستاد نرم ہو
زر کے سبب سے دشمن ناشاد نرم ہو
جو شوخ سنگدل ہے پریزاد نرم ہو
زر وہ ہے جسکو دیکھکے فولاد نرم ہو
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

کپڑے پہ گر لگا ہے طلائی کلابتون
مین اُسکے تار تار کی تعریف کیا کہون
ہو دسترس تو چور اُچکے کو کیا کہون
میرے بھی دل مین ہے کہ مین ہی اسکو چھین لون
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہاے زر

جالوگ روم شام مین زر کو کماتے ہین
ماچین چین زر کے جہاز آتے جاتے ہین
دکھن سے زر کے واسطے سب یانکو آتے ہین
اوریان کے زر کے واسطے دکھن کو جاتے ہین

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہاے زر

سونیکی جدولین جو کتابون پہ عام ہین
وہ جدولین وہ رنگ وہ سونیکے کام ہین
جنکے ورق ورق ہی سنہرے تمام ہین
سب مین زیادہ انکی ہی قیمت ہین نام ہین

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہاے زر

اب جنکے گھر مین ڈھیر ہے سونیکے دام کے
ہر اک امیدوار ہین اُن کے غلام کے
سب ملکے پانوُن چومتے ہین اُنکے غلام کے
کیا رتبے ہین طلاے علیہ السلام کے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہاے زر

کتنون کے دلمین دُھن ہے کہ زر ہی کمایئے
کچھ کھایئے کھلایئے اور کچھ بنایئے
کہتا ہے کوئی ہاے کہان زر کو پایئے
کیا کیجے زہر کھایئے اور مر ہی جایئے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہاے زر

سونا اگرچہ زرد ہے یا سرخ فام ہے
لیکن تمام خلق کو اُس سے ہی کام ہے
سب مین زیادہ حُسن کی اُلفت کا دام ہے
زر وہ ہے جسکا حُسن بھی اونی غلام ہے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہاے زر

ہوتی ہین زر کے واسطے ہر جا چٹھائیان
بندوقین اور رہین کہین توپین لگائیان
کٹتے ہین ہاتھ پانون گلے اور کلائیان
کل زر کی ہو رہی ہین جہانمین لڑائیان

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنیا ہائے زر

جتنی جہانمین خلق ہے کیا شاہ کیا وزیر
سب ہینگے زر کے جال مین جی جان سے اسیر
پیر و مرید مفلس و محتاج اور فقیر
کیا کیا کہونمین خوبیان زر کی میان نظیر

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنیا ہائے زر

در بیان شکوہ گذاری محبوب

اُس شوخ کے ستم کا گلہ آہ کیا کرون
بہتے ہین اشک شام و سحرگاہ کیا کرون
تن سوکھ کر ہوا ہے مرا کاہ کیا کرون
ملتا نہین ہے تو بھی وہ گمراہ کیا کرون

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

جسدن سے اُس لڑکے چھٹا ہے مرا نصیب
ہون جاگتی مین تو بھی نہین جاگتا نصیب
دل بھر کے ایکدن نہوا دیکھنا نصیب
کن سختیونمین آن پڑا اب مین یا نصیب

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

ادھر تو مجھکو قتل کرے ہے وہ نیک نام
اودھر کو آ رہے ہین اجل کے مجھے پیام
اب یار کو مناؤن کہ رکھون اجل کو تھام
اس کشمکش مین اب کہو کیا کیا کرونمین کام

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

گر یار کی خوشی نکرون تو وہ ہو خفا
اور جو اجل کو روکون تو مانے ہے وہ بھلا
عرصہ تھا زندگی کا سو گھڑیون پہ آ لگا
اِس دو گھڑی مین آہ مین کیا کیا کرون بھلا

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

گر اپنی زندگانی کا کرتا ہون مین حساب
پل مارنے کی دیر ہے پانی کا جون حباب
کیونکر بہے نہ غم سے مرے آنسوؤن کا آب
اتنی سی زندگی مین بھی کیا کیا سہون غضب

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

جو جی چھپا کے اب نہ سہون یار کی جفا
تو عاشقون کے بیچ کہاتا ہون بے وفا
اور جی کو دیکھتا ہون تو اکدن کی ہے ہوا
اِن مشکلون کے بیچ کرون آہ اب مین کیا

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

گر ہاتھ دھو کے بیٹھ رہون اب مین صبر کر
تو لوگ طعنہ دیتے ہین بے ننگ نام کے گھر بہ گھر
اور یار سے کہون تو وہ کرتا نہین نظر
اِس بیکسی مین آہ نہ کیون ٹپکون اپنا سر

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

نے آہ کا مکان ہے نہ رونے کی جا ہے جائے
نے دلکو میرے صبر نہ دلدار منہ لگائے

گر ایک غم پڑے تو اُسے جی مزا اُٹھائے
اُس آسمان پٹے کو کہو کس سے اب ہائے

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

چاہوں کہ تجھکو عشق میں اپنے کروں اسیر
تو دور بھاگتا ہے مجھے جان کر حقیر
نے مجھکو قتل کرتا ہے ظالم نہ دستگیر
کیا بے طرح کے غم میں پھنسا ہوں میں بے نظیر

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

خمسہ در منقبت حضرت علی علیہ السلام

علی کی یاد میں رہنا عبادت اسکو کہتے ہیں
علی کا وصف کچھ کہنا سعادت اسکو کہتے ہیں
علی کی مدح کا پڑھنا کرامت اسکو کہتے ہیں
علی کے نام کا لینا حلاوت اسکو کہتے ہیں
علی کی حب میں مرجانا شہادت اُسکو کہتے ہیں

اُسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشید انور نے
اُسی کو لافتی ہر دم کہا اللہ اکبر نے
اُسی کو لمک لحمی کہا جان پیمبر نے
اُسی کو دمک دمی کہا اُس شاہ برتر نے
خدا و مصطفی سے ہم قرابت اسکو کہتے ہیں

کیا مولا میرے گر کسی نے اک سوال آکر
جو مانگا اک شتر اُسکو دلائے سیکڑوں شتر
اگر کچھ زر کی خواہش کی تو بخشے اسقدر گوہر
کہ اُسکا گھر بھرا اور اُسکے ہمسایہ کا گھر باہر
کریم و اہل ہمت ہیں سخاوت اسکو کہتے ہیں

امیر المومنین گر دشت میں پڑھنے نماز آوے
وہیں قامت کے کہنے کے لیے جبریل آجاوے
صفیں حور و ملک غلمان و جن و انس کی لاوے
مرا مولا ہر اک سجدہ میں وصل حق ہی دکھلاوے

نبوت کے جو مالک ہین امامت اسکو کہتے ہین

اسی نے ایک حملہ سے گرایا باب خیبر کا
کروروں کافرون سے جا لڑا وہ اک تنہا
جسے بحر العلم مین کوہ کے دیوؤن کو جا مارا
ہزاروں پہلوانون سے کبھی نہ منھ موڑا
بہادر بے بدل یکتا شجاعت اسکو کہتے ہین

کہا اُس شاہ نے روز قیامت مین جو آؤنگا
وہان عرصات مین اپنے محبّون کو چھاؤنگا
کھڑا ہو عرش کے آگے سبھونکو بخشواؤن گا
پلا کر جام کوثر سب کو جنت پہونچواؤنگا
علی کے دوستون سُن لو شفاعت اسکو کہتے ہین

نظیر آوے وہ دن جو شاہ کو سب دوستان دیکھین
تو پھر جنّت کے صدقے سے اُنکو ہم بھی وان دیکھین
اور اب دنیا مین آنکھون سے نجف کا آستان دیکھین
سرون پر اپنے وہ دامان عالی سائبان دیکھین
قسم ایمان کی ہم عین راحت اسکو کہتے ہین

در منقبت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نور ظہور خالق اکبر کو کیا لکھون
روح روان جسم پیمبر کو کیا لکھون
دریائے معرفت کے شناور کو کیا لکھون
دونون جہان کے گوہر انور کو کیا لکھون
حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

گر نور اُسکا دیکھے کہون شمس اور قمر
وہ اُسکا ذرّہ نور کا وہ اُسکا فیض بر
تارے تو جو ستارے ہین اُس نقش پا کے پر
اور قطب بھی تو اُس سے ہی قائم ہے بے خطر
حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

گر فی المثل مین اُسکو کہون روضۂ جنان
جھکتی ہین بار عجز سے جنت کی ڈالیان
اور جو بھلا مین خوبی رضوان سے دون نشان
سو وہ بھی اُسکے باغ کا ادنیٰ ہے باغبان

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

اور جو کہون کہ چشمۂ آبِ حیات ہے
یا خضر ہے تو یہ کوئی کہنے کی بات ہے
اُسکے عرق سے جسم کے یہ قطرہ جات ہے
اور اُسکی اُسکے فضل سے یارو نجات ہے

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

اُس شاہ کے اگر لب و دندان کی صفا
کہوے کوئی کہ لعل و گہر ہین یہ بے بہا
سو وہ تو صدقے ہوکے رہا خاک مین گڑا
اور یہ بھی ہو نثار سدا آب مین رہا

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

شاہا تری جو مدح بناتا ہے اب نظیر
تیرے سوا کسی کا کہاتا ہے کب نظیر
لیکن قلم کو ہاتھ لگاتا ہے جب نظیر
صلوٰۃ پڑھکے یہ ہی سناتا ہے تب نظیر

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

در مدح حضرت سلیم چشتی ولی خدا قدس اللہ سرہٗ

ہین دو جہانکے سلطان حضرت سلیم چشتی
عالم کے دین و ایمان حضرت سلیم چشتی
سر دفتر مسلمان حضرت سلیم چشتی
مقبول خاص یزدان حضرت سلیم چشتی

سردار ملک عرفان حضرت سلیم چشتی

برق اسد کی رونق عرش بریں کے تارے
گلزار دین کے گلبن اللہ کے سنوارے
یہ بات جان و دل سے کہتے ہین سب پکارے
تم وہ ولی ہو برحق جو فیض سے تمھارے

عالم ہے باغ و بستان حضرت سلیم چشتی

شاہونکے بادشاہ ہو با تاج بالوا ہو
اور قبلۂ صفا ہو اور کعبۂ ضیا ہو
خلقت کے رہنما ہو دُنیا کے مقتدا ہو
تم صاحب سخا ہو محبوب کبریا ہو

ہے تمسے زیب امکان حضرت سلیم چشتی

شاہ و گدا ہین تابع سب تیری مملکت کے
لائق تمھین ہو شاہا اس قدر و منزلت کے
پروردہ ہین تمھارے سب خوان مکرمت کے
شاہا شرف تو بخشے خالق کی سلطنت کے

اور تم ہو میر ساماں حضرت سلیم چشتی

ہے نام پاک تیرا مشہور شہر و بن مین
کرتی ہین یاد تمکو یہ جانمین ہین جوبن مین
ہین خلق کی تمھارے خوشبو گل و سمن مین
خدمت مین ہین تمھاری فردوس کے چمن مین

جنت کے حور و غلمان حضرت سلیم چشتی

کعبہ سمجھکے اپنا مشتاق تیرے در کو
کرتے ہین آ زیارت دل سے جھکا کمر کو
وصاف تیرے ہردم پاتے ہین سیم و زر کو
پڑھتے ہین مدح تیری گلشن مین ہر سحر کو

ہر بلبل خوش الحان حضرت سلیم چشتی

ہے سلطنت جہانکی سب تیرے زیر فرمان
چاکر ہین تیرے در کے فغفور اور خاقان
خوان کرم پہ تیرے ہے خلق ساری مہمان
ہین حکم مین تمھارے جن و پری و انسان

وقت کے سلیمان حضرت سلیم چشتی

تم سب سے ہو معظم اور سب سے ہو مکرم
خلقت ہوئی تمھاری سب نور سے مجسم
اور خوبیان جہان کی تمپر ہوئین مسلم
ابر کرم سے تیرے دائم ہے سبز و خرم

عالم کا سب گلستان حضرت سلیم چشتی

پشت و پناہ ہو تم ہر اک گدا و شہ کے
محتاج ہین تمھارے اک لطف کی نگہ کے
منزل پہ آکے پہونچے سالک تمھاری رہ کے
خاک قدم تمھاری اور چشم مہر و مہ کے

ہو روشنی کے ساماں حضرت سلیم چشتی

چشم و چراغ ہو تم اب جملہ مومنین کے
روشن ہین تم سے پرتو سب آسمان زمین کے
بیشک ضیائے دل ہو ہر صاحب یقین کے
ذرہ نہین تفاوت تم آسمان ہو وین کے

ہو آفتاب رخشان حضرت سلیم چشتی

عالم ہے سب معطر تیرے کرم کی بو سے
حرمت ہے دوستون کو حضرت تمہارے رو سے
یہ چاہتا ہون اب مین سودا لکھون رز و سے
رکھیو نظیر کو تم دو جگ مین آبرو سے

اے موجد ہر احسان حضرت سلیم چشتی

در بیان عرس حضرت سلیم چشتی

ہے یہ مجمع نکو سرشتی کا
ذکر کیا یا ان گنہ کی زشتی کا
بحر ہے عارفون کی کشتی کا
فخر ہے حرف سرنوشتی کا

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

باغ جنت ہے آج یہ درگاہ
پھول پھولے ہین فیض کے دلخواہ
دیکھ رضوان بہاریان کی واہ
دل مین کہتا ہے دمبدم واللہ

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

یہ تجلی نہ سیم و زر سے ہے
ابر رحمت کا نور بر سے ہے
حور و غلمان کی روح ترسے ہے
اور اشارہ یہی نظر سے ہے

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

صحن درگا ہے باغ اور بستان
اور ہین زردار سب گل و ریحان
جی مین سب پھول پھول ہو شادان
یہی کہتے ہین ہر گھڑی ہر آن
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

بسکہ خلقت بھری ہے لالون لال
گھر مکان ہے گلون سے مالامال
حُسن راگ اور مشائیخونکے حال
بھیڑ غل شور اور یہ قال مقال
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کھل رہا ہے چمن جو فیض بھرا
جھرنا گویا ہے حوض کوثر کا
قدسیان دیکھ وہ بہشت سرا
سب پکارے ہین یون اہا ہا ہا
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے درگہ مین فیض اُٹھاتے ہین
کتنے جھرنے مین جا نہاتے ہین
کتنے نذر و نیاز لاتے ہین
کتنے خوش ہو یہی سُناتے ہین
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

عُرس درگاہ کے جو دیکھی واہ
اور ہی گل کھلے ہین خاطر خواہ
بلبلونکی طرح چہک کر آہ
سب یہی کہہ رہے ہین کر کے نگاہ
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

ہے بہم دور دور کا عالم — سبز و سُرخ و سفید و زرد بہم
سب خوشی ہو کے جون گل شبنم — دیکھ شیرین بیٹھتے ہین ہوم

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

بھیڑ انبوہ خلق کی تکثیر — بادشاہ و گدا و میر و وزیر
ملنگ و پیر و جوان غریب و فقیر — پر سبھونکی زبان پہ یہ تقریر

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے دان سیتمن بھی پھرتے ہین — غنچہ لب گلبدن بھی پھرتے ہین
شوخ گُل پیرہن بھی پھرتے ہین — دلربا دل شکن بھی پھرتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے نظرون سے زخمی ہوتے ہین — کتنے دل اپنا مفت کھوتے ہین
کتنے اُلفت کے تخم بوتے ہین — کتنے موتی کھڑے پروتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

جانشین ہین جو صاحب مسند — عارف الحق میان علی احمد
اُنکی خوبی نظیر ہے بے حد — سب پکارے ہین خلق بیحد و عد

رشک ہے گلشن بہشتی کا — عُرس حضرت سلیم چشتی کا

در بیان کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رکھ اپنے دلمیں تو آدم کے بن کلمہ محمد کا
اور اپنی انگلیون اوپر بھی گن کلمہ محمد کا
پڑھے ہین سب پری اور دیو جن کلمہ محمد کا
مسلمان ہے تو مت بھول ایک تو من کلمہ محمد کا

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمد کا

اسی کلمہ سے کھلتا ہے سدا جنت کا ہر در
یہی کلمہ لکھا ہے عرش اور کرسی کے ماتھے پر
اسی کلمے کو پڑھتے ہین جمن کے پھول سب کھلکر
یہ سب کلمون سے بہتر ہے یہ سب کلمون سے ہے برتر

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمد کا

یہ وہ کلمہ ہے جس کا ہے رہا ارمان نبیونکو
اسی کلمے کے پڑھنے سے گئے ہین لوگ عارف ہو
اسے حور و ملک غلمان پڑھتے ہین سحر شام و
وہ بیشک جنتی ہین ایک بار جو پڑھین اسکو

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمد کا

اسی کلمے کی برکت سے تو یان بھی سلامت ہے
اگر یانسے تو جاویگا تو پھر وان بھی سلامت ہے
پڑھے گا جو اسے اسکا دل و جان بھی سلامت ہے
اسی کی عاقبت بھی خیر و ایمان بھی سلامت ہے

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمد کا

اسی کے نور سے خورشید کہلاتا ہے نورانی
اسی کلمہ کے باعث چاند کی روشن ہے پیشانی
اسی کلمہ کے باعث دین و دنیا مین ہے شادمانی
اسی کلمہ کو پڑھتے ہین ملک ارض و سما پانی

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمد کا

اسی کلمہ سے اے دل ہین زمین و آسمان روشن
اسی کلمہ سے ہین جنت کے باغ اور باغبان روشن
ہے خورشید تاری عرش کرسی لامکان روشن
غرض جنت تو کیا اس سے ہین دونو جہان روشن

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمد کا

چلیگا چھوڑ کر تو جسگھڑی یہ عالم فانی
پڑیگا قبر کے جا کر اندھیرا مین ہو زندانی
نکیر ڈنکر آ کر جب کرینگے تجھپہ طغیانی
یہی کلمہ کرے گا وان تری مشکل کی آسانی
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اِسی کلمہ نے عزرائیل کی ہیبت کو ٹالا ہے
اِسی کلمہ نے تنگی کو لحد کی کھول ڈالا ہے
پڑیگا قبر کا تجھپر میان وہ دن جو کالا ہے
یہی کلمہ ترا وان بھی اندھیرے کا اُجالا ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

صف محشر مین جب دہشت کا تجھپر ڈر اُتریگا
یہی کلمہ ترا اُس جا رفیق اور یار اُتریگا
گنا ہونکا ترا جتنا ہے بوجھ اور بھار اُتریگا
اِسی کلمہ کی دولت سے میان تو پار اُتریگا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

تھمان جب پل صراط اوپر تو اپنا پیر جاوے گا
تو وہ تلوار کی ہو دھار تیرا پاؤں کھاوے گا
لگے گا جب تو ولان گرنے تجھے کلمہ بچاوے گا
یہی یار دپکڑے گا یہی تجھکو سنبھالے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

سوا نیزے کے اوپر جبکہ ہوگا آفتاب آیا
ہر اک گرمی کی تابش سے پھر گا سخت گھبرایا
پڑیگا جب ترے تن پر بھی شعلہ اُسکا گرمایا
یہی کلمہ چھتر بنکر کریگا تجھپہ وان سایا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

تلینگے جب وہان سب کے عمل میزانکے پلے پر
جو ہلکے ہین پڑینگے آتشین گرزانکے سر پر
تجھے تو لینگے جسدم اُس ترازو کے تلے پر
یہی کلمہ میان وان بھی ترے ہوویگا پلے پر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

جو پورے مین میان اُنکی تو ہوگی گرم بازاری
کمی ہے جنس جنکی اُنکی وان ہوگی بڑی خواری

ترا پیاسا بھی جب کرنے لگا واں جاں سپاری
یہی کلمہ بنا وے گا ترے پلے کو واں بھاری
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

پڑیگا العطش کا شور اُس میدان میں جب آکر
پھریں گے پانی پانی کرتے مارے پیاس کے اکثر
ترے بھی جب لگیں گے سوکھنے تالو زبان کیسر
یہی کلمہ تجھے پانی پلاوے گا میاں بھر بھر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے دیدار حق کا بھی دکھاوے گا
محمدؐ کی شفاعت سے بھی تجھکو بخشوا دیگا
بہشتی کر کے حلّہ نور کا تجھکو پنھاوے گا
بڑی عزت بڑی حرمت سے جنت میں بٹھاوے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے واں جام کوثر کا پلاوے گا
یہی کلمہ تجھے گلزار جنت کے دکھاوے گا
یہی کلمہ ترا منہ چاند سا روشن بناوے گا
یہی کلمہ ترے ہر وقت واں پر کام آوے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ نجات اور مغفرت کا ہے تری جا را
اسی کلمہ سے تیری روح ہوگی عرش کا تارا
اسی کلمہ سے ہم تم سب گنہگاروں کا چھٹکارا
اسی کلمہ سے ہوگا دین اور دنیا میں نتارا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

میاں اب جو یہ کلمہ ہے یہ حق کی خاص رحمت ہے
یہ صدقے سے رسول اللہ کی ہم پر عنایت ہے
اسی سے یاں نظیر عزت اسی سے واں شفاعت ہے
یہی سب مومنوں کے واسطے افضل عبادت ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

راکھی

چلی آتی ہے اب تو ہر کہیں بازار کی راکھی
سنہری سبز ریشم زرد اور گلنار کی راکھی

بنی ہے گو کہ نادر خوب ہر سردار کی راکھی
سلونو تین عجب رنگین ہے اُس دلدار کی راکھی

نہ پہونچے ایک گل کو یار جس گلزار کی راکھی

عیان ہے اب تو راکھی بھی چمن بھی گل بھی شبنم بھی
جھمک جاتا ہے موتی اور جھلک جاتا ہے ریشم بھی
تماشا ہے اہا ہا غنیمت ہے یہ عالم بھی
اُٹھانا ہاتھ پیارے واہ وا تک دیکھ لیں ہم بھی

تمہاری موتیونکی اور زریکے تار کی راکھی

پھبی ہے ہر طرف کیا کیا سلونو کی بہار اب تو
ہر اک گلرو پھرے ہے راکھی باندھے ہاتھ میں خوش ہو
ہوس جو دل میں گذری ہے کہوں کیا آہ میں تمکو
یہی آتا ہے جیمیں بن کے باہمن آج تو یارو

میں اپنے ہاتھ سے پیارے کے باندھوں پیار کی راکھی

ہوئی ہے زیب و زینت اور خوبان کو تو لکھی سے
ولیکن تمسے اب جان اور کچھ راکھی کے گل پھولے
دوانی بلبلیں ہوں دیکھ گل جنکے لگیں تنکے
تمہارے ہاتھ نے مہندی نے انگشتوں نے ناخن نے

گلستان کی چمن کی باغ کی گلزار کی راکھی

ادا سے ہاتھ اُٹھتے ہیں گل راکھی جو باتے ہیں
کلیجے دیکھنے والونکے کیا کیا آہ اُچھلتے ہیں
کہاں نازک یہ پہنچی اور کہاں یہ رنگ ملتے ہیں
چمن میں شاخ پر کب اسطرح کے پھول کھلتے ہیں

جو کچھ خوبی میں ہے اُس شوخ گلرخسار کی راکھی

پھریں ہیں راکھیاں باندھیں جو ہر دم کے مارے
تو اُنکی راکھیوں کو دیکھ ایجان جاؤ کے مارے
پہن زنّار اور قشقہ لگا ماتھے اوپر پیارے
نظیر آیا ہے باہمن بنکے راکھی باندھنے پیارے

بندھالو اُس سے تم ہنسکر اب اس تہوار کی راکھی

مخمس ہولی

قاتل جو میرا اوڑھے اک سُرخ شال آیا
کھا کھا کے پان ظالم کر ہونٹھ لال آیا

گویا نکل شفق سے بدر کمال آیا | جب مُنہ میں وہ پریرو ملکر گلال آیا
اِک دم تو دیکھ اُسکو ہولی کو حال آیا

عیش و طرب کا ساماں ہے آج سب گھر اُسکے | اب تو نہیں ہے کوئی دنیا میں ہمسر اُسکے
از ماہ تا بماہی بندے ہین بے زر اُسکے | کل وقت شام سورج ملنے کو مُنہ پر اُسکے
رکھکے شفق کے سر پر طشت گلال آیا

خالص کہین سے تازی اک زعفران منگاکر | مشک و گلاب مین بھی ملکر اُسے بساکر
شیشے مین بھر کے نکلا چھکے لگا چھپاکر | مدت سے آرزو تھی اک دم گیلا پاکر
اِک دن صنم پہ جاکر مین رنگ ڈال آیا

ارباب بزم پھر تو وہ شاہ اپنے لیکر | سب ہمنشین حسب دلخواہ اپنے لیکر
چالاک چست کافر گمراہ اپنے لیکر | دس بیس گلرخون کو ہمراہ اپنے لیکر
یون ہین بھگونے مجھکو وہ خوش جمال آیا

عشرت کا اُسکے گھر ہی تھا اسباب سب مہیا | بہتا تھا حسن کا بھی اُسجا پہ ایک دریا
ہاتھون مین دلبرونکے ساغر کسی کے شیشا | کمرون مین جھولیون مین سیرون گلال باندھا
اور رنگ کی بھی بھر کر مشک و کچھال آیا

عیارگی سے پہلے اپنے تئین چھپاکر | چاہا کہ مین بھی نکلون اُنمین سے چھٹ چھٹاکر
دوڑے گئے یہ کہکر جاتا ہے دم چھپاکر | اتنے مین گھیر مجھکو اور شور و غل مچاکر
اُسدم کمر تک رنگ و گلال آیا

یہ چل تو کچھ اپنی قسمت سے بچ رہی تھی | یہ آبرو کے پردے حرمت سے بچ رہی تھی
کیسا سمان تھا کیسی شادی ہی رچ رہی تھی | اُسوقت میرے سر پر اک دھوم مچ رہی تھی

اِس دھوم مین بھی مجھکو جو کچھ خیال آیا

لازم نہ تھی یہ حرکت اے خوش سفیر تجھکو
اظہر ہے سب کے ہین مل کر شریر تجھکو
کرتے ہین اب ملامت خرد و کبیر تجھکو
لاحول پڑ بھلے شیطان بولا نظیر تجھکو

اب ہولی کھیلنے کا پورا کمال آیا

مخمس

چمن مین آج نسیم بہار آپہونچی
نوید نکہت گل بے شمار آپہونچی
صدائے قمری و صوت ہزار آپہونچی
جنونکے فوج کی دلپر پکار آپہونچی

ہزار شکر کہ فصل بہار آپہونچی

گئی نسیم کے ہاتھون نکلکے باد سموم
گھٹائین ابر بہاری کی تل رہی ہین جھوم
تمام صحن چمن مین عجب مچی ہے دھوم
اِدھر گلونکے اوپر بلبلین کرین ہین ہجوم
اُدھر سے مست صفت گلعذار آپہونچی

چمن کی سیر کو آئے ہین ملکے باد و کشان
ہوا ہے بادہ کشی کا بھی خوب سامان
نکالتے ہین نشے مے کے ولکا سب ارمان
ہوئی ہے گرم چمن بیچ مغبچونکی دکان
شراب و شیشہ و ساغر کی بار آپہونچی

کھلے ہے چار ون طرف زور تختہ گلزار
چلے ہے سرد صبا اور نسیم عنبر بار
خبر سنی ہے کہ آتا ہے وہ گل بے خار
گئی مصیبت روز فراق سب اِک بار
کہ اب قریب شب وصل یار آپہونچی

کوئی ہے وصف کرے گل کی تازہ داری کا
کسی کو ذکر ہے بلبل کی بے قراری کا
نہین یہ وقت مری جان اضطراری کا
نہین یہ وقت مری جان آہ و زاری کا

خوشی ہو اب کہ حدِ انتظار آپہونچی

خمسہ بر غزل خود

قمر خجل ہوا جو نکی تھلک نہ دیکھ سکا
سنہرے رنگ کی گندن دلک نہ دیکھ سکا
گہر بھی لب کے سجن کی ڈھلک نہ دیکھ سکا
ترے جمال کی سورج جھلک نہ دیکھ سکا
کھلی نقاب رہی جب تلک نہ دیکھ سکا

ترے الم مین نہو دخل سو مورت کو
نہ ہمسری ہو کبھی صاف سے کدورت کو
ملاپ تجھ سے کہان آب و گل کی صورت کو
تو وہ ہے نور سراپا کہ تیری صورت کو
بشر تو کیا ہے مریجان ملک نہ دیکھ سکا

غم فراق مین جینے سے ہم جو اُکتائے
ندان یار کے کوچے مین جا کے کام آئے
تو وان بھی ذرے ہمارے ہوا نے اُڑوائے
گلی کی خاک بھی ہو کر نہ ٹھہرنے پائے
ہمین تو آہ فلک یان تلک نہ دیکھ سکا

ہوا ہون سوکھ کے کانٹا مین ہجر مین تیرے
نہ بال اور کمر اب مرے مقابل ہو
کمال ضعف کا اپنے کہو نمین کیا یارو
یہ ناتوان ہون کہ آیا جو یار ملنے کو
تو صورت اُسکی اُٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا

پڑا ہے آہ مجھے جب سے شوخ سے پالا
نہ جی کو چین ہوا اور نہ دل نے سکھ پایا
لگا لگا کے نگاہ ہونکا تیر اور بھالا
گھڑی تو دل کو پرویا گھڑی جگر چھیدا
کبھی خوشی مجھے وہ اِک پلک نہ دیکھ سکا

ابھی تو آہ خمونمین شراب ہے باقی
سبھونکی عیش کی یان ہو رہی ہے ساقی
ہمارے یار کو ظالم یہ چین مشتاقی
لگا گھٹانے جواب مے کو دمبدم ساقی

ہمارے جام کی شاید جھلک نہ دیکھ سکا

کبھی اِدھر کو جو قاصد ترا گذر ہووے
ویا کہ راہ مین جاتے کہین وہ تجھسے ملے
تو آہ بھر کے یہ کہیو تو اُس پہ پرزے سے
نظیر تجھسے نہ ہوتا کبھی جدا پیارے
مگر یہ عشق حسد سے فلک نہ دیکھ سکا

ولہ در بیان بے ثباتی مراتب دنیا

گر بادشہ ہو کر عمل مُلکون ہوا تو کیا ہوا
دھون کا نرسنگا بجا بھون بھون ہوا تو کیا ہوا
غل شور ملک و مال کا کوسون ہوا تو کیا ہوا
یا ہو فقیر آزاد کے رنگون ہوا تو کیا ہوا
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا

دو دن تو یہ جو چاہوا ہاتھی ملا ملا تھی ملا
بیٹھا اگر ہوا پہ اوپر یا پالکی مین جا پڑا
آگے نقارہ اور نشان پیچھے کو فوج کا پرا
دیکھا تو پھر اک آن مین ہاتھی نہ گھوڑا نے گدھا
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا

یا عشرتون کے ٹھاٹھ تھے اور عیش کے سباب تھے
ساقی صراحی گلبدن جام شراب تھے
یا بیکسی کے درد سے بیحال تھے بیتاب تھے
یا اضطراب حال سے وہ صورت سیماب تھے
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا

یا ایک دن وہ دھوم تھی نکلے تھا جب اسوار ہو
ہر دم پکارے تھا نقیب آگے بڑھو پیچھے ہٹو
یا ایک دن دیکھا اُسے تنہا پڑا پھرتا ہو وہ
بس کیا خوشی کیا ناخوشی کیسا ہین وہ تھا کیا ہو وہ
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا

یا نعمتین کھا رہا دولت کے دسترخوان پر
میوے مٹھائی یا مزے حلوائے ترشیرہ شکر
یا باندھ جھولی بھیک کی ٹکڑون کی خاطر در بدر
ہو گرد پھرنے لگا ٹکڑون کی خاطر دربدر
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا

گر اک مصیبت مین رہا اور دو مزا شادی ہے | وان عیش عشرت کے مزے یان نالہ فریادی ہے
یا لذتین یا راحتین یا ظلم یا بیدادی ہے | کچھ رہ نہین جاتا میان آخر کو سب برباد ہے

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا

جو عشرتین آکر ملین تو بھی وہ گرجانا میان | جو درد و دکھ آکر پڑین تو بھی وہ پھر جانا میان
یان سکھ مین یا دکھ مین غرض یان سے گذر جانا میان | یان چار دن کی زندگی آخر کو مر جانا میان

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا

اب دیکھو کسکو شاد ہوا اور کس پہ آنکھین نم کرے | یہ دل بچارا ایک ہے کس کس کا اب ماتم کرے
یا رلکورو بیٹھکر یا درد و دکھ مین کم کرے | یا نکلا ہی طوفان ہے اب کسکی جو تی غم کرے

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا

گر تو نظیر اب مو ہے ہر حال مین بھی شاد ہو | دستار مین بھی ہر خوشی رومال مین بھی شاد ہو
آزادگی بھی دیکھ لے جنجال مین بھی شاد ہو | اس حال مین بھی شاد ہو اس حال مین بھی شاد ہو

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا

در بیان ہولی

جدا نہ ہمسے ہوا ے خوش جمال ہولی مین | کہ یار پھرتے ہین یارونکی نال ہولی مین
ہر ایک عیش سے ہیگا بحال ہولی مین | بہار اور کچھ اکی ہے سال ہولی مین

مزا ہے سیر ہے ہر سو کمال ہولی مین

سبھونکے عیش کو پھاگن کا یہ مہینا ہے | سفید و زرد مین لیکن کمال کینہ ہے
طلا کا زرد کے سر بسر خزینہ ہے | سفید پاس فقط سیم کا دفینہ ہے

ہر ایک دل مین ہے رستم و زال ہولی مین

کہا سفید سے آخر کو زر نے یہ پیام
کہ اے سفید تو اب چھوڑ دے جہان کا مقام
مین آیا اب تو ترا بند و بست ہو گا تمام
تو مجھ سے آنکھ مل چھوڑ اپنی ضد کا کلام
اگر نہ کھینچے گا تو انفعال ہو لی مین

ملے گا مجھ سے تو مین تجھ کو سر پہ بٹھاؤن گا
بنا کے آپ سا پل سر پہ تجھ کو بٹھاؤن گا
کہا سفید نے مین مطلقاً نہ آؤن گا
تجھی کو بعد کئی دن کے مین بھگاؤن گا
تو اپنا دیکھیو کیا ہو گا حال ہو لی مین

یہ سنکے طیش مین آ زر وکا سپہ سالار
چڑھ آیا فوج کو لیکر سفید پر یک بار
ادھر سفید بھی لڑنے کو ہو کے آیا سوار
صفین مقابلہ دونون کی جب ہوئین تیار
ہوا کرخت جواب و سوال ہو لی مین

پلا ادھر سے سفید اور اُدھر سے زر بہادر
گھٹائین رنگ برنگ فوج جو نکلین ہتھیار
کھچا لین مشکین چھٹین رنگ کی پڑی بوچھار
اور چار طرف سے پچکاریون کی مار مار
اُڑا رہین زمان تک گلال ہو لی مین

یہان تو دونون مین آپس مین ہو رہی ہے جنگ
اُدھر سے آیا جو اک شوخ باغ گل رنگ
ہزارون نازنین معشوق اور اُس کے سنگ
نشہ مین مست کھلی زلف جوڑے رنگ برنگ
کہا کہ پوچھو تو کیا ہے یہ حال ہو لی مین

کہا کسی نے کہ اے بادشاہ مہربان
سفید و زر ہیں یہ آپس مین لڑ رہے ہین یہان
یہ سنکے آپ وہ دونون کے آگیا درمیان
ادھر سے تھا بنا اُسے اور اُدھر سے اُس کو لگان
تم اسقدر نہ کرو اختلال ہو لی مین

کہا تمھاری خصومت کا ماجرا ہے کیا
کہا سفید نے تا حق یہ زر ہے لڑتا

یہ سُن کے اُسنے وہین اپنا اِک منگا جوڑا
پھر اپنے ہاتھ سے جوڑے کو چھڑکوان رنگا
کہا کہ دونون رہو شامل حال ہولی مین

پھر اپنے تن مین جو پہنا وہ خلعتِ رنگین
سبھونکو حکم ہوا تم بھی پہنو اب یو ہین
ہزارون لڑکون نے پہنے وہ جوڑے پھولون بین
پکاری خلق کہ انصاف چاہیے یونہین
ہوا پھر اور ہی حسن و جمال ہولی مین

میان مین کیا کہون پھر اس مزے کی تھی بہار
جدھر کو آنکھ اُٹھا کر نظر کرو اکبار
ہزارون باغ ردان ہین کرورون ہین گلزار
چمن چمن پڑے پھرتے ہین سرو گل رخسار
عجب بہار کے ہین نو نہال ہولی مین

جو لہر حسن کی ہے موج مار چلتی ہے
علم لیے ہوے آگے بہار چلتی ہے
اگاڑی مست صف گلعذار چلتی ہے
پچھاڑی عاشقون کی سب قطار چلتی ہے
سبھونکے دل مین خوشی کا خیال ہولی مین

گلال عبیر سے کتنے بھرے ہین چوپائے
تمام ہاتھون مین گڑوے بھی رنگ کے لائے
کوئی کہے ہے کسی سے کہ ہم بھی ہو آئے
تو اُس سے کہتا وہ ہنسکر کہ آمری جائے
ہنسی خوشی کا ہے قال و مقال ہولی مین

اسی بہار سے گوکل پورے مین جا پہونچے
اور منڈی نائی کی اور سید خانکی منڈی سے
سب عام گنج مین شاگنج و تاجگنج پھرے
ہین شہر مین نہین اور گرد شہر کے رہتے
ہوا ہجوم کا بہر کمال ہولی مین

سبھونکو لیکے کنارے جزار مین آئے
پھر موتی کٹرہ پھاٹک کے لوگ سب دھائے
کہ میل منڈی و نئی گلی کے بھی آئے
جہان تہانسے یہ گھر گھر کے لوگ سب دھائے

کہ بینوا ؤنکے دیکھین جمال ہولی مین

ہوئی جو سب مین شریف و رذیل مین ہولی
تو پہلے رنگ کی پچکاریونکی مار ہوئی
کسی کا بھر گیا جامہ کسیکی پگڑی بھری
کسی کے منہ پہ لگائی گلال کی مٹی

تو رفتہ رفتہ ہوئی پھر یہ چال ہولی مین

گھٹائین مشک پچھالونکی جھوم کر آئین
سنہری بجلیان پچکاریون کی چمکائین
صبا نے رنگ کی بوچھاریں آکے برسائین
ہوا نے آنکے سانون کی جھڑیان لگوائین

لگے برسنے کو مشک و گلال ہولی مین

ادھر گلال کا بادل بھی چھا گیا گھنگھور
صدائے رعد ہوئی ہر کسی کا غل اور شور
یہ لڑکے نازنین یوے ہین کوکلا جوبن
تمام رنگ کی بوچھار سے ہے شور ابور

عجب ہے رنگ لگی بر شکال ہولی مین

لگا کے چوک سے اور چار سو تلک دیکھا
کہ جا گہ ایک بھی تل دھرنے کی نہین ہے ذرا
تمام بھیڑ سے ہر طرف بند ہے رستا
تس اوپر رنگ کا بادل ہے اسقدر برسا

کہ ہر گلی مین بہا ڈھول کھال ہولی مین

نظیر ہولی تو ہے ہر نگر مین اچھی خوب
ولیک ختم ہوا آگرے پہ یہ اسلوب
کہان ہین ایسے صنم اور کہان ہین یہ محبوب
جنھونکے دیکھتے عاشق کا ہووے تازہ قلوب

تمہی نرالی ہے یان چال ڈھال ہولی مین

در بیان عشرت ایام طفلی

کیا وقت تھا وہ ہم تھے جب دودھ کے چٹورے
ہر آن آنچلون کے معمور تھے کٹورے
پاؤنین کالے ٹیکے ہاتھون مین نیلے ڈورے
یا چاندسی ہو صورت یا سانورے دگورے

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

گل کی طرح سے ہردم سینے پہ پھولتے تھے
پی پی کے دودھ ماتا خوش ہوکے جھولتے تھے
ماں باپ انکی خدمت سر پر قبولتے تھے
ہاتھون مین کھیلتے تھے جھولون مین جھولتے تھے

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

نے دوستی کسی سے نے دلبرون سے الفت
جانین نہ ہے قرینا نے جھیڑ نے عداوت
نے گرمیون سے واقف نے جانتے ہین سیتا
چھاتی سے ماتا لپٹے خوش اون کو دودھ پیتا

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

جو دیکھے انکی صورت لے پیار سے بلاوے
ہاتھون اوپر اچھالے اور چھیڑ کر ہنساوے
چومے کبھی دہن کو چھاتی کبھی لگاوے
کوئی چونی ننھی دیکر کوئی جھنجھنا بجاوے

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

چھوٹا سا کوئی انکا کرتا نکالتا ہے
یا چھوٹی سی کوئی ٹوپی سر پر سنبھالتا ہے
ماں دودھ ہے پلاتی اور باپ پالتا ہے
ماتا گلے لگاوے دادا اچھالتا ہے

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

کیا عمر ہے عزیزو اور کیا یہ وقت ہیگا
جب گھٹنیون نہ آئے پھر اور کچھ تماشا
پاؤن چلے تو واہ سے پھر اور پیار ٹھہرا
سب زندگی کا حظ ہے انکو نظیر اہاہا

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

آمد نگار دلبر شیرین کلام ما
رشک ارم ز نزہت او شد مشام ما
زور روزگار سکۂ دولت بنام ما
ساقی بہ نور بادہ برافروز جام ما

مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

زاہد تو کم خوری سے کریں تن کو اپنے کاسٹ — ہم رند پی شراب کریں عیش و لگے راست
جسدم کہ آگے ہووے گا دیوان حشر راست — ترسم کہ صرفہ نہود وزبازخواست

نان حلال سفینج ز آب حرام ما

جامے ز دست ساقی رنگین کشیدہ ایم — غم را بپشت پازدہ عشرت خریدہ ایم
زاہد خبر ندارد و از ان گل کہ چیدہ ایم — ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم

اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما

چرخ و فلک جہان عین خرامندہ شد بعشق — شمس و قمر ہمی نورین تابندہ شد بعشق
قائم وہی رہیگا جو پائندہ شد بعشق — ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

کیا کیا کریں ہیں ناز و ادا سیمتن بہان — آوے ابھی وہ شوخ تو ہو جاویں سب نہان
دیکھا جو خوب سب ہیں بہ دھوکے کی ٹٹیان — چندان بہو کر شمہ و ناز سہی قدان

کاید بجلوہ سرو صنوبر بخرام ما

زاہد ہمیں خدا نے کیا ہے جوے پرست — مست الست ہم ہیں نہیں آجکل کے مست
دیکھیں تو کس طرح کی تو ہے نگاہ مست — مستی بچشم شاہد دل نہ ما خوش است

زان رو سپردہ اند بہ مستی قیام ما

جیسے جدا ہوا نہ کسی کا وہ چاند — روتے ہی روتے ہو کے یہ گذرا تمام چاند
مثل نظیر ہجر کی سختی سہ ہو کے ماند — حافظ ندیدہ دانۂ اشکے ہمی فشاند

باشد کہ مرغ وصل کند قصد دام ما

خمسۂ دیگر بر غزل حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

کیست تا آن ساقیِ گلفام را — از من بیدل دہد پیغام را
تشنہ لب نگذار این ناکام را — ساقیا بر خیز و درد ہ جام را
خاک بر سر کن غم ایام را

گو کہ مے پینے سے ہین بدنام یان — عزت و حرمت کا جاتا ہے نشان
ہم تو سمجھے ہین بلا ساقی میان — گرچہ بدنامیست نزد عاقلان
مانے خواہیم ننگ و نام را

دیکھکر نالے ہمارے شعلہ زن — عابد زاہد کے بھوے مکر و فن
کیون نہ اب جل جلکے ہون شمع کے تن — دود آہ سینۂ سوزان من
سوخت این افسردگان خام را

یہ جو مین پہنا ہے جبہ سر بسر — ہے بھرا اس مین سراپا مکر و شر
رب خدا کے واسطے اے مغ بسر — سلغزمی بر کفم نہ تا زسر
برکشم این دلق ارزق فام را

ننگ دارم منزل و ماوا ے خود — کردہ ام کوے مغان را جاے خود
عاشقم بر طرز بے پرواے خود — محرم راز دل شیدا ے خود
کس نہ می بینم ز خاص و عام را

یہ جو یان خوبان کہتے ہین بند و بست — دل کو لیتے ہین بصد افسون و دست
انکا مین عاشق نہین اے خود پرست — با دلارا ے مرا خاطر خوش است
کز دلم یکبار ببرد آرام را

عشق

عشق مین آرام دل ہوتا ہے کب
یان تو ہر دم غم ہے اور رنج و تعب
کوئی دن مثل نظیر اس غم مین اب
صبر کن حافظ بہ سختی روز و شب
عاقبت روزے بیابی کام را

خمسۂ دیگر

تا کے بدلق و سبحہ کنی فکر دام را
آری بحلقہ در کف خود خلق عام را
بگذار یک نفس تو چنین بر خمار را
صوفی بیا کہ آئینہ صافست جام را
تا بنگری صفاے مے لالہ فام را

یہ صید گاہ عشق ہے دیر و حرم نہین
یان لاکھون جال اڑ گئے اور سیکڑون کہین
باز آ تو اس خیال سے سنتا ہے ہمنشین
غفلت شکار کس نہ شود دام باز چین
کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

کیفیت شراب ز مے پرست پرس
یا آنکہ در ازل شدہ جامے بدست پرس
سیر جہان نہ از دل و از عقل پست پرس
راز درون مرد ز رندان مست پرس
کین حال نیست صوفی عالی مقام را

گر زیر آسمان تجھے فرصت ہے ایک جو
کر اپنے دل کے عیش تو ایک ایک دم مین سو
گرچہ شراب ناب کی اسجا لگی ہے لو
در بزم دور یک دو قدح درکش و برو
یعنی طمع مدار وصال دوام را

کھو کر جوانی کو جو ہوا یار اب قریش
پیری کا اب تو آن پڑا تیرے سر پہ یہ جلیش
آتا ہے تجھکو دیکھ مرے جی مین اب تو طیش
ایدل شباب رفت نپیچد ہی گلے ز عیش
پیرانہ سر مکن ہوس ننگ و نام را

پیرغنان نے جب سے دیے جام نو بنو
جب سے کلاہ دان و مصلا ہوا گرو
مثل نظیر اب تو لگی دلکوے کی لو
حافظ مرید جام مے ست اے صبا برو

وز بندہ بندگی برسان شیخ جام را

در بیان اُمس

کیا ابر کی گرمی مین گھڑی پہر ہے اُمس
گرمی کے بڑھانے کی عجب لہر ہے اُمس
پانی سے پسینون کی بڑی نہر ہے اُمس
ہر باغ مین ہر دشت مین ہر شہر ہے اُمس

برسات کے موسم مین پٹا نہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گنتے تو اس اُمس کے تئین کہتے ہین گرماؤ
یعنی کہ گھرا ابر ہو اور آکے رُکی باؤ
اُس وقت تو پڑتا ہے غضب جانمین گھبراؤ
دل سینے مین بیکل ہو یہی کہتا ہے کھاتاؤ

برسات کے موسم مین پٹا زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

بدلی کے جو گھر آنے سے ہوتی ہے ہوا بند
پھر بند سے گرمی وہ غضب پڑتی ہے یکچند
پنکھے کوئی پکڑے کوئی کھولے ہے کھڑا بند
دم رُک کے گھلا جاتا ہے کرنیسے ہر اک بند

برسات کے موسم مین پٹا زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

ادھر تو پسینون سے پڑی بھیگے ہین کھاٹین
گرمی سے اُدھر میل کی کچھ چیونٹیان کاٹین
کپڑا جو پہنیے تو پسینے اُسے پاٹین
ننگا جو بدن رکھیے تو پھر مکھیان چاٹین

برسات کے موسم مین پٹا زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

رُکنے سے ہوا کے جو بُرا ہوتا ہے احوال
پنکھا کوئی آنچل کوئی دامن کوئی رومال
دم دھونکنے لگتا ہے اُبھار و نکی گویا کھال
کچھ روح کو ہیتا بیان کچھ جان کو جنجال

برسات کے موسم مین پنٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گھبرا کے کبھی آتا ہے دم جاتا ہے بھولا
آرام جو دل کا ہے سبھی جاتا ہے بھولا
آتا ہے کبھی ہوش کبھی جاتا ہے بھولا
کپڑے بھی بُرے لگتے ہین جی جاتا ہے بھولا

برسات کے موسم مین پنٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

ہوتی ہے اُمس جو کبھی اک رات کو آکر
کرڈالتی ہے پھر تو قیامت ہی مقرر
ادھر تو ہوا بند اُدھر پسو د مچھر
پانی کوئی پیوے تو وہ اوس سے بھی وہ تر

برسات کے موسم مین پنٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

جسوقت ہوا بند ہو اور آگے گھٹا چھائے
پھر کیسے دل اُس گرمی مین کسطرح نہ گھبرائے
اوڑھو تو پسینا جو نہ اوڑھو تو غضب آئے
پٹو کبھی مچھر کبھی کھٹمل ہی لپٹ جائے

برسات کے موسم مین پنٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گر اس مین ہوا کھل گئی اور پانی بھی لائی
تو جیمین جی اور جان مین کچھ جان سی آئی
اور اسمین جو پھر ہو گئی اُمس کی چڑھائی
تو پھر وہی رونا وہی غل شور دُہائی

برسات کے موسم مین پنٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اُمس مین تو لازم ہے کہ نکھا نہ ہوا ہو
اک کوٹھری ہو جسمین دھوان آ کے بھرا ہو
اور مکھیون کے واسطے گڑ تن سے ملا ہو
اُسوقت مزا دیکھیے اُمس کا کہ کیا ہو

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اُس رت مین تو واللہ عجب عیش ہے دلخواہ
مینھ برسے ہے اور سرد ہوا آتی ہے ہر گاہ
جنگل بھی ہرے گل بھی کھلے سبز ہ اگاہ
اُمس ہی مگر دل کو ستاتی ہے نظیر آہ

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

خمسہ بر غزل خود

خوشی سے دلکی منگا عطر و پان کوٹھے پر
بچھا کے فرش لگا سائبان کوٹھے پر
ہمارے ملنے کا رکھ دل مین دھیان کوٹھے پر
کبھی تو آؤ ہماری بھی جان کوٹھے پر
لیا ہے ہمنے اکیلا مکان کوٹھے پر

ادائے تیغ بھرن کی کمان کوٹھے پر
غمزہ کا تیر نگہ کا سنان کوٹھے پر
بنا کے ناز و کرشمے کی شان کوٹھے پر
کھڑے جو ہوتے ہو تم آن آن کوٹھے پر
کرو گے حسن کی کیا تم دکان کوٹھے پر

تمھاری یاد مین ٹکڑے کیا جگر مین نے
تمھارے ہجر مین چھانا ہے در بدر مین نے
کھڑا ہو دور سے ٹھہرا کے ٹک نظر مین نے
تمھین جو شام کو دیکھا تھا بام پر مین نے
تمام رات رہا میرا دھیان کوٹھے پر

اگرچہ ہمکو ستاتے ہو تم بہت ساجی
جھڑک جھڑک کے اُٹھاتے ہو بزم سے اپنی

تمھاری مجھ سے تو اُلفت نہ چھوٹے جیتے جی
یقین ہے بلکہ مری جان جب کہ نکلے گی
تو آ رہے گی تمھارے ہی جان کوٹھے پر

تمھین خبر نہین پیارے ابھی ہو تم لڑکے
گلاب و عطر ملا ہے جو تمنے کپڑون سے
یہ وقت شام ہے اور دونون وقت ہین ایسے
مجھے یہ ڈر ہے کسی کی نظر نہ لگ جاوے
پھرو نہ تم کھلے بالون سے جان کوٹھے پر

اُدھر سے زلف بھی آکر ہوا سے لہراوے
اُدھر سے پان و مسی بھی جو رنگ دکھلاوے
اُدھر سے چاند سا مکھڑا جھلک جو جھمکاوے
بشر تو کیا ہے فرشتہ کا جی نکلجاوے
تمھارے حسن کی دیکھ آن بان کوٹھے پر

جہان دلوں کی محبت کا کارخانہ ہے
وہان تو لاکھ طرح دیکھنا دکھانا ہے
یہ بار بار کے آنے سے ہمنے جانا ہے
جھمک دکھا کے ہمین اور بھی پھنسانا ہے
جبھی تو چڑھتے ہو تم جانجان کوٹھے پر

میان یہ ہے سر بازار کچھ تو خوف کرو
گلابی پیتے ہوے کی ٹک کنارے پیو
نشے مین پیارے ہنسنے کے مجھے مت اٹھیو
تمھین تو کیا ہے ولیکن مری خرابی ہو
کسی کا آن پڑے اب جو دھیان کوٹھے پر

پڑی ہین اُسپہ یہ چھٹین کئی جو شنگرفی
نہین تمھاری سر بام رنگ کی سُرخی
ہزارون دیکھی ہین ہمنے منڈیر چونے کی
کہ چونے کاری مین سرخی ہوئی ہے اور ایسی
کسی کے خون کا یہ ہے نشان کوٹھے پر

تمھارے ہجر نے اے جان مین کیا ہے کرد
حواس باختہ نمناک چشم مضمحل زرد
بھا کے آنکھون سے آنسو جگر سے بھر دم سرد
یہ آرزو ہے کسی دن تو اپنے دل کا درد

کرین ہم آن کے تئسے بیان کوٹھے پر

ہوے ہین ہمتو تمھاری محبتو نمین تباہ — ولے تمھاری وہی ہے دغا و مکر کی راہ
سُنو جی خوب سمجھتے ہین ہم تمھاری چاہ — لڑاؤ غیر سے آنکھین کہو ہوے آہ
کہ تھا ہمین تو تمھارا ہی دھیان کوٹھے پر

یہ دم کی بات جو کہنا ہو اب تو اُس سے کہو — نہ جانتا ہو تمھاری جو کوئی باتون کو
ہمین تو دھر سے معلوم آپ کی خوبو — خدا کے واسطے اتنا تو جھوٹ مت بولو
کہین نہ ٹوٹ پڑے آسمان کوٹھے پر

یہ سُنکے باتین مری ہنس پڑا وہ ماہ منیر — لگا یہ کہنے کہ تو بھی کوئی بڑا ہے شریر
پھر اپنے ناز و ادا مین سمجھ کے مجھکو اسیر — کمند زلف کی لٹکا کے اُس صنم نے نظیر
چڑھا لیا مجھے اپنے ندان کوٹھے پر

خمسہ بر غزل خود

کیا دوڑ دوڑ پھرتے ہو اِس گھر کے آس پاس — تم بھی تو آگے دیکھو کبھی در کے آس پاس
دیکھا ہے ہمنے خوب نظر کر کے آس پاس — زلفین یہ دو نہین رخ دلبر کے آس پاس
ابر سیہ ہے ماہ منور کے آس پاس

عنبر کی بو کا آہ یہ کب فیض ہے عمیم — جس سے شگفتہ ہو لب زخم دل ندیم
جانبخش عاشقون کی ہے اتبر مے شمیم — تجھ مین تو یہ شمیم نہ تھی سچ کہ اے نسیم
کس کے پھری تو زلف معنبر کے آس پاس

تیرے سوا تو کوئی نہین ایسا نامہ بر — جو میرے حال زار کی دیوے اُسے خبر
کہیو صبا تو غنچہ دہن سے کہ ہر سحر — گلشن مین جا کے پھرتا ہون اُس گل کو یاد کر

دو دو پہر مین سر و صنوبر کے آس پاس

نکلے گی آہ سینے سے جسوقت جون شرار
اک آن مین جلائیگی غیرونکے گھر ہزار
تنہا پڑیگا شور طپش کا نہ بے شمار
رو دینگے ہم جو دیکھیو کوچہ مین اپنے یار
پانی ہی پانی ہوگا ہر اک گھر کے آس پاس

خلوت مین گاہ گاہ وہ ہے دسترس مجھے
جو ہاتھ جوڑ پانون پہ دلبر کے جا پڑے
کثرت مین دیکھتا نہین ہرچند دل مجھے
اُس شوخ کی طرف مین رقیبونکے خوف سے
دیکھون بھی ہون تو آہ نظر بھر کے آس پاس

مقدور غیر کا نہین جو ساتھ پھر سکے
کیا غیر اپنے ساتھ نہ سایہ کو لگنے دے
پھرتی ہے گرد گل کے صبا جسطرح سے
ہم تو کمر بندھانیکے حیلے سے پھر لیے
تکیے کے ساتھ ساتھ ستمگر کے آس پاس

بلبل کی طرح کب تئین نالہ کیا کرون
اب جیمین ہے پتنگ کی مانند جل اٹھون
گو شعلہ رو کے گرد سراور پانو نسے چلون
مثل بنیٹی آہ کا چکر سا باندھ دون
پھرنے دے گرد اپنے مجھے سر کے آس پاس

دو چار روز بیٹھ سکون کب تئین دلفگار
اُس بن تو ایکدم نہین دلکو مرے قرار
تم مانو یا نہ مانو یہ باتین ہین بے شمار
باران ہو گرچہ باد ہو کچھ ہو پر ایکبار
پھر آنا اُس صنم کے مجھے گھر کے آس پاس

نے سر کی سدھ تجھے ہے نہ بالونکی ای پری
شاید کسی سے آج تری آنکھ ہے لڑی
کس کی لگن مین جلتی ہے کیا جانے تو کھڑی
ای شمع ٹک تو دیکھ کہ پروانہ اسگھڑی
کس کس طرح پھرے ہے ترے سر کے آس پاس

جز سوختن کے آہ نہین کچھ اسے طلب
سمجھے تو جان دے ہے یہ اب وصل کے سبب
مہمان ہے کوئی دم کا یہ چلتا ہے تشنہ لب
اس جا ہ پر تو تجھکو بھی لازم ہے یہ کہ اب
اُٹھکر پھرے تو آکے ہر اک سر کے آس پاس

جنت مین جبکہ جائینگے سب خرد اور کبیر
کہدینگے اپنے دل کا جو کچھ ہو دیگا ضمیر
یعنے کہ جام مانگین گے ہر اک جوان و پیر
کیا کیا ہجوم ہونگے مجھونکے اے نظیر
محشر کے روز ساقی کوثر کے آس پاس

دربیان ہولی

پھر آنکے عشرت کا مچا ڈھنگ زمین پر
اور عیش نے عجب ہے کیا تنگ زمین پر
ہر دل کو خوشی کا ہوا آہنگ زمین پر
ہوتا ہے کہین راگ کہین رنگ زمین پر
بجتے ہین کہین تال کہین چنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

گھنگرو کی پڑی آن کے پھر کانین جھنکار
سارنگی بھی ہوتی ہین طنبورونکی مددگار
طبلونکے تھپکے طبل یہ سازونکے بجے تار
راگونکے کہین غل کہین ناچونکے بندھے تار
ڈھولک کہین جھنکارے ہے مردنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

اس رات چمن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
اور جنگل و بن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
ہر شوخ کے تن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
عاشق کے بدن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
سب عیش کے رنگون مین ہے ہم رنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

مارا ہے پٹ ہولی کے رنگوں نے عجب جوش
جو رنگ میں اک خلق نئی پھرتی ہے گل پوش
ہیں ناچ کہیں راگ کہیں رنگ کہیں نوش
پیتے ہیں نشے عیش میں سب لوٹیں ہیں مدہوش
معجون کہیں پیتے ہیں کہیں بنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

میخانہ میں دیکھو تو عجب سیر ہے یارو
وال مست پڑے لوٹتے ہیں اور کرتے ہیں ہاؤ ہو
مستی سے سوا عیش نہیں ہوش کسی کو
شیشو نمیں پیالو نمیں صراحی میں خوشی ہو
اچھلے ہے پڑی یا وہ گلرنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

گا گا کے پکارین کہیں رنگو نکی چھڑک ہے
مینائی بھبک اور کہیں ساغر کی جھلک ہے
طبلو نکی صدائیں کہیں تالو نکی جھنک ہے
تالی کی بہارین کہیں ٹھلیا کی کھڑک ہے
بجتا ہے کہیں دف کہیں مرچنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

مستی میں اُٹھا آنکھ جدھر دیکھو اہا ہا
ناچے ہے طوائف کہیں مٹکے ہے بھوتیا
چلتے ہیں کہیں جام کہیں سوانگ کا چرچا
اور رنگ کو گلیو نمیں جو دیکھا تو ہر اک جا
بہتی ہیں اُمنڈ کر چمن و گلنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

معمور ہیں خوبان سے گلی کوچہ و بازار
اُڑتا ہے عبیر اور کہیں بچکا ریکی ہے مار
چھایا ہے گلالو نکا ہر اک جا پہ دھوان دھار
پڑتی ہے جدھر دیکھو اُدھر رنگ کی بوچھار
ہے رنگ چھڑکنے سے ہر اک رنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

بھاگے ہے کہیں رنگ کسی پر جو کوئی ڈال
وہ پوٹلی مارے ہے اُسے دوڑ کے فی الحال
یہ ٹانگ گھسیٹے تو وہ کھینچے ہے پکڑ بال
وہ ہاتھ مروڑے تو یہ توڑے ہے کھڑا گال
اس ڈھب کے ہر اک جا پہ رہے ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

بیٹھے ہیں سب آپس میں نہیں ایک بھی کڑوا
پچکاری اُٹھا کر کوئی چھکاوے ہے کھڑوا
پھرتے ہیں کہیں مشک کہیں رنگ کا گڑوا
کیا شاد وہ ہوتا ہے جسے کہتے ہیں بھڑوا
سُنتے ہیں یہاں تک نہیں اب ننگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

ہولی کی نظیر اب جو بہاریں ہیں اہاہا
محبوب رنگیلوں کی قطاریں ہیں اہاہا
کپڑوں پہ بھی رنگ کی دھاریں ہیں اہاہا
سب ہولی ہی ہولی ہی پکاریں ہیں اہاہا
کیا عیش ہے کیا رنگ ہے کیا ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

در بیان موت

دنیا میں انپا جی کوئی بھلا کے مرگیا
دل تنگیوں سے اور کوئی اُکتا کے مرگیا
عاقل تھا وہ تو آپکو سمجھا کے مرگیا
بیعقل چھاتی پیٹ کے گھبرا کے مرگیا
دکھ پا کے مرگیا کوئی سکھ پا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

دن رات رن مچے ہے یہاں اور پڑے ہے جنگ
چلتی ہے نت اجل کی سنان گولی اور تفنگ
جسکا قدم بڑھا وہ مواوہیں ہے دو رنگ
جو جی چھپا کے بھاگا تو اُسکا ہوا یہ رنگ

وہ بھاگتے ہین تیغ و تبر کھا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

پیدا ہوے ہین خلق مین اب جتنے جزو کل
یا چپ گذاری عمر و یا دھوم کر چہل
جب آنکر فنا نے کھلایا اجل کا گل
کام آئی کچھ کسی کو خموشی نہ شور و غل

چپکے کوئی موا کوئی چلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

گر لاکھ عشرتون سے ہے دلمین یہ دھوم دھام
یا مصیبتون سے ہو اغم کا اثر دہام
آخر کو جب اجل نے کیا آن کر سلام
غم مین کسی حسین کے کوئی ہو گیا تمام

کوئی حور پریان چھاتی سے لپٹا کے مرگیا
جیتا رہا نکوئی ہر اک آکے مرگیا

پڑھکر نماز کوئی رہا پاک باوضو
کوئی شراب پی کے رہا مست کو بکو
ناپاکی پاکی موت کی ٹھہری نہ روبرو
کوئی عبادتون سے موا ہو کے سرخرو

ناپاک روسیاہ بھی پچتا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کر دل کے آئینہ کے تئین صاف اے نظیر
کشف قلوب دل پہ کیا اپنے آشکار
جب پیک نے اجل کے کیا آنکر گذار
کام آئی روشنی نہ کرامات کی بہار

کامل فقیر خلق مین کہلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

بالفرض گر کسی کو ہوئی یا وکیمیا
یا مفلسی مین ایک نے خون جگر پیا

کوئی زیادہ عمر سے اکدم نہیں جیا
سو بھی کسی نے روٹی چبا غم میں جی دیا
قلیا پلاؤ زردہ کوئی کھا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

پہنا لباس خوب اگر عطر کا بھرا
یا چیتھڑوں کی گدڑی کوئی اوڑھ کر مرا
آخر کو جب اجل کی چلی آن کر ہوا
پوے کے جھونپڑے کو کوئی چھوڑ کر چلا
باغ و مکان محل کوئی بنوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

گیسو بڑھا کے کوئی مشائخ ہوا یہاں
یا بینوا ہو کوئی ہوا خود منڈا یہاں
جب مرشد اجل کا قدم آیا درمیاں
کوئی تو لمبی داڑھی لیے ہو گیا رواں
مونچھیں بھوئیں تلک کوئی منڈوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

گر ایک بیوقار ہوا ایک قدردار
سر پر لگا جب آنکے تیغ اجل کا وار
بے قدری کام آئی کسی کا نہ کچھ وقار
تھا بیحیا سو وہ تو موا کھو کے ننگ و عار
اور جسکو شرم تھی سو وہ شرما کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

کوئی ٹھڈی چاہتا تھا کوئی مونچھ اوپر
جسدم قضا نے ہاتھ میں لی تیغ اور سپر
کام آئی کچھ فقیری نہ کچھ تخت اور چھپر
یہ خاک پر موا وہ موا تخت کے اوپر
تھی جسکی جیسی قدر وہ بتلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

عاشق

عاشق ہو کر کسی نے کسی گل کی چاہ کی
معشوقی کام آئی کسیکی نہ عاشقی
اور جب اجل کی دونوں سے آکر لگن لگی
عاشق نے اپنے عشق بڑھانے میں جان دی

دلبر بھی اپنے حسن کو چمکا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

کتنوں میں بڑھکے ایسی بڑھی الفتوں کی چاہ
جو جسم و جان ایک ہوے اُنکے واہ واہ
عاشق ہوا تو مر گیا معشوق خواہ مخواہ
معشوق مر گیا تو وہ عاشق بھی کر کے آہ

اِس گلبدن کی قبر اوپر جا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

کیا کالے پیلے شکل کے کیا گورے گلعذار
عاشق کوئی ہے اور کوئی معشوق طرحدار
عاقل حلیم و عامل و فاضل رسالدار
پنڈت نجومی بید چہ ناداں چہ ہوشیار

دو دن کی شان ہر کوئی دکھلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

کیا اونچی ذات پاک کے اشراف کیا نجیب
قسمت سے چھوٹی کوڑی کسی کو نہو نصیب
جسدم قضا کے ہاتھ نے بند آنکھ کی عجیب
کیا ہوشیار و عاقل و دانا و کیا طبیب

کوئی خزانہ خاک میں گڑوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

مرنے سے پہلے مر گئے جو عاشقان زار
وہ زندۂ ابد ہوے تا حشر برقرار
کیا کاتبان اہل قلم خوشنویس کار
جتنی کتابیں دیکھیے ہو لاکھ یا ہزار

کوئی لکھ کے مر گیا کوئی لکھوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

پیر و مرید و شاہ و گدا میر اور وزیر
سب آنکر اجل کے ہوے دام مین اسیر
مفلس غریب صاحب تاج و علم سریر
کون اس جہان مین نہ رہا اے میان نظیر
کوئی ہزار دن عیش کی ٹھہرا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

در صفت چپاتی

جب ملی روٹی ہمین سب نور حق روشن ہوے
رات دن شمس و قمر شام و شفق روشن ہوے
زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہوے
اپنے بیگانونکے لازم تھے جو حق روشن ہوے
دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

وہ جو کھاتے ہین باقرخانی کلچہ شیرمال
ہین وہ خاص الخاص درگاہ کریم ذوالجلال
یہ جو روٹی دال کا رکھتے ہین ہم گردن مین جال
جب ملی روٹی وہین ہم ہو گئے صاحب کمال
دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

وہ تو اب مرد خدا ہین قوت جنکا نور ہے
وہ ملائک ہین وہان روٹی کا کیا مذکور ہے
دل ہمارا تو فقط روٹی کا اب رنجور ہے
ہم شکم بندون کا یارو بس یہی دستور ہے
دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

پیٹ مین روٹی پڑی جب تک تو یار و خیر ہے
گر نہ ہو پھر غیر کا اپنے ہی جیسے بیر ہے
کھاتے ہی دو تر نوالے آسمان پر سیر ہے
آسمان کیا پھر تو خاصے لامکان کی سیر ہے

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

جب تلک روٹی کا ٹکڑا ہو نہ دسترخوان پر
نے نمازون مین لگے دل اور نہ کچھ قرآن پر
رات دن روٹی چڑھی رہتی ہے سب کے دھیان پر
کیا خدا کا نور برسے ہے پڑا ہر نان پر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

گر نہون دو روٹیان اور اک پیالہ دال کا
کھیل پھر بگڑا پھرے یا جال کا اور قال کا
گر نہو روٹی تو کس کا پیر کس کا بالکا
وصف کس منہ سے کرون مین ان کے احوال کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

پیٹ مین روٹی نہ تھی جب تک دو عالم تھا سیاہ
جب پڑی روٹی تو پہونچی عرش کے اوپر نگاہ
کھل گئے پردے تھے جتنے ماہی سے تا ماہ
کیا کرامت ہے فقط روٹی مین یارو واہ واہ

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

یون چمکتا ہے پڑا ہر آن گردہ نان کا
جان آتی ہے لیے سے نام دسترخوان کا
چاند کا ٹکڑا کہون مین یا کٹورا نان کا
روح ناچے ہے بدن مین نام سنکر خوان کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

حسن جتنے ہین جہان مین سب بھرے ہین خوبیان
خوبیان جتنی ہین لاکر سب بھری ہین نان مین

عاشق و معشوق بھی ٹکیا کے ہین دونو نگین — پھنس رہے ہین سب کے دل روٹی کے دستر خوان مین

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

جو مرید اپنا کسی درویش کو کرتا ہے پیر — یعنی کچھ دیکھے تجلی کی کرامت دلپذیر
کھاتے ہی دو روٹیان دل ہو گیا بدر منیر — کوئی روٹی سا نہین اب پیرو مرشد ای نظیر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

برسات کا تماشا

اہل سخن کو ہے گا اک بات کا تماشا — اور عارفون کی خاطر ہے ذات کا تماشا
دنیا کے صاحبون کو دنرات کا تماشا — ہم عاشقون کو ہے گا سب گھات کا تماشا

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

خورشید گرم ہو کر نکلا ہے اپنے گھر سے — لیتا ہے مول بلول کر کر تلاش زر سے
آئی ہو بھی لیکر بادل کو ہر نگر سے — آدھے اساڑھ تو اب دشمن کے گھر سے برسے

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

قاصد صبا کے دوڑے ہر طرف مُنہ اُٹھا کر — ہر کوہ و دشت کو بھی کہتے ہین یون سنا کر
ہان سبز جوڑے پہنو ہر دم نہا نہا کر — کوئی دم کو میگھ راجا دیکھے گا سبکو آکر

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

جب یہ نوید پہونچی صحرا مین ایکبارگی — ہونے لگی وہان پھر برسات کی تیاری
چشمونمین کوہ کے بھی ہوئی سبکی انتظاری — موسم کے جانور بھی آتے ہین بار بار ی

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

ساون نے بادلون سے پھر آکھٹا جو چھائی
بجلی نے اپنی صورت پھر آن کر دکھائی
ہوست رعد گرجا کوئل کی کوک آئی
بدلی نے کیا مزے کی رم جھم جھڑی لگائی

آیا رچلکے دیکھین برسات کا تماشا

جن صاحبونکے دل کو کچھ عیش سے ہے بہرا
وہ اس ہوا مین جا کر دیکھے ہین کوہ و صحرا
ہر طرف آب سبزہ اور گلبدن سنہرا
جنگل مین آج منگل کس کس طرح کا لہرا

آیا رچلکے دیکھین برسات کا تماشا

کوئی اپنے دلربا سے کہتا ہے دیکھین جنگل
چیرے کو تو گلابی یا گل انار رنگ لال
اور ساغر و صراحی نے کی تو اپنے سنگ لال
پی پی نشو نمین سیرین دیکھین بنا کے بنگلا

آیا رچلکے دیکھین برسات کا تماشا

ہر گلبدن کے تنمین پوشاک ہے کھری
پگڑی گلابی ہلکی یا گل انار گھری
صحن چمن مین ہے جو بارہ دری سنہری
اسمین سجھون کی آکر ہے بزم عیش ٹھہری

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

معشوق عاشقونمین کیا بزم بانک ہے
شیشہ گلابی ساقی اور جام اور گنرک ہے
جھنکار تال کی ہے اور طبلے کی کھڑک ہے
گوری ملار کیسا آواز کی کمک ہے

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

آکر کہین مزے کی ننھی پھوہار برسے
چیرہ بنکا رنگ چھٹکا حسن نگار برسے
اک طرف اولتی کی باہم قطار برسے
چھاجون امنڈ کے پانی موسل کی دھار برسے

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

ہر کوہ کی کمر تک سبزہ ہے لہلہاتا | برسے ہے مینھ جھڑ جھڑ پانی بہا ہے جاتا
وحش و طیور ہر اک ململ کے ہے نہاتا | غوغا کرین ہین مینڈک جھینگر ہے غل مچاتا
آیا رچلے دیکھین برسات کا تماشا

گلشن مین آ پھرے ہین سب گلبدن نکیلے | ساتھ اُنکے لگ رہے ہین عاشق جو ہین رنگیلے
کہتا کوئی کسی سے اے دلربا ہٹیلے | ایک ہی گلابی مے کی ہاتھون ہے میرے پیارے
آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

کالی گھٹا ہے ہر دم برسے ہین مینھ کی دھارین | اور جسمین اور ہی ہین بگلون کی سو قطارین
کوئل پپیہے کوکین اور کوک کر پکارین | اور مورست ہو کر جون کو کلا چنگھارین
آیا رچلے دیکھین برسات کا تماشا

کالی گھٹا مین آکر ہو مست تل رہی ہین | دستارین رخ اُسمین کیا خوب جھل رہی ہین
رخسارون پر بہارین ہر اک کے ڈھل رہی ہین | شبنم کی بوندین جیسے ہر گل پہ تل رہی ہین
آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

سانون کی کالی راتین اور برق کے اشارے | جگنون چمکتے پھرتے جون آسمان پہ تارے
لپٹے گلے سے سوتے معشوق ماہ پارے | گرتی ہے جیت کسیکی کوئی کھڑا پکارے
آیا رچلے دیکھین برسات کا تماشا

ہاتھونمین ہین ہر اک کے پھولونکی رالچھڑیان | بجلی چمکتی پھرتی اور رگ رہی ہین جھڑیان
کل بوندونکے جو اوپر بوندین ہین مینھ کی جھڑیان | برسین گویا ہزارون اب موتیونکی لڑیان
آیا رچلے دیکھین برسات کا تماشا

ہر ایک اُنمین بہتر محبوب گلبدن ہے | خوبی مین برگ گل سے بہتر ہر اک کا تن ہے

تس پر یہ ابر باران اور گل ہے اور چمن ہے
عاشق کے دل سے پوچھو کیا عیش کا چلن ہے

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

شہرونکے بیچ ہرجا عمدونکے جو مکان ہین
باران کے دیکھنے کی بام و اٹاریان ہین
بیٹھے ہوے بغل مین معشوق دلستان ہین
ہر رنگ و ہر طرح کی مے کی گلابیان ہین

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

جنگلے سبونکے ہرجا اونچے چھوائے زردے
میوے مٹھائی نانبا نگورا اور سردے
پکوان تازے تازے خاصے پلاؤ زردے
برسے ہے ابر باران کھلوا دیے ہین پردے

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

اب شہر مین جہانتک اوباش پیشہ ور ہین
بیٹھے دکان اوپر بے خوف و بے خطر ہین
معشوق ہین بغل مین محبوب سیمبر ہین
اور سب غریب و غربا دلشاد اپنے گھر ہین

آیا رچلے دیکھین برسات کا تماشا

آگے دکان کے تالا ہے موج مارچلتا
عالم طرح طرح کا آگے سے ہے نکلتا
کوئی چھپکتا پانی اور کوئی ہے پھسلتا
ٹھٹھا ہے اور مزا ہے آب عنب ہے دھلتا

آیا رچلے دیکھین برسات کا تماشا

معمور ہین جہانکی سب تال اور تلیان
سب بھر رہا ہے پانی ہون نہر یا نہریان
اور ڈالیان چمن کی یون زور سے جھکی ہین
باول بھرے ہین جیسے معشوق ہین وگھنیان

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

ہے جو نظیر جنکی دھومین اوکستیان ہین
سب سے زیادہ اسکو اب عیش مستیان ہین
معشوق ہین بغل مین اور مے پرستیان ہین
شعرون سے موتیونکی بوندین برستیان ہین

آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا

دید بازی

پھبتا ہے اُسکو یار دوم عاشقی کا بھرنا
ہووے جسکو سو سو گل پھول کا کترنا
جس گھاٹ حُسن اُترے اُس گھاٹ ہو اُترنا
جس ڈھب کا حُسن دیکھا اُس ڈھب ہی کا گزرنا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن بھاری شہ و یار جھاڑا
تو پہلوان بنکر کھودا وہین اکھاڑا
ڈنڈ بیل بھان مگدر لیزم سے خم کو جھاڑا
اس پیچ سے ہی گلرو بیٹھے کو دھر پچھاڑا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

جو حُسن تھا چمکتا قاتل کا مثل کتا
تو مکڑی باز بنکر پھینکا پھری بھی گتکا
بانگ اور پٹا ہلایا محنت سے ہو کے اٹھا
راوت ہی بنکے مارا اُسپر بھی ہاتھ اپنا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حُسن بانکا تو بنکے ٹیڑھے بانکے
تیغ و سپر تنچے باندھے ہین سب جہان کے
گرخانہ جنگی اُس سے کھائے بدنپٹا نکے
مانکے تو کھائے لیکن پھینکے بھی خوب پھانکے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

تصویر سی کسیکی صورت جو وی دکھائی
تو بنکے پھر مصور تصویر ہی بنائی

کلیونمیں سیر دیکھی میلونمیں جا لگائی | اس شکل سے ہی اکثر کی حسن کی کمائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

تھے کی طرح دل کو جس حسن نے مروڑا | تو پال کر کبوتر اُس سے ہی دل کو جوڑا
دکھلا مکھی کا پٹھایا شست روکا جوڑا | کیسا ہی پر کھڑا تھا پر موٹھ سے نچھوڑا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھا جو حسن یارو جون لعل یا انگارا | تو لعل چینی کا ہے پھر یا لنا بچارا
کل یا کہ حال روکا اور لعل کو اُتارا | اُس لعل کے ہی ڈھب میں اُسپر بھی حال ہارا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

بازاری حسن دیکھا تو کر کے دغا کاری | پنجرے بنائے خاصے رنگین اور بھاری
ڈالے ہنڈوے اُسمیں رنگین نے رنگاری | اُن پنجروں ہی میں کر فنی نئی دُکانداری

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

اچھا لگا جو دل کو سیمین بدن پیارا | تو کیمیا گری کا پھر ٹھکٹھکا سنوارا
دکھلا کے چاندی سونا جیسے چمکتے تارا | یارا ہی تھا تو اُسکو اِس ڈھب میں بات لایا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

جمنا پہ جبکہ دیکھیے اس حُسن کے پنا پے
تو بنکے باھن اسجا چھاپے تلک ہی چھاپے
چندن دکھا کے ہر دم درپن دکھا کے پھابے
اُس گھاٹ پر بھی آخر نے ہی چھپاپے چھاپے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جادو جو حسن دیکھا تو سیکھے جادو ٹونے
بیرونکے تئین جگا کے بٹھایا کونے کونے
پارکھو پری کے کاجل چانول سندور سونے
جادو مین دیکھ ڈالے کافر کئی سلونے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھا جو حسن قابل تو رختہ بنائے
کچھ مکریان بنائین اور کچھ کبت بنائے
سکھیونکی بحث ڈالی اور کھنڈ بھی جمائے
جب جھونے نپائے پھر تو مزے اُڑائے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جو حسن شیر دیکھا تو رچھ کو نکالا
اور بنکے رچھ والے سونٹا کڑا سنبھالا
کُشتی سے کھڑکھڑایا اور آپ کو اُچھالا
اُس رچھ سے بھی کتنے گلرو کو دیکھ ڈالا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

کھڑکی کا حُسن دیکھا تو پھر نچا کے بندر
بکرا بھی لا بٹھایا اس کام کا سمندر
جب ڈگڈگی بجائی کوچہ گلی کے اندر
لڑکے ہزارون بولے آؤ میان قلندر

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

پایا جو رنگ بھولا تو نبکے رنگ بھر لیے
چھلے انگوٹھی ڈھالے سانچے کی کر کے بھر لیے
بولا کوئی تو اسمین کچھ تو خدا سے ڈریے
تو اُس سے ہنسکے کہنا کچھ بات یان کریے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حُسن کوئی بلدار لہر کھایا
تو بن گئے سپیرے اور سانپ کو جلایا
تو بنی بجا کے ہر دم سانپونکا پھن ہلایا
اُس سانپ کے ہی فن سے اپنا بھی من منایا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حُسن سرکش سیانے ہی ہو پکارے
دھونی لگیتے لکھے اور بھوت جن اُتارے
پھونکی چڑیل خندی دیو و نپر ہاتھ مارے
اک چھوٹے منتر و نمین کیسے کیسے نظارے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جو حُسن بالا دیکھا تو مکڑیان بنائین
ڈبیونمین ڈال رکھی اور رکھڑیان بنائین
کچھ چینیان منگائین کچھ تیلیان بنائین
اِن تیلیون کی خاطر کیا تیلیان بنائین

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

ہر اک پلنگ اُتارا شیشے مین جڑ کے ماشا
لکڑی کے پھول کترے اور سنگترہ تراشا
سولی کا ہنس بگاڑا گاجر کا سور باشا
دیکھا ہر اک بہانے اِس حسن کا تماشا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

میلونمین آم جامن سیب و انار بیچے
سیرونمین دال موٹھین پاپڑ اچار بیچے
گھاٹون مین جا چینے نقد و اُدھار بیچے
چکلونمین بنکے مالی پھولونکے ہار بیچے
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

گر آ پڑے کسی دن کچھ سیتلا برائی
تو بیکلی و یاکی دلکی سر برائی
پھر نگئے پجاری کر حسن کی ادگائی
اِس سیتلا کی مت مین اپنی ہی مت گنوائی
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

ہولی کی پھر بہارین آ پہونچی دائین بائین
تو بنکے جوگی چیلے باندھی عجب ہوائین
آزاد بینوا ہو پھر کین ند اصد ائین
اُس حال قال ہی سے دین حسن کو دعائین
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

خوبی کا لہر کھاتا دیکھا جو حسن لہری
پائے ٹبیر طوطے بگلے بے گلہری
کی بات وہی جو کچھ اُسکے پسند ٹھہری
اُس لہر کی ہے دیکھی کیا کیا بہار گہری
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حُسن سیانا تو بن گئے دوانے
لاگے ہر اک کو اپنا دیوانہ بین جتانے
لڑکونکے سنگ کھانے اور شور و غل مچانے
دیکھے ہزار جھگڑے آخر اِسی بہانے
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھی جو نرم و نازک اس حسن کی کلائی
منھیار بنکے چوڑی ہاتھوں مین کھن کھنائی
بیچے بہت کھلونے اور جوجوبن ہے آئی
آخر بھکاری بنکر کی حسن کی گدائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

لازم ہے اسکو یارو عاشق وہی کہاوے
جو اسطرح کہانی کرکے حسن کو بڑھاوے
بہروپیا بھی اپنا بہروپ بھولجاوے
آگے نظیر کیا کیا عاشق کی دھن بناوے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

اژدہے کا بچّا

بیچے ہے اتبو کوئی بلبل بے کا بچّا
اور بیچتا ہے کوئی طوطے ہرے کا بچّا
مینا بیا لٹورا اور ابلقے کا بچّا
تیتر بٹیر سارس شکرے لوے کا بچّا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لو اژدہے کا بچّا

کھاتے تھے ہمتو اس سے آگے پلاؤ قلیا
یارو کبھی سو کبھی روٹی یا باجرے کا دلیا
پھرتے ہین سر پر رکھکر جالیس من کی کٹھیا
اب کوئی آگرے مین ایسا نہین ہے بلیا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لو اژدہے کا بچّا

جب بیچتے تھے یارو ہم اژدہا پرانا
سو سو طرح کا جب تو آتا تھا ہم کو کھانا
اب کا بلی جو کم ہے تو بھی یہ دل مین ٹھانا
اک بچا روز لانا اور روز بیچ کھانا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لو اثر دہے کا بچّا

گاہک نہ کوئی بولا ہے یہ بدّ از مانا
آج اُسکو سر پہ رکھکر سب شہر ہمنے چھانا
اب بھی بکا تو بہتر نہین پھر پیچلانا
ہے اِس سے ہی ہماری نت روٹی کا ٹھکانا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لو اثر دہے کا بچّا

ہو ڈر ہم اسکو رکھین یا پھیرتے جاوین
کو کیا ہم آپ کھاوین یا آپ کو کھلاوین
کچھ بن نہین ہے آتا یہ دکھ کسے سُناوین
جی چاہتا ہے اب تو یہ شہر چھوڑ جاوین

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لو اثر دہے کا بچّا

سو من گیہون کا ہر دم کھانیکو کہانسے آوے
اور سو کچھال پانی کب تک کوئی پلاوے
جب رات ہو تو ہر دم یہ خوف جمین آوے
شاید اسے چرا کر کوئی چور لے نجاوے

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لو اثر دہے کا بچّا

روزی کی ہو تو ایسی گھر گھر مین ہین کسالے
ہاتھی و گھوڑے اپنے دیتے ہین لوگ ڈھالے
جب تنگ ہو تو روزی کون اثر دہے کو پالے
اسکی بھی اور ہماری یارو خبر خدا لے

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لو اثر دہے کا بچّا

نو دس ہزار تک تو چھونے اُسے نہ دینگے
اتنے روپے تو اسکے اک پر کے ہم نہ لینگے

ستر ہزار تک بھی سودا نہیں کریں گے | اسّی ہزار دیگا تو ہم بھی دے چلیں گے

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچّا

سب اُٹھ گئے جہاں سے وہ تھے جو لوگ جیسا | وہ رہ گئے ہیں جنکے گھر میں نہیں ہے پیسا
اِس بات کو تو عمدہ ہو بھوگ کا بلیسا | جو اژدہے کو پالے ایسا ہے کون رسیا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچّا

آگے تو گھر بہ گھر تھے اکثر تمام داتا | سیمرغ پالتے تھے کرنے کو نام داتا
اپنے تو کوئی ہرگز آیا نہ کام داتا | سچ ہے نظیر آخر جگ کے رام داتا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچّا

در بیان مفلسی

جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی | کس کس طرح سے اُسکو ستاتی ہے مفلسی
پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے مفلسی | بھوکا تمام رات سولاتی ہے مفلسی
یہ دُکھ وہ جانے جسپہ کہ آتی ہے مفلسی

کیسے تو اب حکیم کی سب سے بڑی ہے شان | تعظیم جسکی کرتے ہیں نواب اور خان
مفلس ہو تو حضرت لقمان کیا ہے یان | ایسی بھی ہو تو کوئی نہیں پوچھتا میان
حکمت حکیم کی بھی ڈبوتی ہے مفلسی

جو اہل فضل عالم و فاضل کہاتے ہیں | مفلس ہوئے تو کلمہ تلک بھول جاتے ہیں

پوچھے کوئی الف تو اُسے بے بتاتے ہین — وہ جو غریب غربا کے لڑکے پڑھاتے ہین
اُنکی تو عمر بھر نہین جاتی ہے مفلسی

مفلس کرے جو آنکے محفل کے بیچ حال — سب جانین روٹیون کا یہ ڈلا ہے اسنے جال
گر گر پڑے تو کوئی نہ لیوے اُسے سنبھال — مفلس مین ہووین لاکھ اگر علم اور کمال
سب خاک بیچ آکے ملاتی ہے مفلسی

جب روٹیونکے بٹنے کا آکر پڑے شمار — مفلس کو دیوین ایک تو نگر کو چار چار
گر اور مانگے وہ تو اُسے جھڑکین بار بار — اِس مفلسی کا آہ بیان کیا کرون مین یار
مفلس کو اس جگہ بھی چباتی ہے مفلسی

مفلس کی کچھ نظر نہین رہتی ہے آن پر — دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر
ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے خوان پر — جسطرح کتے لڑتے ہین اک استخوان پر
ویسا ہی مفلسونکو لڑاتی ہے مفلسی

کرتا نہین حیا سے جو کوئی وہ کام آہ — مفلس کرے ہے اُسکے تئین انصرام آہ
سمجھے نہ کچھ حلال نہ جانے حرام آہ — کہتے ہین جسکو شرم و حیا ننگ و نام آہ
وہ سب حیا و شرم اُڑاتی ہے مفلسی

یہ مفلسی وہ شے ہے کہ جس گھر مین بھر گئی — پھر جتنے گھر تھے سب مین اُسی گھر کے در گئی
زن بچے روتے ہین گویا نانی گذر گئی — ہمسایہ پوچھتے ہین کہ کیا وادی مر گئی
بن مردے گھر مین شور مچاتی ہے مفلسی

لازم ہے گر غمی مین کوئی شور غل مچاے — مفلس بغیر غم کے ہی کرتا ہے ہائے ہائے
مر جاؤ گر کوئی تو کہان سے اُسے اٹھاے — اِس مفلسی کی خواریان کیا کیا کہو نہین ہائے

مردے کو بے کفن کے گڑاتی ہے مفلسی

کیا کیا مین مفلسی کی کہون خوارئیان بھگتیان
جھاڑو بغیر گھر مین بکھرتی ہین جھکڑیان
کونون مین جالے لٹکے ہین چھپر مین مکڑیان
پیسہ نہووے جنکے جلانے کو لکڑیان

دنیا مین انکے مردے بہاتی ہے مفلسی

بی بی کی تھدنہ لڑکونکے ہاتھون کڑے رہے
کپڑے میانکے بنیے کے گھر مین پڑے رہے
جب کڑیان بک گئین تو کھنڈر مین پڑے رہے
زنجیر نے کواڑ نہ حقہ کھڑے رہے

آخر کو اینٹ اینٹ کھڑاتی ہے مفلسی

نقاش پر بھی زور جب آمفلسی کرے
سب رنگ دم مین کردے مصور کے کرکرے
صورت بھی اُسکی دیکھکے منھ کھینچ رہے پرے
تصویر اور نقش مین کیا رنگ وہ بھرے

اُسکے تو مُنھ کا رنگ اُڑاتی ہے مفلسی

جب خوبرو پہ آن کے پڑتا ہے دن سیاہ
پھرتا ہے بوسے دیتا ہے ہر اک کو خواہ مخواہ
ہرگز کسی کے دل کو نہین ہوتی اُسکی چاہ
گر حُسن ہو ہزار روپیہ کا تو اُسکو آہ

کیا کوڑیونکے مول بکاتی ہے مفلسی

اُس خوبرو کو کون دے اب دام اور درم
جو کوڑی کوڑی بوسہ کو راضی ہو دمبدم
ٹوپی پُرانی دو تو وہ جانے کلاہ جم
کیونکر نہ جی کو اُس حسین جمن حُسن کے ہو غم

جسکی بہار مُفت لٹاتی ہے مفلسی

عاشق کے حال پر بھی جب آمفلسی پڑے
معشوق اپنے پاس نہ دے اُسکو بیٹھنے
آوے جو رات کو تو نکالے وہین اُسے
اِس ڈر سے یعنی رات کے رہنا کہین نہ دے

تہمت یہ عاشقون کو لگاتی ہے مفلسی

کیسے ہی دھوم دھام کی رنڈی ہو خوشجمال
جب مفلسی ہو کان پڑے سر پہ اُسکے جال
دیتے ہین اُسکے ناچ کو ٹھٹھے کے بیچ ڈال
ناچے ہے وہ تو فرش کے اوپر قدم سنبھال
اور اُسکو اُنگلیو نپہ نچاتی ہے مفلسی

اُسکا تو دل ٹھکانے نہین بھاؤ کیا بتائے
جب ہو پھٹا دوپٹہ تو کاہے سے منہ چھپائے
لے شام سے وہ صبح تلک گو کہ ناچ گائے
اوروں کو آٹھ سات تو وہ دو ٹکے ہی پائے
اِس لاج سے اسے بھی لجاتی ہے مفلسی

جس کسبی رنڈیکا ہو ہلاکت سے دل حزین
رکھتا ہے اُسکو جب کوئی آکر تماشبین
اک پون پیسے تک بھی وہ کرتی نہین نہین
یہ دُکھ اُسی سے پوچھیے اب وہ جسکے تئین
صحبت مین ساری رات جگاتی ہے مفلسی

وہ تو یہ سمجھے دل مین کہ دھیلا جو پاؤن گی
رنڈی کے پان رنڈی کی تنتی منگاؤن گی
باقی رہی چھدام سو پانی بھراؤن گی
پھر دل مین سوچتی ہے کہ کیا خاک کھاؤنگی
آخر چبینا اُس کا بُھناتی ہے مفلسی

جب مفلسی سے ہووے کلانوت کا دل اداس
پھرتا ہے لے طنبورے کو گھر گھر کے آس پاس
اک پاؤ سیر آٹے کی دل مین لگا کے آس
گوری کا وقت ہووے تو گاتا ہے وہ بہاس
یانتک حواس اُسکے اُڑاتی ہے مفلسی

مفلس جو بیاہ بیٹی کا کرتا ہے بول بول
پیسا کہان جو جا کے وہ لاوے جہیز مول
جورو کا وہ گلا ہے کہ پھوٹا ہو جیسے ڈھول
گھر کی حلال خوری تلک کرتی ہے ٹھٹھول
ہیبت تمام اُسکی اُٹھاتی ہے مفلسی

بیٹے کا بیاہ ہو تو نہ بیاہی نہ ساتھی ہے
نے روشنی نہ باجے کی آواز آتی ہے

مان پیچھے ایک میلی چدر اوڑھے جاتی ہے
بیٹا بنا ہے دولھا تو باوا براتی ہے
مفلس کی یہ برات چڑھاتی ہے مفلسی

گر بیاہ کر چلا ہے سحر کو تو یہ بلا
شہدار نانا ہیجڑا اور بھاٹ منڈچڑا
کھینچے ہوئے اُسے چلے جاتے ہین جابجا
وہ آگے آگے لڑتا ہوا جاتا ہے چلا
اور پیچھے تھپڑیون کو بجاتی ہے مفلسی

دروازے پر زنانے بجاتے ہین تالیان
اور گھر مین بیٹھی ڈومنی دیتی ہین گالیان
مالن گلے کی ہار ہو دوڑی لے ڈالیان
سقہ کھڑا سناتا ہے باتین رذالیان
یہ خواری یہ خرابی دکھاتی ہے مفلسی

کوئی شوم بے حیا کوئی بولا نکھٹو ہے
بیٹے نے جانا باپ تو میرا نکھٹو ہے
بیٹے پکارتے ہین کہ بابا نکھٹو ہے
بی بی یہ دلمین کہتی ہے اچھا نکھٹو ہے
آخر نکھٹو نام دھراتی ہے مفلسی

چولھا تو نہ پانی کے مٹکے مین آبی ہے
پینے کو کچھ نہ کھانے کو اور نے رکابی ہے
مفلس کے ساتھ سب تئین بیجا بی ہے
مفلس کی جورو سچ ہے کہ ہان سب کی بھابی ہے
عزت سب اُسکے دل کی گنواتی ہے مفلسی

کیسا ہی آدمی ہو پر افلاس کے طفیل
کوئی گدھا کہے اُسے ٹھہرو سکوئی بیل
کپڑے پھٹے تمام پڑے بال پھیل پھیل
منہ خشک دانت زرد بدن پر جمے میل
سب شکل قیدیون کی بناتی ہے مفلسی

ہر آن دوستونکی محبت گھٹاتی ہے
جو آشنا ہین اُنکی تو اُلفت گھٹاتی ہے
اپنے کی مہر غیر کی چاہت گھٹاتی ہے
شرم و حیا و عزت و حرمت گھٹاتی ہے

ہان ناخن اور بال بڑھاتی ہے مفلسی

جب مفلسی ہوئی تو شرافت کہان رہی
وہ قدر ذات کی وہ نجابت کہان رہی
کپڑے پھٹے تو لوگون مین عزت کہان رہی
تعظیم اور تواضع کی بابت کہان رہی

مجلس کی جوتیون پہ بٹھاتی ہے مفلسی

رکھتی نہین کسی کی یہ غیرت کی آن کو
سب خاک مین ملاتی ہے حرمت کی شان کو
سو محنتون مین اسکی کھپاتی ہے جان کو
چوری پہ آکے ڈالے ہے مفلس کے دھیان کو

آخر ندان بھیک منگاتی ہے مفلسی

دنیا مین لیکے شاہ سے اے یار تا فقیر
خالق نہ مفلسی مین کسی کو کرے اسیر
اشراف کو بناتی ہے اک آن مین فقیر
کیا کیا مین مفلسی کی خرابی کہون نظیر

وہ جانے جسکے دل کو جلاتی ہے مفلسی

خمسہ ولہ

کرون احوال کا اپنے بیان کیا تجھسے مین یارا
مرا ہی تقدر دل جسدن سے ساط عشق مین ہارا
پھرا از بس جو کوہ و دشت مین راتونکو آوارا
سحر آیا جو ہین مین کلبۂ احزان مین بیچارا

وہین یکبارگی جوش جنون نے دلکو للکارا

کہ بس کیا کر چکا عمر اپنی صرف شعلۂ آتش
دیا آیا تری گرمی مین حرف شعلۂ آتش
نہین نالہ تو ہے دریائے ژرف شعلۂ آتش
پڑا ہے کیا فسردہ مثل برف اے شعلۂ آتش

بہار آئی دکھا گر تجھ مین ہے کچھ قوت دیدارا

یہ سنتے ہی بھبوکا ہو گیا دل طیش مین آکر
لیا اک سانس ایسا جگر جسطرح بھٹی کی گھن چکر

کنار و جیب کی سب دھجیاں کڑوالیں تا سر — اُڑ کر گرد ملکر خاک نکلا گھر سے پھر باہر
پڑھا یہ بند اور ہو کر کے نالہ آہ کا مارا

چنان اکنون ز خود رفتم نمیدانم کجا ہستم — بر نگ جان گذشتم از سر راہ از کہ پیوستم
ز رہ بگزشت اکنون این زمان شور جنون دستم — ہجوم محشر ہنگامہ ام دیوانہ ام مستم
نہ از پائے شناسم سر نمیدانم ز سر پارا

یہ پڑھتے ہی ہوئی بحر جنون کی اور سر سائی — عجب دیوانہ پن کی کے مچی آنکھوں میں لہرائی
جو ہین دریائے دل نے آکے پھر چلنے کی ٹھہرائی — قضا نے لاد ہین اک اسقدر زنجیر پہنائی
کہ جسکے غل کا پہونچا عرش کے کانو نمین جھنکارا

خدا جانے اُڑا لائی قضا جا کر کہان سے وہ — زمین سے نکلی کافر یا کہ اُتری آسمان سے وہ
نرالی تھی غرض اے یار وزمان جہان سے وہ — کھٹکتی دور تک جاتی تھی اِس سوز و فغان سے وہ
مگر گرجا زمین کے رعد کی نوبت کا نقارا

کیا آکر جنون نے دل کا واں یہ غلغلہ برپا — کہ بنکر آگ اور خس بس جلا یا گھر قفس کا
نہ وہ انبوہ رہا نے وہ مزا نے دھوم نے چرچا — نظیر آیا جو ہین پھر ہوش مین تو کہکے یہ بولا
کہ آخر مر گیا ہے راز دانی میشو دیارا

خمسہ

رکھ بوجھ سر پہ نکلا اشتر ملا تو ایسا — گھیرا خرابیون نے لشکر ملا تو ایسا
بڑھ گئے جو بال سر کے افسر ملا تو ایسا — مفلس کا زر دجیرا جوزر ملا تو ایسا
آنسو جو غم سے ٹپکا گوہر ملا تو ایسا

جب مفلسی کا آکر سر پر پڑا ہے سایا
پھرتا ہے مرد کیا کیا در در خراب و رسوا
بنتا ہے مفلسی میں مفلس کا آپ نقشا
پورا ہنر جو سیکھا تو بھیک مانگنے کا
یہ بدنصیبی دیکھو جو ہر ملا تو ایسا

مفلس نے گرچہ مر کر کی نوکری کسی کی
کیسی ہی محنتیں کیں لیکن طلب نہ پائی
جیدھر کو ہاتھ ڈالا پائی نہ پھوٹی کوڑی
کی عاشقی تو سر پر ہے اک سڑیسی ٹوپی
سودا بھی اُسنے لے لے دلبر ملا تو ایسا

آخر کو تنگ ہو کر جب مفلسی کے مارے
چیلا ہوا کسی کا اور بنے سیلی تاگے
وانسے سوا لنگوٹی ہرگز نہ پائی اُسنے
ون کو دلائی جاڑوں شب کو منگائے ٹکڑے
مفلس کو پیر و مرشد رہبر ملا تو ایسا

آٹا ملا تو ایندھن چولھا رہا ندارد
روٹی پکائے کیسر گھر مین تو اندارد
گر ٹھیکری پہ تھوپے تو پھر مزا ندارد
نو چھید پنیدی غائب جیسر گلا ندارد
پانی کا گر میونمین جھجھر ملا تو ایسا

قلیے پلاؤ زردے دودھ اور ملائی کھوئے
پوری کچوری لڈو سب مفلسی نے کھوئے
جب کچھ ہوا میسر در رات روئے دھوئے
یا خشک ٹکڑے چابے یا پانی کے بھگوئے
سوکھا ملا تو ایسا اور تر ملا تو ایسا

کمخواب تاش مشروع تن زیب خاصہ ململ
سب مفلسی کے ہاتھون گئے اپنے ہاتھ ململ
پگڑی رہی نہ جامہ ٹپکا رہا نہ آنچل
لے ٹاٹ کی قبا پر جوڑا پرانا کمبل
ابرا ملا تو ایسا استر ملا تو ایسا

چربائی بیچ کھائی اور بان کو جلا کر
روٹی پکائی روروا اور کھائی آہ بھر کر

سونیکے وقت جھنگا گدڑ ملا رہا نچاوے
کہنی پہ سر کو رکھ کر سوئے فقط زمین پر
تکیہ ملا تو ایسا بستر ملا تو ایسا

جو صبح اور سورج جب آکے منہ دکھاوے
لے شام تک اُسی کے گھر بیچ دھوپ جاوے
آندھی چلے تو گھر میں سب خاک دھول جاوے
برسے جو مینھ تو باہر اک بوند پھر نجاوے
پھوٹے نصیب دیکھو جیسے ملا تو ایسا

جس دل جلے کے اوپر دن مفلسی کے آئے
پھر دور بھاگے اُس سے سب اپنے اور پرائے
آخر کو مفلسی نے یہ دُکھ اُسے دکھائے
کھانا جہاں تھا بٹتا واں جاکے دھکے کھائے
کمبخت کو جو کھانا اکثر ملا تو ایسا

تعظیم تھی ہر اک جا تھا پاس جب تلک ہے
مفلس ہوا تو کوئی دیکھے نہ پھر نظر بھر
کپڑے پھٹوں سے بیٹھا جس بزم میں وہ جاکر
سب فرش سے اُٹھا کر ٹھیلا یا جوتیوں پر
مفلس کو ہر مکان میں آدر ملا تو ایسا

گر مفلسی میں اُسنے دو تین لڑکے پائے
اور کنبے والے لڑکے واں کھیلنے کو آئے
دیکھے اُنکے گہنے پاتے آنکھوں میں آنسو لائے
سر کی کو چھیل بیچے تھے اور کڑے بنائے
بدبخت کے بچوں کو زیور ملا تو ایسا

اسباب تھا تو کیا کیا رکھتے تھے لوگ رشتا
مفلس ہوا تو ہرگز رشتہ رہا نہ ناتا
نے بھائی بھائی کہتا نے بیٹا کہتا بابا
اے نظیر مجھکو رونا بہت ہے آتا
اِس مفلسی زدے کو بستر ملا تو ایسا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنم کنھیا جی

مسدّس

ہر ریت جنم کی یون ہوتی جس گھر مین بالا ہوتا ہے
اُس منڈل مین ہر ہر تیرتھ سکھ چین دوبالا ہوتا ہے
سب پاپ بنھا کی بھولے ہے جب بھولا بھالا ہوتا ہے
آنند منڈیلی باجت ہین نت بھون اُجالا ہوتا ہے

یون نیک مہورت لیتے ہین اِس دنیا مین سنسار جنم
پر اُنکے اور ہی لچھن ہین جب لیتے ہین اوتار جنم

سبھ ساعت ہے یون دنیا مین اوتار کرشن کے آنے کی
جو نارد منی نے دھیان بھلی سب اُنکا بھید بتانے کی
وہ نیک مہورت جسم اس سمے جب آتے ہین
جو لیلا رچنی ہوتی ہے وہ روپ یہ جا دکھلاتے ہین

یون دیکھنے مین اور کہنے مین وہ روپ تو بالے ہوتے ہین
پر بالے ہی ہین مین اُنکے اُنکار نرالے ہوتے ہین

یہ بات کہی جو مینے اب یون اسکو تو اب دھیان لگا
ہے پنڈت پستک بیچ لکھا کس جوگا جا متھرا کا
دھن دھیر بہت بل تیج پرتاپ سان اِنکا اور ٹیل بڑا
گج اور ترنگ چھے نیکے انباری ہووے زین سجا

جب بن ٹھن اونچی مستی پر وہ بابی آن نکلتا تھا
سب ساز جھلا جھل کرتا تھا اور رنگ ٹپک اچھلتا تھا

اک روز جوانی بھج بل پر وہ کنھیا مست مغرور ہوا
اور ہنسکر بولا دنیا مین ہے دوجا کون بلی مجھسا
اک بان مین لگا کر پربت کو چاہو تو ابھی دون پل مین گرا
اس دیس کے بڑھ بل جتنے ہین کون جو مجھسے ہووے سوا

جو دشٹ کوئی بد کرتب کرشن کے مار کا ہو رچے
وہ سامنے میرے ایسا ہو جو چیٹی ہاتھی نوں بانچے

وہ ایسے کتنے ہی جو بول گرہ کے کہتا تھا
سب لوگ سبھا کے سنتے تھے کیا تا جو بولے کوئی ذرا

تھا ایک پرکھ وہ یون بولا تو بولا اپنے بل پر کیا
جو تیرا مارن ہارا ہے سو وہ بھی جنم اب لیوے گا

تو اپنے بل پر ہاے مورکھ اس آن عبث بنکار لیا
وہ تجھکو مار گراویگا یون جیسے بھنگا مار لیا

یہ بات سنی جب کنس نے وان تب سنکر اُسکے ہوش اُڑے
بھوسن کے بھیتر آن بھرا اور بول گرہ گر بسرے

یون پوچھا وہ کس دیس مین ہے اور کون بنون آکر جنمے
کون اُسکے مات پتہ ہوون جو پالین اُسکو چاہت سے

وہ بولا متھرا نگر مین اکروز جنم وہ پاوے گا
جب سیانا ہوگا تب تجھکو اک پل مین مار گراویگا

یہ بات سنائی کنس کو پھر اور آٹھ لکیرین کھینچین
بسدیو پتا کا نانون کہا اور دیوکی ماتا کہہ بھاکھین

اُن آٹھ لکیرون کی باتین پھر کنس کو اُسنے سمجھائین
جیسے اچھور دیوی کیکے مین جنمین ہوتی آٹھ یون مین

بل بیچ گرب مین تونے توسب کارج گیان بسارا ہے
جو پاچھے رکھا کھینچی ہے وہ تیرا مارن ہارا ہے

اسبات کو سنکر کنس بہت تب من مین اپنے گھبرایا
جب نارد من نے اُسکو بھی کچھ اور طرح سے سمجھایا

جب نارد من اُٹھ پاس گئے تب اُنسے اُسنے بھید کہا
پھر کنس کو وان سن بات سوا کچھ اور نہ مارگ بن آیا

جو اپنی جان بچانیکا کر سوچ یہ اُسنے پھند کیا
بلوا بسدیو اور دیوکی کو اک مندر بھیتر بند کیا

جب قید کیا اُن دونون کو تب چوکیدار بٹھا دیے
اک آن نکس پاوین پھر اُن سبکو یہ حکم دیا

سامان رسوئی کا جو تھا سب اُنکے پاس دیا رکھوا
اور دوار دیے اُس مندر کے تپ بھاتلے بھی جڑوا

ہشیار رہے یون رہنے وان تب چوکی کہہ دیے ہارے
کیا تا جو کوٹھے پر اک آن پنچھی پر مارے

بھو بیٹھا تھا جو کنس کے من وہ سمجھ کر نند نہ سوتا تھا
کچھ بات سہاتی نا اسکو نت اپنی پلک بھگوتا تھا
اس مندر مین اُن دونو نکے جب کوئی بالک ہوتا تھا
کنس آن اُسے چھپا رہے تھا من بات بتا کا روتا تھا

اک مدت تک اُن دونو نکا اُس مندر مین یہ حال رہا
جو بالک اُنکے گھر جنما سو مارتا وہ چنڈال رہا

پھر آیا وان اک وقت ایسا جو آئے گرب مین منموہن
گوپال منوہر مرلیدھر سیکھش کشور ن کیول نین
گھنشیام مرارے نہواری گردھارے سنکھ سیام برن
پھر ہونا تھا بھار کی ان للکارے جگ کے دکھ بھنجن

جب ساعت پرگٹ ہونیکی وان آئی مکٹ دھریا کی
اب آگے بات جنم کی ہے جے بولو کشن کنھیا کی

تھا نیک مہینا بھادونکا اور دن بدھ گنتی آٹھن کی
پھر آدھی رات ہوئی جسدم اور رہا نچھتر روہنی کی
سب ساعت نیک مہورت سے وان جنمے آکرشن جیبھی
اُس مندر کی اندھیاری مین جو اور اُجالی آن بھری

بسدیو بولین دیو کی جی مت دریھو بن مین کھیر کرو
اِس بالک کو تم گوکل مین لے پہونچاؤ اور مت دیر کرو

جو اُسکے تم لیجا نمین یان تک بھی دیر لگاؤ گے
وہ ڈشٹ اسے بھی مار یگا پچھتا ہی کے رہجاؤ گے
اِس آسن بھلکر تم اسکو جو گوکل مین پہونچاؤ گے
اسبات مین یہ پھل پاؤ گے جو اِسکی جان بچاؤ گے

وان گوکل باشی جو اُس کو لے اپنی گود سنبھالیگا
کچھ نام وہ اُس کا رکھدے گا اور نہر دیا سے پالیگا

جو حال یہ وان جا پہونچے گا تو اُسکا جی بچ جاویگا
جو کرم لکھی ہے تو پھر بھی مکھ ہمکو آن دکھاویگا
جس گھر کے بیچ پلیگا یہ وہ گھر ہمکو بتلاوے گا
ہم اُس سے ملنے جاوینگے یہ ہمسے ملنے آوے گا

نہ کام ہمین کچھ دعوی سے نہ جھگڑا اور رچھیے سے
جب کہیے کون ہمیں کیگا مکھ بانکے اُسکے دیکھے سے

ہو آدھی رات ابھی تو یاں بیچاؤ اِسے تم حال اُدھر — لپٹا لو اپنی چھاتی سے دی آؤ جا کے اور کے گھر
من بیچ اُنھوں کے تھا ڈر یہ دِن ہو گیا تو کنس آکر — اِک آن مین اُسکو مار گیا رہا ونگے ہم آنسو بھر

یہ بات نہ تھی معلوم اُنھین یہ بالک جگ نستار یگا
کب مار سکیگا کنس اسے یہ کنس کو آپ ہی مار یگا

جب دیو کی نے بسدیو وان سُن سُن کر بات یہ کہی — وہ بولے کیونکر لے جاؤن ہی باہر تو چوکی ہے
اور دوار لگے ہین تالے کل کچھ بات نہین بن آئی کی — نت دیو کی بولی لیجاؤ من اثیر کی رکھ آس ابھی

وہ بالک کو جب لے نکلے سب سانکر پٹ پٹ چھوٹ گئے
تھے تالے جتنے دوار لگے اُس آن جھڑا جھڑ ٹوٹ گئے

جب آئے چوکیدار وہین تب اُن بھی یہ صورت دیکھی — سب سوئے پائے اُس ساعت ہر آن جو دیتے تھے چوکی
جب سوتا دیکھا اُن سبکو ہو نر بھوکلے واں سے بھی — پھر آئے جمنا پہ جو ہین پھر جمنا دیکھی بہت چڑھی

یہ سوچ ہوا من بیچ اُنھین پھر اِس حال مین کیسے دھر یے
ہے رین اندھیری سنگ نہ بالک اور جمنا مین اب کیا کریے

یون منمین ٹھہرا پھر جیئے پھر آپ ہی من مضبوط ہوا — بھگوان دیا پہرا اُس گھا وان جمنا جی پر دھیان دھرا
یہ جوبن جون پانون بڑھاتے تھے وہ پانی چڑھتا آتا تھا — یہ بات لگی جب ہونے وان بسدیو گئے منمین گھبرا

جب پانون بڑھائے بالک نے جو آپ سے اور بھیگے جل مین
جب جمنا نے یگ چوم لیے جا پہنچے پار وہ اکتل مین

جب آن برج گوکل مین سب سوتا وان بھی پاڑ دیکھا — تب وان سے چلتے چلتے وہ پھر نند کے دوارے آپہنچے
وان نند محل کے دروازے بھی سب دیکھے تب تب وہ کھڑکے — جو چوکی والے سوتے تھے سب کو اُنھین روکے ٹوکے

جب بیچ محل کے جا پہنچے سب نے وان گھر والے تھے — ہر چار طرف اُجیالی تھی جیون سانجھ مین دیو کی بالے تھے

اِک اور اچنبھا یہ دیکھو جو رات جنم کی کشن کی تھی
اُس رات جسودا کے گھر مین تھی جنمی یار واک لڑکی
وان سوتے دیکھ جسودا کو اور بدلی کر اس بالک کی
اُس لڑکی کو وہ آپ اُٹھائے نکلے آئے متھرا جی

جب لڑکی لائے مندر مین سب تالے مندر لاگ اُٹھے
جو چوکی دینے والے تھے وہ بھی پھر اُسدم جاگ اُٹھے

جب بھور ہوئی تب گھر گھر سے سدھ کنس نے اس مندر کی
جب تالے کھلوا بیچ کیا تب لڑکی جنمی لک دیکھی
نے ہاتھ پھرایا چکر دی تو ٹپکے وہ بن ٹپکے ہی
یون جیسے بجلی کوندے ہے جب چھوٹ ہوا پر جا پہونچی

یہ کہتے نکلے اے مورکھ کیا تو نے سوچ بچارا ہے
وہ جیتا اب تو سیس مکٹ جو تیرا مارن ہارا ہے

جب کنس نے وان یہ بات سنی من بیچ بہت سا لجیایا
جو کارج ہونیوالا ہے وہ ٹالے سے کب ہے ٹلتا
سو فکر کرو سوچ کرو سو بات سناؤ حاصل کیا
ہر آن وہی یان ہوتا ہے جو ماتھے کے ہے بیچ لکھا

ہین کہتے بدھ جسے اب یان وہ سوچ بڑی ٹھہراتی ہے
تقدیر کے آگے پر یارو تدبیر نہین کام آتی ہے

اب نند کے گھر کی بات سنو وان ایک اچنبھا یہ ٹھہرا
جو رات کو جنمی تھی لڑکی ور بھور کو دیکھا تو لڑکا
گھوڑتالین چھوٹین تاج ہوا اور نوبت کا غل شور مچا
پھر کشن گرب نے نام رکھا سب کنبے کے مل بیٹھے آ

نند اور جسودا اور کوات کرنے وان ہر بیر لگے
پکوان مٹھائی میوے کے پرتاری آگے ڈھیر لگے

سب بیٹی آئین گونے کی اور پانچ سن آ بیٹھین
کچھ ڈھول مجیرے لاتی تھین کچھ گیت بچا کے گاتی تھین
کچھ ہر دم مکھ اس بالک کا بلہاری ہو کر دیکھ رہین
کچھ تھالن پنجریے کھتین کچھ سونٹھ سٹھورا کرتی تھین

کچھ کہتین تھین ہم بیٹھے ہین یہ آج بھجے وردان کا لینے کو
کچھ کہتین ہم تو آئے ہین آنند بدھاوا دینے کو

کوئی کھٹی مٹھی گرم کرے کوئی ڈالے اسپند اور بھوسی
کوئی لائی ہنسلی اور کھڑوے کوئی کرتا ٹوپی پہوہ گھی
کوئی دیکھے روپ اس بالک کا کوئی ماتھا چومے بھر بھری
کوئی بھوندنی تعریف کرے کوئی آنکھوں نکی کوئی پلکوں نکی

کوئی کہتی عمر بڑی ہووے اے بیر تمہارے بالک کی
کوئی کہتی بیاہ بھلاؤ اس آس مرادوں والے کی

کوئی کہتی بالک خوب ہوا ہے بھناتیری نیک رتی
یہ بالے انکو ملتے ہیں جو دنیا میں ہیں بڑبھاگی
اس گنپے کی بھی شان بڑھی اور بھاگ بڑے اس گھر کے بھی
یہ باتیں سبکی سن سن کر یہ بات جسودا کہتی تھی

یہ بیر یہ بالک جو ایسا اب میرے گھر میں جنما ہے
کچھ اور کہوں میں کیا تمسے بھگوان کی موپر کرپا ہے

تھی کونے کونے شوقتی اور طبلے تال کھٹکتے تھے
کوئی ناچ رہی کوئی کود رہی کوئی ہنس ہنس کے پھدکتے تھے
ہر چار طرف آنند میں تھے یوں گھر میں نند جسودا کے
کچھ آنگن بیچ بجے تھیں کوئی بیٹھی کوٹے اور چھجے

سو خوبی اور خوشحالی ہے دکھلاتی تھی سامان کھڑی
سچ بات ہے بالک ہونیکی ہے دنیا میں آنند بڑی

پھر اور خوشی کی بات ہوئی وہ بیت ہوئی دو کلاوتی
رکھوائی دودھ کی ٹھنکی پھر اور ڈالی ہلدی ہتھیری
یہ اسپر پھینکے پھر پھر کر وہ اسپر ڈالے گھڑی گھڑی
کوئی پوچ مکھ اور باہن کو کوئی سکھرنی پھینکے اور چھڑی

اس دودھ کی بھی رنگ لیونی جب پیا اور ہوا نرنا ریکا
اور تن کی ابرن یوں بھیگے جو رنگ ہو کیسر کیاریکا

مسکنہ منڈل میں یہ دھوم مچی اور ہر طرف سے رجوگی بھی
کچھ تاجین بھانڈ بھگتیے بھی کچھ چھڑی پاوین بجتی
آنند بدھاوے باج رہے نر سنگے سرنا اور تر ئی
رنگین سنہرے پانے بھی ہاتھوں کھڑے کتنے پر بھی

ہر آن اٹھاتی تھیں ناچ کسیا گنتی روپے سونیکی
نند اور جسودا ایسی کی شادی بالک ہونے کی

جوگی جوگی تھے اُنکو اُس آن نپٹ خوشحال کیا
پھر آگے باگے ریشم کے اور زر بھی بخشا بہیرا
اور جتنے ناچنے والے تھے سب اُنھیں بھی خوب بُلایا
مہمان جو گھر میں آئے تھے سب اُنکو بھی ارمان رکھا

دن رات چھٹی کے ہونے تک من خوشدل لوگ لگائی کا
پھر چل روپے اور مہرین دین جب نیگ چکایا دائی کا

نند اور جسودا بالک کو وان ہاتھوں اور پیار میں رکھتے
نت پیار کریں تن من وارین سنہری ابرک کے جھنکے
جی بہلاتے من پرچاتے اور خوب کھلونے منگواتے
لہراں جھلاتے پالنے میں ادھر اور اُدھر بٹھلاتے

کر یاد نظیر اب ہر ساعت اُس بھولے اور اُس بھولے کی
آنند سے بیٹھو بین کرو جے بولو کان جھنڈوے کی

بالپن بانسری بجیّا

یار و سنو یہ دودھ کے لٹیّا کا بالپن
اور مدھ پوری نگر کے بسیّا کا بالپن
موہن سروپ کرت کریّا کا بالپن
بن بن کے گوال گوئن چریّا کا بالپن

ایسا تھا بانسریے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

ظاہر مین ست وہ نند جسودا کے آپ تھے
ورنہ وہ آپ مائی تھے اور آپ ہی پتا تھے
پردہ مین بالپن کے یہ اُنکے ملاپ تھے
جو تی سروپ کہیے جنھین سو وہ آپ تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

اُنکو تو بالپن سے نہ تھا کام کچھ ذرا
سنسار کی جو ریت تھی اُسکو رکھا بجا
مالک تھے وہ تو آپی اُنھین بالپن سے کیا
وان بالپن جوانی بڑھاپا سب ایک تھا

ایسا تھا بانسریکے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

مالک جو ہووے اُسکو بھی ٹھاٹھ یان سرے
چاہے وہ ننگے پانوٗن پھرے یا مکٹ دھرے
سب روپ ہین اُسی کے جو کچھ چاہے سو کرے
چاہے جوان ہو چاہے لڑکین سے من بھرے

ایسا تھا بانسریکے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیّا کا بالپن

بالے ہو برج راج جو دنیا مین آ گئے
لیلا کے لاکھ رنگ تماشے دکھا گئے
اُس بالپن کے روپ مین کتنونکو بھا گئے
اک یہ بھی لہر تھی کہ جہان کو جتا گئے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

یون بالپن تو ہوتا ہے ہر طفل کا بھلا
پر اُنکے بالپن مین تو کچھ اور ہی بھید تھا
اُس بھید کی بھلا جی کسی کو خبر ہے کیا
کیا جانے اپنے کھیلنے آئے تھے کیا کلا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

روہارون کے یارون مین جا غور تھے
لڑکون مین وہ کہان ہین جو کچھ طور تھے
آپ ہی وہ پربھو ناتھ تھے آپ ہی وہ ور تھے
اُنکے تو بالپن ہی مین تیور کچھ اور تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیّا کا بالپن

وہ بالپن مین دیکھتے جدھر نظر اُٹھا
پتھر بھی اک کیا تو بن جاتا موم کا

اُس روپ کو گیانی کوئی دیکھتا جو آ — ڈنڈوت ہی وہ کرتا تھا ماتھا جھکا جھکا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیا کا بالپن

پردہ نہ بالپن کا نہ کرتے اگر ذرا — کیا تاب تھی جو کوئی نظر بھر کے دیکھتا
جھاڑ اور پہاڑ دیتے سبھی اپنا سر جھکا — پر کون جانتا تھا جو کچھ اُنکا بھید تھا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیّا کا بالپن

موہن مدن گوپال کرے بنس مین ہرن — بلیارہی اُنکے نام پہ میرا یہ تن بدن
گردھاری نند لال ہری ناتھ گوردھن — لاکھون کیے بناؤ ہزارون کیے جتن

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیّا کا بالپن

پیدا تو مدتون مین ہوے شیام جی مُرار — گوکل مین آکے نند کے گھر مین لیا قرار
نندا نکو دیکھ ہوے تھا جی جان سے نثار — پانی جسو وا پیتی تھی پانی کو وار وار

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

جب تک کہ دودھ پیتے رہے گوال برجراج — سب کے گلے کے کٹھلے تھے اور سب کے سر کے تاج
سُندر جو ناریان تھین وہ کرتی تھین کام کاج — رسیا کا اُن دنون تو عجب رس کا تھا مزاج

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

بدشکل سے تو لوگ سدا دور ہٹتے تھے
اور خوبرو کو دیکھ کے ہنس ہنس چمٹتے تھے
جن ناریون سے اُنکے غم و درد بٹتے تھے
اُنکے تو دوڑ دوڑ گلے سے لپٹتے تھے
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیّا کا بالپن

اب بٹھنیون کا اُنکے مین چلنا بیان کرون
یا میٹھی باتین مُنھ سے نکلنا بیان کرون
یا بالکون مین اسطرح پلنا بیان کرون
یا گوپیون مین اُنکا مچلنا بیان کرون
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیّا کا بالپن

پاٹی پکڑ کے چلنے لگے جب مدن گوپال
دھرتی تمام ہوگئی اک آن مین نہال
باسک چرن چھوؤن کو چلے چھوڑ کر نہال
آکاس پر بھی دھوم مچی دیکھ اُنکا چال
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کِشن کنھیّا کا بالپن

تھی ان کی چال کی تو عجب یارو چال ڈھال
پانؤن مین گھنگرو باجتے سر پر چھنڈورے بال
چلتے ہمک ہمک کے جو وہ ٹھمکاتی چال
تھا نہین کبھی جسودا کبھی نندلین سنبھال
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

پہنے جگا گلے مین جو وہ دھنی چیر کا
گہنے مین بھر رہا گویا لڑکا امیر کا
جاتا تھا ہوش دیکھ کے شاہ و وزیر کا
مین کسطرح کہون اسے چھورا اہیر کا
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

جب پاؤن چلنے لاگے بہاری نولکشور
ماکھن اُچکے ٹھہرے ملائی دہی کے چور
مُنھ ہاتھ دودھ سے بھرے کپڑے بھی شوربور
ڈالا تمام برج کی گلیون مین اپنا شور
ایسا تھا بانسریکے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

کرنیلگے یہ دھوم جو گردہاری نندلال
اک آپ اور دوسرے ساتھ انکے گوالبال
ماکھن دہی چرانے لگے سب کے دیکھ بھال
دی اپنے دودھ چور یکی گھر گھر مین ڈھونڈمال
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

تھے گھر جو گوالنون کے لگے گھر سے جابجا
جس گھر کو خالی دیکھا اسی گھر مین جا چھپا
ماکھن ملائی دودھ جو پایا وہ کھا لیا
کچھ کھایا کچھ خراب کیا کچھ گرا دیا
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

کوٹھی مین ہووے پھر تو اُسی کو ڈھنڈورنا
گولی مین ہو تو اُسمین بھی جا مُنھ کو پورنا
اونچا ہو تو بھی کاندھے پہ چڑھکر نہ چھوڑنا
پہونچا نہ ہاتھ تو اُسے مُرلی سے پھوڑنا
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

گر چوری کرتے آگئی گوالن کوئی وہان
اور اُسنے آپکڑ لیا تو اُس سے بولے یان
مین تو ترے دہی کی اُڑاتا تھا مکھیان
کھاتا نہین مین اُسکی نکالے تھا چیونٹیان
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

گر مارنے کو ہاتھ اُٹھاتی کوئی ذرا
تو اُسکی انگیا پھاڑتے گھونسے لگا لگا
چلاتے گالی دیتے مچل جاتے جا بجا
ہر طرح وان سے بھاگ نکلتے اُڑا چھوڑا
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں نہین کشن کنھیّا کا بالپن

غصّے مین کوئی ہاتھ پکڑتی جو آن کر
تو اُسکو وہ سروپ دکھاتے تھے من اودھر
جو آپی لاکے دھرتی وہ ماکھن کٹوری پھر
غصّہ وہ اُنکا آن مین جاتا وہین اُتر
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں نہین کشن کنھیّا کا بالپن

اُنکو تو دیکھ گوالنین جی جان پاتی تھین
گھر مین اِسی بہانے سے اُنکو بلاتی تھین
ظاہر مین اُنکے ہاتھ سے وہ غل مچاتی تھین
پر دل مین سب وہ کشن کے بلہاری جاتی تھین
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں نہین کشن کنھیّا کا بالپن

کہتی تھین دل مین دودھ جو اب ہم چھپائینگے
سیکشن اسی بہانے ہمین منھ دکھائینگے
اور جو ہمارے گھر مین یہ ماکھن نہ پائینگے
تو اُنکو کیا غرض ہے یہ کاہیکو آئینگے
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں نہین کشن کنھیّا کا بالپن

سب مل جسودا پاس یہ کہتی تھین آکے بیر
اب تو تمھارا کاہنھ ہوا ہے بڑا شریر
دیتا ہے ہمکو گالیان پھر مارتا ہے چیر
چھوڑے دہی نہ دودھ نہ ماکھن مہی نہ کھیر
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں نہین کشن کنھیّا کا بالپن

ماتا جسودا اُنکی بہت کرتی منتیان
اور کانھ کو ڈراتی اُٹھاپن کی سانٹیان
جب کانھ جی جسودا سے کرتے یہی بیان
تم سچ نہ جانو ماتا یہ ساری ہین جھوٹیان
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیّا کا بالپن

ماتا کبھی یہ مجھکو پکڑ کر لجاتی ہین
گانے مین اپنے ساتھ مجھے بھی گواتی ہین
جب ناچتی ہین آپ مجھے بھی نچاتی ہین
آپ ہی تمھارے پاس یہ فریادی آتی ہین
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیّا کا بالپن

ماتا کبھی یہ میری چھپگلیا چھپاتی ہین
جاتا ہون راہ مین تو مجھے چھیڑ جاتی ہین
آپ ہی مجھے رُٹھاتی ہین آپی مناتی ہین
مارو انھین یہ مجھکو بہت سا ستاتی ہین
ایسا تھا بانسریکے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

اک روز مُنھ مین کانھ نے مکھن چھپا دیا
پوچھا جسودا نے تو وہین مُنھ بنا دیا
مُنھ کھول تین لوک کا عالم دکھا دیا
اک آن مین دکھا دیا اور پھر بھلا دیا
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیّا کا بال پن

تھے کانھ جی تو نند جسودا کے گھر کے ماہ
موہن نو لکشور کی تھی سب کے دل مین چاہ
اُنکو جو دیکھتا تھا سو کہتا تھا واہ واہ
ایسا تو بال پن نہ ہوا ہے کسی کا آہ
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بال پن

سب مِلکے یار کشن مُراری کی بولو جے
گوبند چھیل کنجبہاری کی بولو جے
دو چور کہا ری ناتھ بہاری کی بولو جے
تم بھی نظیر کشن بہاری کی بولو جے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں نمیں کشن کنھیّا کا بالپن

بانسری

جب مُرلی دھر نے مُرلی کو اپنی ادھر دھری
کیا کیا پریم میت بھری اسمیں دھن بھری
لی سمیں رادھے نام کی ہر دم بھری بھری
لہرائی دُھن جو اُسکی اِدھر اور اُدھر دری

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

کتنے تو اُسکے سُننے سے دھن ہو گئے دھنی
کتنوں کی سُدھ بسر گئی جسدم وہ دھن سُنی
کتنوں کی من سے کل گئی اور بیاکلی چنی
کیا نر سے لیکے ناریاں کیا کوڑھ کیا گنی

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

جس آن کانھجی کو وہ بنسی بجاؤنی
جس کان میں وہ آؤنی وان بھی بھلاؤنی
ہر من کی ہو کے موہنی اور چت لبھاؤنی
نکلی جہان دُھن اُسکی وہ ٹھیمی سُہاؤنی

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

جس دن سے اپنی بنسی وہ سیکشن نے آنجمی
اس سانورے بدن پہ نیٹ آنکر بجی
مُرلی بھلا یا آپ کو ناری نے سدھ تجی
انکی اُدھر سے آکے وہ بنسی جدھر بجی

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

گوالون مین نندلال بجاتے وہ جسگھڑی — گوؤین دھن اُسکی سُنتے کو رہا نہین سب کُچھ پڑی
گلیون مین جب بجاتے تو وہ اُسکی دُھن بڑی — رے کے اتنی لہر جہان کان مین پڑی

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بنسی کو مُرلی دھر جی بجانے گئے جدھر — پہلے دھن اُسکی روز ہر اک دل مین کر گئی گھر
سنتے ہی اُسکی دھن کی حلاوت اودھر اُدھر — مُنہ چنگ اورنے کی دُھنین دل سے بھولکر

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

بن مین اگر بجاتی تو وان تھی یہ اُسکی جا — کرتی دُھن اُسکی پنچھی پشو کے دل مین راہ
بستی مین جو بجاتی تو کیا شام و کیا پگاہ — پڑتی ہی دھن وہ کانمین بلہاری ہو گیا ہ

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

کتنے تو اسکی دھن کے لیے رہتے بے قرار — کتنے لگائے کان اُدھر رکھتے بار بار
کتنے کھڑے ہو راہ مین کر رہتے انتظار — آتے جدھر بجاتے ہوے شیام جی مُرار

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

موہن کی بانسری کی مین کیا کیا کہون چتر — لے اُسکے من کی موہنی دھن اُسکی چتر ہرن

اِس بانسری کا آن کے جس جا ہوا بچن
کیا جل پون نظیر پکھیرو کیا ہرن

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

لہو و لعب کنھیا

تعریف کروں مین اب کیا کیا اُس مُرلی دھر بنسی کی
انت سیوا گنج پھریا کی ورین بن گئو چریا کی
گوپال بہاری بنواری دکھ بھنجن کرپا کی
گردھاری سنہ رشیام برن اور پیتانبر جی گھنشیا کی

یہ لیلا ہے اُس نند لگن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کروجے بولو کشن کنھیا کی

اک روز خوشی سے گیند تری موہن جنا تیر گئے
واں کھیلن لاگے ہنس ہنس کے یہ کنکر گوال اور بالن سے
جو گیند تری جا جمنا مین پھر جا کر لاوے جو پھینکے
وہ آپی انتر جامی تھے کیا اُنکا بھید کوئی پاوے

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کروجے بولو کشن کنھیا کی

واں کشن مدن منموہن نے سب گوالن سے یہ بات کہی
اور آپی سے جھپ کُند اُٹھا اُس کالی وہ مَن مدنی
پھر آپی جھپ سے کود پڑے اور جمنا جی مین ڈبکی لی
سب گوال سکھا حیران رہے پھر بھید نہ سمجھے اک رتی

یہ لیلا ہے اُس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سُنو ڈنڈوت کروجے بولو کشن کنھیا کی

یہ بات سُنی برج نار نے تب گھبرا گھبرا اُسکی موہ مچی
نند اور جسودا آپہونچی سُدھ بھول گئی اپنے تن کی
جمنا پر غل شور ہوا اور ٹھٹھ بندھے اور بھیڑ لگی
کوئی آنسو ڈالے ہاتھ ملے پہنچا نے کوئی بھی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کروجی بولو کشن کنھیا کی

جس وہ مین کودے منموہن وان آن چھپا تھا اک کالی
سر پانوں سے انکے آپٹا اُس وہ کے بھیتر دیکھتے ہی
پھن مارے پہونچا زور کیے اور پہرون تک وان کشتی کی
پھنکارین لین بل تیج کیے پرکشن ہے وان نہتے ہی

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھپیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کروجے بولو کشن کنہیا کی

جب کالے نے سوپیچ کیے پھر ایک کلا وان شیام نے کی
اس طور بڑھایا تن اپنا جو اُسکا نکس لگا جی
پھر ناتھ لیا اُس کالے کو اک پل بھر مین نلویر لگی
وہ وار کیا اور اُستت کی ہر ناگن بھی پھر پانون پڑی

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھپیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کروجے بولو کشن کنہیا کی

اُس وہ مین نند شیام برن اُس کالی کو جب ناتھ چکے
لی ناتھ کو اُسکے ہاتھ اپنے ہر پھن کے اوپر تر گئے
کرانے بس مین کالے کو مُسکیانے مُرلی دھر ہے
جب باہر آئے منموہن سب خوش ہو ہو جے بولا اُٹھے

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھپیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کروجے بولو کشن کنہیا کی

تھے جمنا پر اُسوقت کھڑے وان پر جتنے نر ناری
دیکھا اُنکو سب خوشحال ہوے جب باہر نکلے نبواری
دُکھ چنتا من سے دور ہوے آنند کی آئی پھر باری
سب درشن پاکر شاد ہوے اور بولے جے جے بلہاری

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھپیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کروجے بولو کشن کنہیا کی

نند اور جسودا کے من مین سُد بدھ بھولی سب پہلی
سُکھ چین ہوئی گہ بھولگئی کچھ وان پن کی ٹھہرائی
سب برجباسی ہوے مگن آنند خوشی اسدم چھائی
اُس روز اُنھون نے یہ بھی نظیر اک لیلا اپنی دکھلائی

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھپیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کروجے بولو کشن کنہیا کی

شادی کنھیّا

جہانگین جسوقت کشن جی کی اُتاسُدھ بُدھ کہ یا رہ آئی
سنبھالا ہوش اور ہوسیانے وہ بالپن کی دا بھلائی
ہوا قد اُنکا کچھ اسطرح سے کہ قمری جسکی فدا کہائی
نکالین طرزین پھر اور ہی کچھ بدنکی سج دھج بنی بنائی
ہوی خوشی نند کے جو منمین بہت ہوئین خوش جسوماتی

جو سدھ سنبھالی تو کشن کیا کیا لگے پھرانے پھرکنی کھانے
جگہ جگہ پر لگے بھٹکنے ادا سے بنسی لگے بجانے
وہ بچھڑے گوؤن کو ساتھ لیکر خوشی خوشی نیو نین جانے
جو دیکھانت اور جسودا نے یہ کہ شیام اب تو ہوے سیانے
یہ ٹھہری دونون کے منمین آکر کرین اب آنکی کہین سگائی

پھر آپس مین تو سوچی ماتی ایسی جاہوے انکی نسبت
بڑا ہو گھر در بڑے ہون سامان بہت ہو دولت بہت حشمت
ہمارے گوکل مین ہے جو خوبی اسی طرح کی ہو انکی حرمت
وہ لڑکی جس سے کہ ہوسگائی سو وہ بھی ایسی ہو خوبصورت
ہین جیسے سُندر کشور موہن نول دولارے کنور کنھائی

گئی جونا ری وہ بوڑھیان تین جسودا جی نے انھین بُلایا
کسیکو ادھر کسیکو اودھر سگائی ڈھونڈ مین کہین بھیجا یا
جو بھید تھا اپنے من کے بھیتر سو ان سبھونکے تئین بتایا
پھرین بہت ڈھونڈھتی وہ نارین جسودا نے انھین سنایا
نہ دیکھا ویسا گھر اک انھون نے نہ ویسی کوئی دولاری پائی

وہ نار یا جب نہین پھر آئین تو بولی اور ایک نار ی
ہی یہ جو برسانا اسمین سبھی پر کچھ یہانکی نول دولاری
ہین رادھکا نام اسکا کہتی بہت ہی سُندر پیاری
کہی یہ تین تو بات اُنسے اب آگے مرضی جو ہو تمہاری
کرو سگائی لگن کی اُسجا کہ اُسمین سبھی بہت بھلائی

یہ سُن جسودا جی ہین بہت خوش ادھر کو نار ی کئی روانہ
چلین وہ گوکل سے دلمین خوشی ہوئین وہ برسانے بیچ آئین
جہان وہ گھر کو بیان کیا تھا وہ نار یان اب ادھر کو دھائین
اُنھون نے آدھ بات سا کر کے سندر کا نے وہ سب بٹھائین
جو بیٹھین یہ تو لگین سُنانے ادھر اُدھر کی بہت بڑائی

جو یہ چلیتیں اِدھر اُدھر کی تو پھر سگائی کی بات کھولی
بڑے ہو تم بھی بہن وہ بولی یہ بات ہووے تو خوب ہووے

ہے جیسا سُندر اُنھوں کا لڑکا تمھارا نیکی رہے ویسی لڑکی
اِدھر بھی دولت اُدھر بھی حشمت خوشی و خوبی طرح طرح کی

اُنھوں نے اپنی بہت جمائی پر اُنکے دلمیں نہ کچھ سمائی

جو اِدھگا کی وہ مان بھی کیرت یہ سُنکے باتیں وہ بولی سنکر
وہ ایسی کیا ہیں جواب ہمارے جس اور دیکھے ہوں برابر

ہیں جیسے وہ تو سو ایسے سُندر ہمارے گھر کے تو کتنے چاکر
ہم اپنی لڑکی انھیں نہ دینگے وہ ایسا کیا گھر وہ ایسا کیا ور

کرو ہمارے نہ گھر میں تمھاں اب اس سگائی کی بات کہائی

سنا جب اُن ناریوں یہ تو چلدیں اِدھر سے وہ شور کھائیں
بہت نہیں ہیں ہوشیار اپنے وہ پھر کے گوکل کے بیچ آئیں

سنی جو باتیں یقین دلائیں اُنھوں نے وہ سب جسودا کو آسمائیں
یہ باتیں سُنکر جسودا ئیں بہت خفا ہو بہت لجائیں

سوائے خفگی کے آگے کچھ واں جسودا ئی سے بن آئی

جب اُس سگائی نہ ہونیسے واں بُرا جسودا نے مانیں مانا
جو بھید اُنکا کلا سے اپنے یہ بن جتائے ہی سب سمجھانا

کہا یہ منمیں کہ کوئی لیلا کو چاہیے اب اِدھر بھلانا
بنا کے موہن سروپ نٹ پر خوشی سب برساتے جانا

گئے وہیں ہر پھر اُس مکانمیں اور اپنی بنسی وہ جا بجائی

بجی جو موہن کی بانسری اُن تو دھن کچھ اُسکی عجب بجائی
پڑی وہ جن جن کے کان میں آ اُسے سُدھ اپنے نہ رہنے پائی

بھلائی بنسی نے کچھ تو سُدھ بُدھ اِدھر جھلک جو سروپ کی تھی
ہر اک طرف کو ہر اک مکان پر جھلک وہ ہر کی کچھ ایسی چمکی

کہ جسکی ہر اک جھلک کے دیکھے تمام بستی وہ جگمگائی

سہیلیوں سنگ رادھکا جی انھیں اِدھر کو جو آن نکلی
سروپ دیکھا وہ کشن جیکا اُدھر سے اُنکی سُنی وہ مرلی

جو ہیں وہاں رادھکا جی آئیں سو اپنی سُدھ بُدھ نہ کچھ رہنے پائی
دکھایا اپنا سروپ ایسا کہ اُنکی صورت کو دیکھتے ہی

اِدھر تو رادھا کے ہوش کھوئے ہر اک سہیلی کی سُدھ بھلائی

دکھا کے روپ اور بجا کے مرلی پھرے گوکل میں نندلالا
پھر اک کلا کی وہ کچھ دنمیں کہ رادھا گوری کو مل اُڑالا

بہت دوائیں اُنھوں نے کیں اُن پہ فائدے نہ سرنکالا
پھر آپ موہن نے بیدکی دوا کی تھیلی کو دان سنبھالا
پکارے برسانے بیچ جاکر کہ اچھی کرتے ہیں ہم دوائی

اِدھر تھے ہارے دوائیں کرکے سنی اُنھوں نے جو بات اُنکی
بلا کے جلدی مندر کے بیتر دکھائی راد ھا جو وہ تھی
اُنھوں نے واں کچھ دوا بھی دی اور دکھائی جیسی جیسی تھی
پھر مدت کیا تھی وہ اک کلا تھی ہوئیں مین اچھی اسکی جی
ہر اک نے کی واہ واہ ہر دم اور اپنی گردن بہت جھکائی

ہوئی جو چنگی وہ رادھکا جی تو جب منہ مین خوشی کی ٹھہری
وہ بر کھبھان اور سبھی کشن کے یہ بات من بیچ آکے ٹھہری
کہ رادھکا کی سگائی اِنسے کرین تو ہوگی یہ بات اچھی
جو رسم ہوئی سگائی کی ہے وہ سب نھوں نے خوشی سے کر دی
نظیر کہتے تھے اسطرح سے ہوئی ہے سیکشن کی سگائی

دسم کتھا

اے دوستو یہ حال سنو دھیان رکھ ذرا
اور ہر طرف سے دھیان کے بٹین ٹک اِدھر کو لا
جو چاہے اسکا واسطہ سب کے تئین بھلا
کہتا ہو نہین یہ اگلے زمانے کا ماجرا
ہے نام اِس بیان کا یارو دسم کتھا

سکھدیو نے کتھا یہ پرچھیت سے ہے کہی
اُسنے سنی تو اُس کا ہوا دل بہت خوشی
پھر یکم ایک راجہ مندر کی تھی مندری
تھے پانچ بیٹے اُسکے بہت سندر اور بلی
گھر بار اُس کا دولت و حشمت سے بھر رہا

بیٹا بڑا تھا اُسکا سو اُسکا رکم تھا نام
اور رکمنی ہے بیٹی بہت خوب خوشخرام
روپ اور سروپ اسمین تھے سر پاؤن سے تمام
سکھیون سہیلیون مین وہ رہتی تھین خوشخرام
گہنا لباس تن پہ رہا تھا جھمک رہا

نارد من اکدن آئے جہان پر تھی رکمنی
اور اُس سے بات اُنھون نے وہ سیکشن کی سنی

لیلا سُنائین وہ سبھی روپ اور سروپ کی | جب رکمنی نے خوبی وہ سیکشن کی سنی
سُنتے ہی اُنکی ہو گئی جی جان سے فدا

ٹھہری یہ رکمنی کے وہین دل مین آن کر | برنی جبھی مین جاؤن ملے جب وہ مجھکو بر
دن رات دھیان اپنا لگی رکھنے وہ اُدھر | آنکھونکو اپنی کرنے لگی آنسوؤن سے تر
بیچین دل مین رہنے لگی سب سے ہو خفا

چھپتی نہین چھپائے سے صورت جو چاہ کی | سکھیان سہیلیان جو تھین اور لڑکیان سبھی
دیکھی جو رکمنی کی اُنھون نے یہ بے کلی | جانا کہ رکمنی کا لگا ساتھ ہر کے جی
کہنے لگین اُنھون کی وہ باتین بنا بنا

بولے وہ سب کرشن تو اوتار ہین بڑے | جو خوبیان ہین انمین کہانتک کوئی کہے
روپ اور سروپ اُنکے کی کیا کیا صفت کرے | لیلا ہوئین ہین اُنسے جو ہون کب وہ اور سے
مادیو کی ہے اُنکی وہ بسدیو جی پتا

جنمی وہ بدھ پور مین تو جب آدھی رات تھی | بسدیو اُنکو لے چلے گوکل اُسی گھڑی
جمنا نے اُنکے چھو کے چرن جلد راہ لی | پہونچے جو گھر مین نند جسودا کے کانھ جی
سب نیگیون نے نیگ بدھائی کا وان لیا

بسدیو جی نے بھیجا کرک پنڈتا کو وان | تو نام اُنکا جاکے وہان پر کرے بیان
سمیہ نام جو کے ہووے بیان کر اُسے عیان | گوکل مین آمر نے بہت ہوتے شادمان
ان کا کرشن نام بہت سوچ کر رکھا

تھے بالپن مین جبھوتے ہر دم کرشن جی | جب کنس نے وہ پوتنا بھیجی کہ مار دے جی
اُسنے جو چھاتی زہر بھری اُنکے منھ مین دی | منھ لگتے ہی اُنھون نے وہ جان اسکی کھینچ لی

اُسکے پران گڑھ گئے اور کچھ نہ بس چلا

کاگا سر آیا ڈشٹ لیا اُسکو مار بھی
پھر تو نا دنت کی بھی ہوا دور کے سبھی

سکٹا سر آیا اسکی بھی گا ڈھلی لٹ ٹی ی
آیا سری دھر اسکی بھی مٹی خراب کی

جتنے وہ ڈشٹ آئے سبھونکو اُلٹ دیا

پھر پانوں چلنے لاگے جو دھرتی پہ نند لال
آئے وہ جنکی گو دمین اُنکو کیا نہال

سیانے ہوے تو ساتھ لیے اپنے گوال بال
مُرلی کی دُھن سُنا کے کیا سب کا جی نڈھال

گوئین چرائین بن مین وہ بنسی بجا بجا

دھمکا کے گوالنون سے لیے دودھ اور دہی
کھانے کھلائے اُنکو جو تھے ساتھ مین سبھی

جب گوالنون نے آکے جسودا سے یہ کہی
جھڑکا اُنھونے ساٹی اُٹھا کر جو آگھڑی

تر لوک کھول مُنھ اُنھین ہر نے دکھا دیا

جملا وارجن اور وہ دو دیوتا جو تھے
دو تاڑ بن گئے تھے کسی کی سراپ سے

مدت تلک وہ بن مین یونہین کھڑے ہوے
لیلا سے اپنی کنس نے اس بن مین آن کے

ویسا ہی دیوتا اُنھین اک پل مین کر دیا

راجھپس بہت بوکشن پہ آنے لگے وہان
نند اور جسودا کی لگی دیکھ اُن سے جانے جان

لیکر کٹم سب اپنا جو تھے خرد اور کلان
آکر وہ بندرابن کے لگے رہنے درمیان

گوکل کا پاس سب نے اُسیدن سے پھر تجا

لے گوال بال جانیگے شیام من ہرن
گوئین لگے چرانے جہان ہے یہ گو بر دھن

وان بھی بنا سُر آیا بکا سُر بھی نکلا بن
مارا اور اُسکی چونچ کو چیر اسمیت تن

آیا گھاسُر اُسکے بھی سر کو اُڑا دیا

دکھلائی اپنی ہرنے جو لیلا وہ بچھ ہرن
دیکھا اُسکو سب نے چوم لیے کشن کے چرن
دھنک راجھس آیا پھر جو بنا کروہ کوون
مارا اُسے بھی ہرنے جان ہے یہ تال بن
کالے کو وہ مین ناتھ کیا سبز نرملا

گوتین کھڑے چراتے تھے بن مین جو شیام جی
اِس بن مین ایکدن جو ہین آگ آن کر لگی
سب گوال بال چینگری گوتین پکڑی سبھی
لیلا سے وان بھی ہرنے وہ دیکھ اُنکی بے بسی
اُس آگ سے سبھون کو لیا آن مین بچا

پھر کی جو لیلا چیر ہرن ہرنے خوب تر
سرپٹ نے پھر وہ کوپ کیا اُن پہ آن کر
سرپٹ کو وان اُٹھا لیا بنسی اوپر ادھر
پھر سروں اُسمین شیام نے ناریان مُندر
ہرنے بجا کے تت کیا راس کو بنا

مارا وہ سانپ پانوُن پہ لپٹا جو نند کے
لین گوپیان چھوڑا وہین پھر سنکھ چور سے
سرکا سر اور کیسی وہ بھوما سُر آ گئے
اپنے سے مکر پھر سے اُنھون نے بہت کیے
ہرنے اُنھین بھی مار کے بھون پر دیا گرا

اک روز بند رابن سے آئے اُنھین جوان
چلنے کو ساتھ اُنکے ہٹین سب وہ گوپیان
جمنا مین پھر نہائے جو اک روز شادمان
ہرنے دکھائے وان اُنھین لیلا سے یہ نشان
جو ہر ہی ہر دکھائی دیے اُن کو جا بجا

جب بند رابن مین آئے تو دھوبی کو کنس کی
مارا وہین اور اُسکے لئے چیر جتنے تھے
سوجی سے لے لباس وہ پھر بہت اُسے
چندن جو کیچا لائی تو خوش ہو کے شیام نے
سب کھو دیا جہان تئین کُبرا تن اُسکا تھا

ڈیوڑھی پہ آئے جب تو وہ توڑا دھنک کے تئین
رنگ بھوم مین گرا دیا پربل کو بر زمین

درشن دیے وہ راجہ جو قیدی تھے سنگین
پھر کنس کے بھی کیس پکڑ کھینچ کر وہین

سر اُس کا اِک اشارے مین تن سے جدا کیا

پھر آئے وان جہان تھے وہ بسدیو دیوکی
چرنون پہ سیس رکھ کے بہت سی بنتی کی

یہ باتین ہر کی سُن کے وہان رُکمنی نے بھی
چاہا یہی کہ دیکھون مین صورت کرشن کی

بے تاب و بے قرار لگی رہنے سُکھ گنوا

اِسکو یہ باتین کشن کی خوش آئی تھین سبھی
سُنتی وہ ساتھیون سے اُنھین کو گھڑی گھڑی

مان باپ رکمنی کے بھی اور چار دن بھائی بھی
پر رکمنی کی ہون وہی تھی چاہتی یہی

پر وہ رکم جو تھا سو پسند اسکو یہ نہ تھا

رکھتا تھا نام اسکا تو جدونبس ہے جنم
کاندھے پہ اُسکے کامری رہتی تھی دمبدم

گوتین چراتا پھرتا ہے بن بن مین رکھ قدم
دولت مین اور ذات مین اُس سے بڑے ہین ہم

سِسپال چندیری کا جو بر ہو تو ہے بھلا

یہ باتین وان رُکم سے جو سُنتی تھی رُکمنی
بیکل وہ بہت ہوتی تھی صد لمین کرتی تھی

جب بیکلی بہت ہوئی اور رہ سکا نہ جی
اک چٹھی اپنے حال کی ہر کے تئین لکھی

بامن کے ہاتھ دوارکا مین دی وہین بھیجا

بامن جو ہر کی ڈیوڑھی پہ آپہونچا راہ سے
دیکھا وہان ہین چیری وچاکر بہت کھڑے

جانے مین تھے مندر کے جو دربان روکتے
سُنکر خبر یہ ہر نے بلایا وہین اُسے

پرنام کر کے اونچے مکان پر بٹھا دیا

بامن کی بنتی کر کے لگے کہنے کشن جی
تمنے ہمارے حال پہ کرپا بڑی یہ کی

اُسنے زبانی کہکے جو احوال تھا سبھی
پھر رکمنی کی چٹھی جو لایا سو ہر کو دی

ہرنے پڑھا اُسے کہ جو احوال اُسمین تھا

اے برجراج کشن منوہر مدن گوپال — مین درشنونکی آپکے مشتاق ہون کمال
دن رات تمسے ملنے کو رہتی ہون نڈھال — درشن سے اپنے مجھکو بھی آکر کرو نہال

سب دھیان مین تمھارے ہی رہتا ہے من لگا

سسپال باپ نے کو مرے ابتو آتا ہے — سب راج اور ساتھ جراسند لاتا ہے
یہ غم تو میرے دلکو نہایت ستاتا ہے — اس اپنی بے بسی پہ مجھے رونا آتا ہے

تم ہر ہو میرے من کی کرو دور سب بتھا

اے کشن جی تم آؤ کہ اب وقت ہے یہی — اپنے چرن سے لاج رکھو میری اسگھڑی
ہرنے وہ چٹھی پڑھ کے منگا رتھ وہ جگمگی — ہو کر سوار جلد چلے وان سے کشن جی

بامن بھی اپنے ساتھ وہ رتھ مین لیا بٹھا

سسپال اسمین آکے پہونچا شتاب وان — اگوانی اُسکی لینے کو بھیکم گیا دوان
باجے بندیلے گھر مین لگین گانے ناریان — آنکھون سے رکمنی کے وہ آنسو ہوے روان

مندر کا منھ وہ آنسو کے بہنے سے بھر گیا

جون جون وہ کے ہر آنین وان دیر ہوتی تھی — کوٹھے پہ اپنے رکمنی وان چڑھ کے روتی تھی
تکتی تھی ہر کی راہ نہ کھاتی نہ سوتی تھی — بیکل کیطرح پھرتی تھی اور ہوش کھوتی تھی

کچھ رکمنی کو رونے سوا ین نہ آتا تھا

کہتی تھی کیون یہ کشن مراری نے دیر کی — موہن نو لکشور بہاری نے دیر کی
برجراج روپ مکٹ سنواری نے دیر کی — یا چاہ بے اثر یہ ہماری نے دیر کی

بامن جو مین نے بھیجا تھا وہ بھی نہین پھرا

اسمین

اسمین کمند پور کے جوہر آئے عنقریب
جھلکی کلس وہ رتھ کی ہوئی روشنی عجیب
خوش رکمنی کا جی ہوا جون گل سے عندلیب
بولی خوشی ہو من مین کہ جاگے مرے نصیب
بامن نے بھی وہ آنے کو ہر کے دیا سُنا

بن ٹھن کے جب خوشی ہو وہ پوجا کے تئین چلی
ساتھ اُسکے ناریان چلین گاتین بہت خوشی
سُندر کی جاتی پاٹون کی پائل جو باجتی
روپ اور سروپ اُسکا بیان کیا کرے کوئی
پہونچی خوشی سے وان جہان تھی پوجنے کی جا

جس جس کو پوجا وان ہی اُسنے کیا بیان
کر پاکر و جو مجھکو ملین بر جراج یان
لینے کو درشن اُسکے ہوئی ہو نمین نیجان
جلدی ملاؤ تم جو رہے لاج میری یان
ہر دیوتا سے وہ یہی کرتی تھی التجا

جب دیوی دیوتا کی وہ پرکرما دیچکی
سُندر دُلاری آگے کو چل کر ٹھٹھک رہی
اِسواسطے کہین مجھے درشن دین کرشن جی
تو دیکھے وہ سروپ مری ہووے زندگی
نیچ جاوے جی یہ لاج بھی میری رہے بجا

سندر نویلی سروپ کا مین کیا کرون بیان
مکھ وان جھمک رہا تھا کہ چون ماہ آسمان
پوشاک بھی بدن پہ چمکتی تھی زر فشان
سر پانون سے بھری تھی وہ گہنے کے درمیان
کیا وصف اُسکا ہو سکے زیب ونگار کا

دیکھا کمند پور کے جو لوگون نے ہر کو وان
سب درشن اُنکے پاکے ہوے جیمین شادمان
آپس مین سب وہ کہتے تھے نر اور ناریان
بر رکمنی کے یہ ہون تو ہر من کو سکھ ہو یان
ہر دم اِسی مُراد کی مانگین تھے سب دعا

بھیکم جو ہر کے لینے کو آیا بہت خوشی
درشن جو ہر کے پائے تو نتی بہت سی کی

اتنے مین رکمنی جو تھی ہر کے لیے کھڑی | درشن جو پائے آگیا وان اُسکے جی مین جی
ہر نے پکڑ کے ہاتھ لیا رتھ مین وان بٹھا

سسپال اپنے لیکے دھنک آگیا وہان | یان اُسکی ہر نے کاٹ بھگایا اُسے ندان
آیا رکم جو یان یہ دھنک لیکے اور سنان | اُسکو بھی ہر نے باندھ لیا کاٹ اُسکی بان
نتی سے رکمنی نے دیا اُسکا جی چھٹا

سسپال کا بھی ہر نے دیا بلیمین گربھ کھو | جو تھا غرور اُسکا سو سب ڈالا دم مین دھو
آیا رکم بلی جو بہت کر کے گربھ کو | بالون سے اُسکے ہاتھ بندھے اور رہا وہ رو
سچ کہتے ہین کہ گربھ ہے جگ مین بہت بُرا

جب رکمنی سے کہنے لگے ہنسکے وان یہ ہر | سسپال کو گربھ نے کیا سب مین خوار تر
کھویا رکم کو اور جراسندھ کو اُدھر | آئے تھے جس گربھ سے وہ لڑنے کو اب اِدھر
آخر اُسی گربھ نے دیا اُن کا سر جھکا

سسپال اور رُکم کا ہوا جب یہ حال وان | بلدیو جی نے انکی کٹک سب بھگائی وان
لے رکمنی کو ہر ہوئے پھر دوارکا روان | جب آن پہونچے خوش ہوئے سب نر و ناریان
دیکھا جمال اُن کا تو پایا بہت بھلا

پھر دیو کی جو آئین بہت ہو کے خوشدل اُدھر | پانی پیا اُنھون نے وہین ہر یہ وار کر
سب ناریان بھی آن کے بیٹھین اِدھر اُدھر | جتنا صحن تھا گھر کا ہا سب وہ اُنسے بھر
شادی کے باجے بجنے لگے شور و غل مچا

سب دوارکا مین دھوم یہ شادی کی مچ گئی | باجے مجیرے طبلے وامین بھی اور ترئی
در پر ہر اک مکان کی بہت بھیڑ آ لگی | سو بھا سے دوار پر وہ بندھن وار بھی بنی

پنڈت بلاسگن سے دو پھیرے دیے پھرا

بیٹھے تھے دُوار کا کے وہان خرد اور کبیر
ہوتے تھے راگ رنگ خوشی تھے جوان و پیر
ساماں تھے ہزارون ہی شادیکے دلپذیر
جو خوبیان ہوئین سو وہ کیا کیا کہے نظیر

اس ٹھاٹھ سے وہ بیاہ عجب کشن کا ہوا

ہر کی تعریف مین

مین کیا کیا وصف کہون یدو اُس شام بران تاریکی
سیکشن کنھیا مُرلی دھر نمو ہن کنج بہاری کی
گوپاں منوہر سانولیا گھنشام اٹل بنواری کی
نند لال دلآر سندر جیو برج چند مکٹ جھلکاری کی
کردھوم لٹیا دھر ماکھن چھور نول گردھاری کی
بن کنج پھریا راس رچن سکھدائی کانھ مراری کی
ہر آن دکھائے روپ نئے ہر لیلا نیاری نیاری کی
پت لاج رکھیا دُکھ بھنجن ہر بھگتی بھگتا دھاری کی

نت ہر بھج ہر بھج ری بابا جو ہر ہے دھیان لگاتے ہین
جو ہر کی آس رکھتے ہین ہر اُنکی آس بجاتے ہین

جو بھگتی ہین سو اُنکو تو نت ہر کا نام سہاتا ہے
جس گیان مین ہر سے نیو بڑھے وہ گیان انھین خوش آتا ہے
نت منمین ہر ہر بھجتے ہین ہر بھجنا اُنکو بھاتا ہے
سکھ منمین اُنکے لاتا ہے دُکھ اُنکے جی سے جاتا ہے
من اُنکا اپنے سینے مین دن رات بھجن ٹھہراتا ہے
ہر نام کی سمرن کرتے ہین سکھ چین اُنھین دکھلاتا ہے
جو دھیان بندھا ہے چاہت کا وہ انکا من بہلاتا ہے
وان کا ہر ہر کہنے سے ہر آن نیا سکھ پاتا ہے

ہر نام کے جپنے سے من خوش نیہ جتن سے رکھتے ہین
نت بھگنا جتن مین رہتے ہین اور کام بھجن سے رکھتے ہین

جو من مین اپنے نیچ کرین دوار ہر کے آن پڑے
ہر وقت مگن ہر آن خوشی کچھ نہین منمین ہین لاتے
ہر نام بھجن کی پرواہ ہے اور کام اُسی ہین رکھتے
ہی نیمین ہر کی یاد لگی ہر سمرن مین خوش ہین رہتے

کچھ دھیان نہ ایدھر اودھر کا ہر آسا پر ہین دھن دھرتے
جس کام سے ہر کا دھیان ہے ہین کام وہی ہر دم کرتے

کچھ آن اٹک جب پڑتی ہے من بیچ نہین چنتا کرتے
نت آس لگا کے رہتے ہین سن سب ہر کی کرپا کرتے

ہر کاج مین ہر کرپا سے وہ منمین بات نہارت ہین
منموہن اپنی کرپا سے نت اُنکے کاج سنوارت ہین

سی کشن کی جو جو کرپا ہین کب مجھ سے اُنکی ہو گنتی
ہین جتنی اُنکی کرپا ہین اک یہ بھی کرپا ہے اُنکی

مذکور کروں جس کرپا کا وہ بنتی ہے اِس بھانت سنی
جو اک بستی ہے جونا گڈھ وان رہتے تھے مہتا نرسی

تھی نرسی کی اُس نگری مین دوکان بڑی حرافی کی
بیوپار بڑھا حرافی کا تھا بستا لیکھن اور بھی

بھار و پگھٹا اور فرش بچھا رہ پریت بہت اور ساکھ بڑی
تھے ملتے جتنے ہر اک سے اور لوگ تھے اُنسے بہت خوشی

کچھ لیتے تھے کچھ دیتے تھے اور بہیان دیکھا کرتے تھے
جو لین دین کی باتین تھین پھر اُنکا لیکھا کرتے تھے

دن کتنے مین پھر نرسی کا سیکشن جہر سے دھیان لگا
جب بھگتی ہر کی کہلائے سب لیکھا جوکھا بھول گیا

سب کاج بسار کام تج ہر نا و بھجن سے من لاگا
جا بیٹھے سادہ اور سنتو نین نت سنتے رہتے کشن کتھا

تھا جو کچھ دکان بیچ رکھا وہ دھب جیب اور پونجی کا
مدھیم کے ہو کر تو سب دھون کو ہر نا نون دیا

ہو بیٹھے ہر کے دوارے پر سب منت کٹم سے ہاتھ اُٹھا
سب چھوڑ بچھوڑے دنیا کے نت ہر سمرن کا دھیان لگا

ہر سمرن سے جب دھیان لگا پھر اور کسیکا دھیان کہان
جب چاہت کی دوکان ہوئی پھر پہلی وہ دوکان کہان

کیا کام کسی سے اُس من کو جس من کو ہر کی آس لگی
پھر بات کسی کی کیا اُسکو جس من کو ہر کی لگن لگی

سکھ چین ہے ہر کے دوارے پر سنتو کھ ملا آنند ہوئی
بیوپار ہوا جب چاہت کا پھر کیسی لیکھن اور بہی

نے کپڑے تج کی پروانہ چنتا لوٹیا تھالی کی
جب من کو ہر پریت ہوئی پھر اور ہی کچھ ترتیب ہوئی

دھن جتنی لین اور دین کی تھی سب مین کو بھولی اور بھری
نت دھیان گلا ہر کریا سے ہر آن خوشی اور خوشوقتی

تھی مٹین ہر کی پیت بھری اور اٹھیلی کرتوریتے تھے
کچھ فکر نہ تھا سند یہ نہ تھا ہر نام بھرو سے جیتے تھے

نت مین ہر کی آس دھری خوش رہتے تھے وان تو نرسی
اک بیٹی اللہ جنمی تھی سو دو کمین وہ بیاہی تھی

اور بیٹی کے گھر جب شادی وان ٹھہری بالک ہونکی
تب آئین دھر اور دھر سے سب ریان اسکے کبنے کی

مل بیٹھین گھر مین ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
سب ناچین گائین اسمین ہے ریت جو شادی کی ہوتی

کچھ شادی کی خوشوقتی تھی کچھ سونٹھ سنٹھوریکی ٹھہری
کچھ چھک چھمک تھی برنکی کچھ خوبی کاجل مہندی کی

ہے رسم یہی گھر بیٹی کے جب بالک منہ دکھلاتا ہے
تب بالک اسکی چھوچھک کا نہال سے بھی کچھ جاتا ہے

وان ناریان جتنی بیٹھین تھین سمدھیانین آنرسی کے
جب نرسی کی وان بیٹی سے یہ بولین ہنسکر طعنہ دے

کچھ ریت نہین آئی ابتک ای لال تمہارے میکے سے
اور لمدین تھین یہ جاتی سب وہ کیا ہین ورتیا ہینگے

تب بولی بیٹی نرسی کی ان ناریونکے آگر آگے
وہ بھگتی ہین بیراگی ہین جو گھر مین تھا سو کھو بیٹھے

وہ بولین کچھ تو لکھ بھیجو یہ بولی کیا ان کو لکھے
کچھ انکے پاس دھرا ہوتا تو آپ ہی وہ بھجواوتے

جو چٹھی مین لکھ بھیجوگے وہ بانچ اسے پچھتاوینگے
اک دمڑی انکے پاس نہین وہ چھوچھک کیا بھجواوینگے

ان ناریون کو تو کرنی تھی سو تم ہنسی ان نرسی کی
بلوا کے لکھیا جلدی سے یہ بات انھون نے لکھوادی

سامان مین جتنے چھوچھک کے بھیجے چٹھی پر تم ہی
وہ چیزین اتنی لکھوائین بن آئین نہ انسے ایک بھی

کچھ جیٹھ جٹھانی کا کہنا کچھ باتین سلس اور نندون کی
کچھ دیورانی کی بات لکھی کچھ انکے جو جو تھے تنکی

تھی ایک سہیلی گھر کی جو سب بولین تو بھی کچھ کہتی
وہ بولی نسے ہنسکر ان سے لکھواؤن کیا مین تمہارے جی

وہ لکھنا کیا تھا واں لوگوں مین چل ہنسی پر دھر نا تھا
واں چیزونکے لکھ بھیجنے سے شرمندہ اُنکو کرنا تھا

جب چٹھی نرسی پاس گئی تب بانچتے ہی گھبرا گئے
پچھتائے من مین اور کہا یہ ہو سکتا ہے کیا مجھ سے
یہ ایک نہین بن آتا ہے ہین جو جو چٹھی بیچ لکھے
ہے یہ تو کام کٹھن اسدم واں کون نکر میری لاج رہے
وہ بھیجے ایسی چیزون کو یان کچھ بھی ہو مقدور جسے
کچھ چھوٹی سی یہ بات نہین اس آن بھلا کس سے کیجے
اسوقت بڑی ناچار ہی ہے کچھ بن نہین آتا کیا کیجے
پھر دھیان لگا ہر سار پر اور من کو دھیرج انپے دے

وہ ٹوٹی سی اک گاڑی تھی چڑھا اُسپر بے وسواس چلے
سامان کچھ اُنکے پاس نہ تھا رکھ شیام کی مین آس چلے

ہر نام بھرو سا رکھ مین چل نکلے واں سے جب نرسی
گو تھیلے مین کچھ چیز نہ تھی پر من مین ہر کی آس تھی
تھی سر پیلی سی پگڑی اور چولی جامہ کی مسکی
کچھ ظاہر مین اسباب نہ تھا کچھ صورت بھلائی سی
تھے جاتے رستے چلے تھی آس لگی ہر کرپا کی
کچھ اسدم میرے پاس نہین واں چاہین چیز نہین تیری
واں اتنا کچھ لکھ بھیجا ہے مین فکر کرون اب کس کسکی
جو دھیان مین اپنے لاتے تھے کچھ بات نہین بن آتی تھی

جب اُس نگری مین جا پہونچے تب بے نرسی آئے ہین
آلات کی جو کچھ بات کہو اک ٹوٹی گاڑی لائے ہین

کوئی بات نہ آیا پوچھنے کو جب جاتے دیکھا نرسی کو
اور جتنا جتنا دھیان کیا کچھ پاون نہ بکھانکی تو
جب بیٹی نے یہ بات سنی کہ بھیجا کیا کیا لائے ہو
جو چھوچھک کے سامان تھے سب گھر مین جلد ہی بھجوا دو
دو ہنس ہنس اپنے ہاتھون سے پاون دھونا جب جس کو
یہ بے تب اُن مٹی ہر کر یا اور پر دھیان دھرو
تھا پاس ہی رے کیا بتلائین سب لانیکی کچھ مت پوچھو
کچھ دھیان بولنیکا ہووے سیکشن کہو سیکشن کہو

اُس آن جو ہر نے جانا ہے اک پل مین ٹھاٹھ بنا دینگے
ہے جو جو یان سے لکھ بھیجا اک آن مین سب بھجوا دینگے

سیکشن بھرو جب نرسی یہ بات جو سنی کہ بیٹھے
کیا دیکھتے ہین وان آپ ہی سب بیٹھا وہ اسجا آ پہونچے

کچھ چھکڑون پر اسباب کسے کچھ بھیس بدلکر کچھ پیدل سدھارے
تھے ہنسی کھڑوے سونکے اور تاش کی ٹولی ور کرتے

کل کٹر پونیار ہوے اور ڈھیر کناری گوٹون کے
کچھ گھنے جھکے چار طرف کچھ چمکے چیر جھلا جھل کے

تھا نیگ مین دنیا ایک جسے سوا سکو بیس اور تیس دیے
اب واہ واہ کی اک دھوم مچی دھوم دھام سے پہونچے

تھی وہ جو ٹہلنی اسکی مان وہ بھولی جسمہ سمیان پری
سوا سکے لیے پھر اور پہ سے اک سونے کی سل آن اتری

وان جسبدم ہر کی کرپا نے یون نرسی کی تیار رکھی
اُس نگری بھیتر گھر گھر مین نرسی کی تعریف ہوئی

بیتے آور مان ہوے اور نام ہڑائی کی ٹھہری
جو کچھ بھیجی تھی طعنہ سے ہرپا سے وہ سانچ ہوئی

سب لوگ کٹم کے شاد ہوے خوشوقت ہوئی بیٹی بھی
وہ نیگی بھی خوشحال ہوے تعریفین کر کر نرسی کی

وان لوگ سب آئے دیکھنے کو اور دوار پہ بھیڑ لگی
بیٹھا تھا جو تھے سب چھوچھک کے سب بستی بھیتر دھوم پڑی

جو ہر سے کام رکھین اُنکا پھر پورا کیونکر کام نہو
جو ہر دم ہر کا نام بھجین پھر کیونکر ہر کا نام نہو

سیکشن بے وان جب پوری کی سب نرسی مین کی آکر
اک پل مین سکوی دو سہی جو اُنکے من کی تھی چنتا

یہ ایسی چھوچھک جاتے ہو انمین تھا مقدور یہ کیا
یہ آور مان وہان پاتے یہان کب ہو سکتا تھا

جو ہر کرپا نے ٹھاٹھ کیا وہ ایک انہونی آتا
یہ اتنی جسکی دھوم مچی سو ٹھاٹھ وہ تھا ہر کرپا کا

یہ کرپا اُن پر ہوتی ہے جو رکھتے ہین ہر کی سا
ہر کرپا کا جو وصف کہون وہ باتین ہین سب ٹھیک بجا

ہین شاہ نظیر اب ہر دم وہ جو ہر کی نت بلہاری ہین
سیکشن کہو سیکشن کہو سیکشن بڑے اوتاری ہین

بیان سیکشن و نرسی اوتار

دنیا کے شہرو نمین میان جس جگہ بازار ہین
کس کس طرح کے ہین ہر کس کس طرح کے کار ہین

کتنے اسی بازار مین زر کے ہی پیشہ وار ہین — بیٹھے ہین کر کر کوٹھیان زر کے لگے انبار ہین
سب لوگ کہتے ہین اُنھین یہ سیٹھ سا ہوکار ہین

ہین فرش کوٹھی مین بچھے تکیے لگے ہین زرفشان — بہیان کھلین ہین سامنے لکھتے ہین لکھی کاروان
کچھ پٹھیہ کی کچھ پرت کی آتی ہین باتین درمیان — لاکھونکی لکھتے درشنی سو سیکڑون کی ہنڈیان
کیا کیا متی اور سود کی کرتے سدا تکرار ہین

کچھ مول کے مذکور ہین کچھ بیاج کا ہے ٹھک ٹھکا — پھیلاؤ ہین گھر بیچ کے بیچک کا چرچا ہو رہا
دلال ہنڈی پٹھیہ کی بامن بھی پرکھے سدا سوا — آرٹ بٹھا کے ہر جگہ چٹھی لکھاتے جا بجا
کچھ رکھنے والے کے تپے کچھ جوگ کے اقرار ہین

تھوڑی سی پونجی جنکی ہے بیٹھین ہین وہ بھی کر لیے — ایدھر کے دن مین ہے اُدھر دھری ہین کوڑیان
اور جو ہین حد مٹھ بیچے وہ کوڑیون کی تھیلیان — کاندھو نپہ رکھواتے ہین واں لگتی جہان ہین گٹھیان
دیکھا تو یہ سب پیٹ کے دھندے ہین اور بستار ہین

ہے یہ جو صرافہ میان ہین ان مین کتنے اور بھی — ہٹ کے پرکھے کا ورپ چاہت کی چوکھی اشرفی
جو گیانی دھیانی ہین بڑے کتنے اُنھین کو سیٹھ جی — دھن میان کے کل ڈیڑھ مین کوٹھی ہی ہے کوٹھی بڑی
من کی پریم اور پیت کا کرتے سدا بیوپار ہین

من روپ درشن آس کے چھکے روپے منین بھرے — ہنڈی لکھین اُس ساہ کو جاتے ہی جوپل مین ملے
لکھمن سے لیکھا چاہ کا چت کے سرب سے لکھ رہے — جس لوک مین ہے من لگا اُس باسکی بستی بسے
نت پریم کی ہون بیچمین بہیان دھرین دوچار ہین

بیچک لگاتے ہین جہان دھوکا نہین پڑتا ذرا — جسبات کی مدہین لکھین وہ ٹھیک کتی ہین سدا
ہے جمع دل ہر بات سے من اصل مطلب سے لگا — حاجت تقاضے کی نہین لینا سب آتا ہے چلا

جو بات کرنی جوگ ہے اُسمین بڑے ہشیار ہین

رہتے ہین خوش جمین سدا دلگیر کچھ رہتے نہین
بیوپار کرتے ہین بڑے ہر آن رہتے ہین دھنی
جھگڑا نہین کرتے ذرا غصہ نہین ہوتے کہین
مت کی سُنی سے من لگا سُکھ چین ہے جیکے تئین

کھوٹے ملت سے کام کیا انکے کھرے ہرکار ہین

کرتے ہین نت اس کام کو جو ہے سمایا گیان مین
جو دھیان ہے منمین بندھا رہتے ہین جن اُس میں لین
سندیہ کا پیسا نکا رکھتے نہین دوکان مین
نت من کی سمرن سادھ کر ہر وقت ہر آن مین

جس نار کا آدھار ہے اُس سے لگائے نار ہین

جس من ہرن محبوب سے من کی لگائی چاہ ہے
سب لین کی ورد ین کی اُنکو اُسی سے راہ ہے
جو دل کی لیکھن سے لکھا اُس سے وہی آگاہ ہے
اُن کو اُسی سے سکھ ہے اُنکی وہی اِک راہ ہے

کوڑی سے لیکر لاکھ تک اُنکے وہی بیوپار ہین

اِس بھید کا اے دوستو اس بات مین دیکھو تپا
تھے نرسی مہتا ایک جو صرافی کرتے تھے سدا
محظوظ تھے خوشحال تھے دوکان مین زر تھا بھرا
سیکشن جی کے دھیان مین رہتا تھا اُنکا من لگا

سُن لو یہ اُنکی پیت اور پرنت کے اُبکار ہین

جون جون بڑھا ہر دھیان مین پریت بڑھ پریم کا پیارہ پیا
پیسا نکا جو پاس تھا سب سادھ سنتون کو دیا
سب کچھ تجا ہر دھیان مین اور نام ہر کا لے لیا
نت داس متوا ے بھی ہر کا بھجن ہردم کیا

پرگھٹ کیے سب دیہہ پر جو نتھ کے آتار ہین

سب تجدیا ہر دھیان مین یہ پیت کا تھا اتقین
کرتے بھجن سیکشن کا ہر حال مین رہتے مگن
نرسی کی پرسی ہو گئی دے کر درشن ہر کو من
چاہت مین سانول شاہ کی بنا بھلا یا تن من

سب بھگت باتین ساتھ لین جو اشٹ دھیان دکار ہین

دنرات کی مالا پھری سیکشن جی سیکشن جی
ٹھہرا زبان پر ہر گھڑی سیکشن جی سیکشن جی
کہتا سدا سینہ مین جی سیکشن جی سیکشن جی
جاتے جہان کہتے یہی سیکشن جی سیکشن جی
جو پیم کے پورے ہوے انکے یہی اطوار ہین

کہتے ہین یون اک دیس مین رہتے جو کتنے سادھ تھے
وہ دوستونکے واسطے جب دوار کا جی کو چلے
آپہونچے اُس نگر مین جب نرسی جہان تھے تپ بھرے
اُترے خوشی سے آن کر اور وان کئی دن تک رہے
پوجا بھجن کرنے لگے سادھون کے جو اطوار ہین

وہ سادھ جو اُترے تھے وان کچھ دیر کے بعد انکے
چاہا اُنھون نے درشنی ہنڈی لکھالین سیٹھ سے
یہ مین روپے ہنڈی دکھا جب دوارکا مین پہونچکے
کاج سنوارین دھرم کے جو نکنامی وان ملے
کرتے ہین کاج پیم کے جو جا کے اُس دربار ہین

لوگون سے جب سن بات کا سادھون نے وان جا کیا
اور ہر کسی سے اسکھڑی گھر پوچھا سا ہوکار کا
اُس چھوٹی سی نگری مین جو نرسی کا بڑا بیوپار تھا
سیکشن جی کی چاہ مین بیٹھے تھے سب اپنا گنوا
مفلس سے کب وہ کام ہون کرتے جواب زردار ہین

کتنے جو ٹھٹھے باز تھے جسدم اُنھون نے یہ سُنا
دل مین ہنسی کی راہ سے سادھون سے یون جا کر کہا
اک نرسی مہتا ہین بڑے صراف یان کے واہ وا
تم درشنی ہنڈی جو ہے لو ہاتھ سے اُنکے لکھا
ہے ساکھ اُنکی یان بڑی جتنے یہ ساہوکار ہین

وہ سادھ کیا جانے کہ یان کرتے ہین ہنسی سے سب یہی
لے کر روپے اور پوچھنے آئے بہت ہو کر خوشی
نرسی کے آئے پاس جب یہ دل کی بات اپنی کہی
لکھدو ہمین کر پاس سے تم اسوقت ہنڈی درشنی
ہم دوارکا کو آجکل جلدی سے چلنے ہار ہین

نرسی یون سنکر کہا مین تو غریب آدمی ہون جی
سادھو مری دوکان تو ہے ساکھ کی بڑی

نے ہے مری آڑھتہ کہین نے میت میرا ہے کوئی
نے پاس میرے لیکھنی نے ایک ٹوٹی سی سہی

یہ بات وان کہیے جہان نت ہنڈیان ہر بار ہین

جاکر لکھاؤ اور سے پرتیت سادھو کیا مری
ہے میرے پڑ رہنے کو یان ٹوٹی سی اب یہ جھونپڑی
تن پر مرے کپڑا نہین نے گھر مین تھالی کر چلی
مین تو سڑی خطی ساہون کیا ساکھ میری باتکی

سب نانون رکھتے ہین مجھے جو میرے ناتے دار ہین

یہ بات سنکر سادھو وان نرسی سے بولے اسگھڑی
لکھدو ہمین کریا سے تم ہمکو یہ ہنڈی درشنی
کریا دسانول شاہ کی نرسی نے وان ہنڈی لکھی
سادھون نے ہنڈی لیکے وان سے دوارکا کی راہ لی

کہتے چلے لینے روپے اب وان تو بے تکرار ہین

لوگون نے جانا ایبت نرسی کی خواری ہوویگی
لکھدی انھون نے اب جویان کا ہی کویہ ہنڈی پٹی
پھر دوارکا سے سادھ یان آوینگے پھر کر جسگھڑی
پکڑینگے انکو آن کر لوگون مین ہوویگی ہنسی

کھوئے ہین تب انسان کی چھوٹے جو کاروبار ہین

نرسی نے وہ کہکر روپے رکھ دھیان ہری کی آس کا
تھے جتنے سادھ اور سنت وان سکو لیا اسدم بلا
پوری کچوری اور دہی شکر مٹھائی بھی منگا
سب کو کھلایا کتنے دن اور سب سے یون کہا

من مانتا کھاؤ پیو یہ جو لگے ابنار ہین

برفی جلیبی اور لڈو سب کو دہان پر تاویے
جب سوچ آیا منمین یون ہوتا ہی کیا اب دیکھیے
وہ سادھ ہنڈی درشنی لے دوارکا مین جب گئے
کوٹھی کو سانول شاہ کی وان ڈھونڈھتے ہو چلے

ہم جنکو ہین یان ڈھونڈھتے یان وہ نہین رہتا ہین

بے آس ہو کر جسگھڑی وہان سا بیٹھے سر جھکا
اتنے مین دیکھا دور سے اک رتھ ہے وان آتا چلا
کلسی جھمکتی جگمگا چھتری سنہری خوشنما
اک شخص بیٹھا اسمین ہے سانول برن مورمین اسا

رتھ کی جھلک سے اُسکی وان روشن عجب انوار ہین

وہ سادھو دیکھ اس ٹھاٹھ کو کچھ من مین گھبرا رہے گئے
جلدی اُٹھے اور سامنے رتھ کے ہو آ کر کھڑے
پوچھا اُنھون نے کون ہو تب سادھو یون کہنے لگے
نرسی کی ہنڈی درشنی ہے جوگ سانول شاہ کے

سو ہمکو وہ ملتے نہین اب ہم بہت ناچار ہین

یہ کہتے ہنڈی درشنی جسدم اُنھون نے دی دکھا
سیکشن جی نے پیار سے ہر حرف ہنڈی کا پڑھا
جتنے روپے تھے وان لکھے وہ سب دیے انکو دلا
وہ خوش ہوے جب کشن جی یون انسے ساد سو کہا

یہ اب جنھون نے ہے لکھی ہم تسے رکھتے یار ہین

اب جو ملو گے اُنسے تم کہیو ہماری اور سے
جو تھے روپے تمنے لکھے وہ ہمنے سب اُن کو دیے
یہ کام کیا تمنے کیا تھوڑے روپے جو اب لکھے
آگے کو اب سمجھو یہی اتنے روپے کیا چیز تھے

لاکھون لکھو گے تم اگر دینے کو ہم تیار ہین

وہ سادھو اپنے لے روپے پھر شہر کے بھیتر گئے
کارج جو کرنے تھے اُنھین من مانتے وہ سب کیے
پھر دوارکا سے چلکے وہ نرسی کی نگری مین گئے
نرسی سے لوگون نے کہا نرسی بہت دل مین ڈرے

وونکا کہان سے مین روپے یہ تو بہت کی بھار ہین

جب سادہ ملنے کو گئے نرسی اُنھین جھکنے لگے
وہ منتیان کرنے لگے اور پانون نرسی کے چھوے
پرشاد لائے اور روپے کچھ روبرو اُنکے دھرے
اور جو سند لیسا تھا دیا سب وہ اُنسے کہے

نرسی نے جانا کشن کی کرپا کے یہ اسرار ہین

من مین جو نرسی خوش ہوے سب سادھو یون کہنے لگے
سب ہنسے بھر پائے روپے اور کہر درشن بھی کیے
ہنڈی بڑی لکھتے رہے ہمنے کہا ہے آپ سے
نرسی یہ بولے اُن سے وان اب کس سے ہو کرپا سکے

جو جو کہا سب ٹھیک ہے وہ تو مہا اوتار ہین

نرسی کی سانول ساہ نے جب اسطرح کی سپ رکھی
اور یون کہا کہ گے کو تم لکھتے رہو نہ ہڑی بڑی
ہلہاری نرسی ہو گئے سیکشن نے کر پایہ کی
جسکو نظیر ایسو نکی ہے جی جان سے چاہت لگی
وہ سب طرح ہر حال مین اُسکے نباہن ہار ہین

بلدیو جی کا میلا

کیا وہ دلبر کوئی نویلا ہے
ناتھ ہے اور کہین وہ چیلا ہے
موتیا ہے چنبیلی بیلا ہے
بھیڑ ابنوہ ہے اکیلا ہے
شہر قصباتی اور گنویلا ہے
زر اشرفی ہے پیسا دھیلا ہے
ایک کیا کیا وہ کھیل کھیلا ہے
بھیڑ ہے خلقتون کا ریلا ہے
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے کہین یار اور کہین اغیار
کہین عاشق ہے اور کہین دلدار
کہین بستی ہے اور کہین گلزار
کہین جنگل ہے اور کہین بازار
وہی بھگتی ہے اور وہی اوتار
اُسکی لیلائین کس سے ہون اظہار
آپ آتا ہے دیکھنے کو بہار
آپ کہتا ہے یون پکار پکار
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین کہین رام اور کہین لچھمن
کہین کچھ مچھ ہے اور کہین راون
کہین بارہ کہین برن موہن
کہین بلدیو اور کہین سیکشن
سب سروپون مین ہین آپکے جتن
کہین نرسنگھ ہے وہ نارائن

کہین نکلا ہے سیر کو بن بن | کہین کہتا پھرے ہے یون بن بن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

آج میلے کا یان جو ہے سامان | آئے ہین دور دور سے انسان
کوئی درشن کو ئی دعائین مان | سب کی ہوتی ہین مشکلین آسان
ہر طرف کھل رہے گل و ریحان | بار بدھی مٹھائی اور پکوان
بھیڑ انبوہ غل دکان دکان | اور یہی شور ہر گھڑی ہر آن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہر طرف حسن کی پکارین ہین | دلربا سو برن سنوارین ہین
اک طرف نوبتین جھنکارین ہین | جھانجھ مردنگ راس دھارین ہین
سیر ہے دید ہے بہارین ہین | کر کے جے جے یہی پکارین ہین
کہین عاشق نظارے مارے ہین | سوگا ہون کی جیت ہارین ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

اتنے لوگون کے ٹھٹھ لگے ہین آ | جو کہ تل دھرنے کی نہین ہے جا
لے کے مندرسے دو دو کوس لگا | باغ و ین بھر رہے ہین سب ہر جا
ہین ہزارون بساطی اور سودا | لاکھون بکتے ہین گہنے اور مالا
بھیڑ انبوہ اور دھرم دھکا | جسطرف دیکھیے اہا ہا ہا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ اُمڈے ہین خلقتون کے دل — جا بجا پھر رہے ہین جرجنگل
چوک بازار فوج اور دنگل — جنگلون مین ہین مچ رہے منگل
کوئی انبوہ مین رہا ہے کچل — کوئی دھکون مین کر رہا ہلدل
کتنے کرتے ہین جست کود اچھل — کتنے کرتے ہین مور چھل جھل جھل

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین ہزارون ہی جنس کے ہٹے — موتی مونگا اور آرسی پٹے
پیڑے لڈو جلیبی اور گٹے — کوئے نارنگی سنگترے کھٹے
کوئی تو کر رہا ہے چھل بٹے — کوئی چڑھاتا ہے کھیر کے چٹے
پوجہ ہین مندر کے کوئے اور اٹے — بوڑھے مرتے جوان اور کٹے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لوگ چاروں طرف کے آتے ہین — آکے عیش و طرب مناتے ہین
دل سے سب درشنون کو جاتے ہین — اپنے دل کی مراد پاتے ہین
جھانجھ مردنگ دف بجاتے ہین — راس منڈل بھجن سناتے ہین
دل مین پھولے نہین سماتے ہین — سب یہ ہنس ہنس کے کہتے جاتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے — زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہر طرف گلبدن رنگیلے ہین — نک پلک غنچہ لب سجیلے ہین
بات کے ترچھے اور لٹیلے ہین — دل کے لینے کو سب ہٹیلے ہین
خشک تر نرم سوکھے گیلے ہین — ٹیڑھے بلدار اور نکیلے ہین
جوڑے بھی سرخ سبز پیلے ہین — پیارے الفت بہانے حیلے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

خلق آتی ہے سب جڑی ہی جڑی — چیز رکھتے ہین باندھ کر چکڑی
کوئی دوڑے ہے ہاتھ لے لکڑی — روڑیو چورے چلا گٹھڑی
جیب کتری کہین گئی پکڑی — کہین لوٹی دوکان اوٹھڑی
چور کی تاک سے کہین پکڑی — سو تماشے ہنسی خوشی بچھڑی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

نازنین ہین وہ سانوری گوری — جنکی نازک ہر اک پری پوری
کر کے چتون نگاہ کی ڈوری — دل کو چھینے ہین سب برا زوری
دھوم ناز و ادا جھکا جھوری — برج مین جیسے مچ رہی ہوری
گھونگھٹون مین ہین کر رہی چوری — چوری کیسی کہ صاف سر زوری

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

گنڈ پر ہی نہان ہوتے ہین — جسمین گنگا برن کے سوتے ہین

پانی سے ہاتھ مُنھ کو دھوتے ہین
کتنے کنٹھی کھڑے پروتے ہین
کتنے جا کر نبون مین سوتے ہین
بندرون مین چنون کو بوتے ہین
ان بہارون مین ہوش کھوتے ہین
سو مزے سو تماشے ہوتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی آکر بہانے اور مس سے
مل رہا ہے ملا ہے دل جس سے
ہوتے ہین آملاپ جس تس سے
لڑ رہا ہے کوئی کہین رس سے
کوئی کھویا گیا ہے مجلس سے
کون چلّاے پوچھیے کس سے
کہنی بازو مین لگ رہے گھس سے
اور دھکا پیل اور کمان گھس سے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

تاج اور راگ کے کھڑاکے ہین
گھنگرو اور تال کے جھٹاکے ہین
نقلین تھتے کھانی ساکے ہین
گھنڈ دوہرے کست کتھا کے ہین
کہین آغوش کے لپاکے ہین
کہین بوسون کے سو چھپاکے ہین
تھرتھری دانت پر کڑاکے ہین
تسپہ جاڑے کے سو جھڑاکے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

صحن مندر کا سب سے ہے اعلا
اُسکا گیند ہے عالم بالا
ہو رہا جھانکیون کا اُجیالا
پڑے جیسے ہین چاند پر ہالا

ہے کوئی درشنون کا متوالا — کوئی جپتا ہے دھیان مین مالا
کوئی ڈنڈوتین کر رہا لالا — کوئی جے جے کرے ہے دھن والا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے جو مندر مین آپ رہ لائن — ہر گھڑی مین بدل رہے ہین برن
نئی پوشاک اور نئے بھوجن — نئی جھانکی ہے اور نئے درشن
آرتی کی کہین مچی ٹھن ٹھن — کہین گھنٹون کی ہو رہی چھن چھن
تال مردنگ جھانجھ کی جھن جھن — خاص پرشاد مصری اور ماکھن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی چنچل چلے ہے ٹھمکی چال — کچھ وہ پتلی کمر وہ لمبے بال
آنکھون مین جسکی نشے رنگے لال — مصری کی کھنچ کے ہاتھون اوپر تھال
کچھ وہ پوشاک کچھ وہ حسن و جمال — ڈالدین ہار کا گلے مین جال
بدھی ہو کر لین جہان دل کو نکال — پھینکین عاشق اوپر عبیر و گلال

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ آئے ہین راجہ اور رانی — اور لاکھون مین رالی اور نانی
بھیڑ انبوہ کی فراوانی — اور ہجوم ون کی لاکھ لٹھیانی
پالکی ہاتھی گھوڑے رتھ بانی — جوگی بیراگی گیانی اور دھیانی

کچھ نہین مول تول کیا مانی | پانی کا دودھ دودھ کا پانی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

سے کچے ہین کتنے پکے ہین | اُن کے مُنھ اور اُچھال چھکے ہین
چورنٹ کھٹ ہین اور اُچکے ہین | دودھ کھویا ملائی چکے ہین
بھیڑ انبوہ اور بھڑکے چھتے ہین | دھوم دھون سون کی ورد سے ہین
پالکی ہاتھی گھوڑے ڈونکے ہین | سو تماشے ہین سو جھمکے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لاکھون بیٹھے بساطی اور منہار | اپنا سب گرم کر رہے بازار
جوڑی نبکڑی کی اک طرف جھنکار | نوگرہی پوتھ انگوٹھی چھلے ہار
ٹوٹے پڑتے گنواری اور گنوار | جس گنواری کو چاہیے دھکا مار
کرکے دی گالی یون کہے ہے پکار | کیسو اٹھلا چلے ہے داڑھی جار

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

مٹی اور کاٹھ کے کھلونے ڈھیر | کوئی لیوے ہے کوئی دیوی پھیر
کوئی کمھار یکے کر رہا ہتھ پھیر | کوئی کاچھن کے چُن رہا ہے بیر
کوئی کنجڑن سے لڑ رہا مُنھ پھیر | کوئی بنیے کو مارتا ہے سیر
گالی دے مار کوٹ سانجھ سویر | لاٹھی پاٹھی ہے شور غل اندھیر

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ریکڑ دن رنگ رنگ کی چھڑیاں — پھول گیند و نکے ہار کی لڑیاں
کہین چھوٹین انار پھلجھڑیاں — کہین کھلتی ہین دل کی گلجھڑیان
کہین اُلفت سے انکھڑیاں لڑیاں — کہین باہین گلے مین ہین پڑیاں
عیش عشرت کی لُٹ رہین دھڑیاں — دال موٹھین منگوچے اور بڑیاں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لگ رہی بھیڑ اسقدر ٹھٹھ ہو — راہ آگے کو اور نہ پیچھے کو
جو جہان تھا وہین پھنسا پھر وہ — جس کو کھینچے ہین گر پڑے ہے وہ
بیٹھے کہتے ہین کھاکے دھکون کو — جے مہاراج رام رام بھجو
اور گنور دل پکار کر ہو ہو — اب تو ٹھٹھ وار ہے لگانے کو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کیا مچی ہے بہار جے بلدیو — عیش کے کاروبار جے بلدیو
دھوم لیل و نہار جے بلدیو — ہر کہین آشکار جے بلدیو
ہر زبان پر ہزار جے بلدیو — دمبدم یادگار جے بلدیو
کہ نظیر اب پکار جے بلدیو — سب کہو ایک بار جے بلدیو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے — زور بلدیو جی کا میلا ہے

مدح نانک شاہ گرو

ہین کہتے نانک شاہ جنھین وہ پورے ہین آگاہ گرو
وہ کامل رہبر جگ مین ہین یون روشن جیسے ماہ گرو
مقصود مراد امید سبھی بر لاتے ہین دل خواہ گرو
نت لطف و کرم سے کرتے ہین ہیلو گوبند نباہ گرو
اس بخشش کے اس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

ہر آن دلون بیچ یان اپنے جو دھیان گرو کا لاتے ہین
اور سیوک ہو کر انکے ہی ہر صورت بیچ کہاتے ہین
کرانپی لطف و عنایت سے یہ بھید انھین سمجھاتے ہین
خوش رکھتے ہین ہر حال انھین سب من کا کام بتاتے ہین
اس بخشش کے اس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو آپ گرو نے بخشش سے اس خوبی کا ارشاد کیا
ہر بات وہی اس خوبی کی تاثیر نے جپ پر صاد کیا
یان جس جس نے ان باتون کو ہے دھیان لگا کر یاد کیا
ہر آن گرو نے دل اُنکا خوشوقت کیا اور شاد کیا
اس بخشش کے اس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

دقرات سبھون نے یان دل مے ہی یاد گرو کا نام لیا
سب منکے مقصد بر آیا خوشوقتی کا ہنگام لیا
دکھ درد مین اپنے دھیان لگا جس وقت گرو کا نام لیا
پل بیچ گرو نے آ ملی انھین خوشحال کیا اور تھام لیا
اس بخشش کے اس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

یان جو جو دل کی خواہش کی کچھ اپنی گرو سے کہتے ہین
وہ اپنی لطف شفقت سے نت ہاتھ اُنھون کے کہتے ہین
الطاف سے اُنکی خوش ہو کر عجبی سے کہتے ہین
دکھ درد اُنھون کے سوئے سکھ سے جگ بیتے ہین

بخشش کے اِس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا اور داس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو ہر دم اُنسے دھیان لگا اور کرم کی دھرتے ہین آس وہ اُن پہ لطف و عنایت سے ہر آن توجہ کرتے ہین
اسباب خوشی اور خوبی کے گھر بھر اُنکے بھرتے ہین آنند عنایت کرتے ہین اور سیس کی پہ ہارتے ہین

بخشش کے اِس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا اور داس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو لطف و عنایت انمین ہین کب وصف کسی سے ہو نکا ہو وہ لطف و کرم جو کرتے ہین ہر جا طرف ہین ظاہر رو
الطاف جنھو پر ہین اُنکے سو خوبی حاصل ہے اُنکو ہر آن نظیر اب یان تم بھی بابا نانک شاہ کہو

بخشش کے اِس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا اور داس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

تعریف گرو گنج بخش کی

ہو رہ دلا مدام گورو گنج بخش کا خوبی مین ہے قیام گورو گنج بخش کا
کر یا مین اہتمام گورو گنج بخش کا لے دل ہمیشہ نام گورو گنج بخش کا

رکھ دھیان صبح و شام گورو گنج بخش کا

ہر دم اُنھین کی یاد کا رکھ دل مین تو خیال اور رکھ سرت تو اپنی اُنھین کے چرن سے نال
کھوتے ہین سبکے دل کے وہی رنج اور ملال سیوک کو اپنے کرتے ہین اک آن مین نہال

بخشش مین ہے یہ کام گورو گنج بخش کا

آتے ہین وہ مدد کے تئین جبکہ ہر کہین اُنکا ہوا جو دل سے کچھ بھی خطر نہین
یہ بات ٹھیک ہے اسے کر جی مین تو یقین گرتا ہوا جو نام لے اُنکا تو اُسکے تئین

لیتا ہے نام تھام گورو گنج بخش کا

خوبی کچھ اُنکے لطف کی جاتی نہین کہی
کرپا وہ اپنی رکھتے ہین ہر آن ہر گھڑی
کہتے ہین جسکو بھانو سہت ہوتے ہین خوشی
کہتے ہین جسکو لطف کی مسند ہوئی وہی

ہے دل سدا مقام گورو گنج بخش کا

رکھ اُنکی لحظہ لحظہ تو کرپا اوپر نظر
وہ اپنے گنج لطف سے دیتے ہین سیم وزر
جو چاہیے مُراد اُنھین سے تو عرض کر
جو دل سے پوجتے ہین تو اُن سب کے حال پر

الطاف ہے مدام گورو گنج بخش کا

اُنکی سرن مین آیا تو پھر دُکھ نہو کبھو
رکھ لینگے اپنی مہر سے وہ تیری آبرو
رکھ اپنے جی سے اُنکی ہی کرپا کی آرزو
ارداس کر لے سر کو جھکا اُنکے در پہ تو

لطف و کرم ہے عام گورو گنج بخش کا

کر عرض اُنسے اپنا تو احوال اے نظیر
اپنے کرم سے لینگے تجھے پال اے نظیر
رکھ اُنکی یاد جی مین تو ہر حال اے نظیر
رہتا ہے جگ مین خوشدل و خوشحال اے نظیر

ہے دل سے جو غلام گورو گنج بخش کا

درگاجی کے درشن

من باش نہ کہے کیونکر جی کا شنی نرتی کی
ہے تیرگیانی دھیانی کا ہر نیت روپ سرن کی
جو بنی بار دور کے ہین یہ ہم وہان نرسن کی
اس لیجئی یونی مٹ کھٹ کی ہے چاہ چرن کے ہرن کی

پرسند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے ہرسن کی
تعریف کہون مین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

اس مسٹل او بچکٹ مین جو دیپی آپ بہت ہین
تن ابران ایسے جھلکت ہین جو دیکھ چندرما لاجت ہین

دھن پوجا کھن بھگتن کی اُنسی نوبت بانو باجت ہین — اُس مند صورت دیکھی جو برن ہو سب چھاجھت ہین

پرسند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہون مین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

جو مہرشی اس دیبی کی وہ دور رسا ہے دھاوت ہے — جو دھیان لگا کر دھاوت ہے سب دای سن جاوت ہے
جب کرپا وا کی ہووت ہے تب درشن دے پاوت ہے — کچھ دیکھیت ہے جا سورت کا من تن مین سلسن نوادت ہے

پرسند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہون مین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

جو نیمی ہین وا مورت کے وہ اُنکی بات سدھارن ہے — سکھ چین جو داتین مانگت ہین وہ انکی جنتا ہارن ہے
ہر گیانی وا کی سرتن ہے ہر دھیانی سا دھو اوھارن ہے — جو سیوک ہین وا مورت کے وہ اُنکے کاج سنوارن ہے

پرسند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہو نمین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

جب ہولی پاچھے پہ اُسجاگر دن کرمنگل ہوتا ہے — ہر چار طرف اُس یول مین بو ہ منگل ہوتا ہے
تک دیکھو جدھر آنکھ اُٹھانا ہر یکا مل ہوتا ہے — ہر نمین منگل ہوتا ہے آنند برچھ پھل ہوتا ہے

پرسند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہو نمین کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو باغ لگے ہین مندر تک وہ لوگون سب بھرتے ہین — وہ پھلپھین تی ہین جتنی سب من کے بچھ برتے ہین
کچھ بیٹھے ہین خوشوقتی سے دل عیش و طرب دھرتے ہین — کچھ دیکھ بہارین خوبان کی ساتھ اُنکے سیرین کرتے ہین

پرسند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہو نمین کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو چیزیں میلو مین بکتی ہین سب اُسجا آ دھمکتی ہین — پوشاکین بنکی زرین ہین وہ تن پر خوب جھلکتی ہین
محبوبون سے بھی سینون کی ہر آن نگاہین بکتی ہین — لو نام نظیر اب کس کس کا جو خوبیان آ دھمکتی ہین

پرسند بہت من ہوئے [illegible] جی ہی برسن کی
تعریف کہو مین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

تعریف بھیرون کی

دیکھا ہے جب سے مینے تیرا جمان بھیرون — رکھتا ہون تب سے دل مین تیرا خیال بھیرون
دنرات ہے یہ میرا تجھسے سوال بھیرون — اب درد و غم سے آکر مجھکو سنبھال بھیرون

تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیرون

آنکھون مین چھا رہا ہے تیرا سروپ کالا — تن من بھبھوت ملکر گل بیچ سنڈ ڈالا
آنکھین دیا سے روشن ہاتھون مین ہے کپالا — ہون دل سے داس تیرا سن آ رے دیالا

تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھیرون
ای پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیرون

کیا کیا مچی ہین تیرے دربار کی بہارین — بھگتی کلا پہ تیرے جی جان اپنا وارین
سب اپنا اپنا کارج من مانا سنوارین — سیوک چرن کو چومین اشٹمی گھڑی پکارین

تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھیرون
ای پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیرون

ماتھے پہ تیرے ٹیکا سیندور کا براجے — مدھ پیوے پاس کھاوے جو تو کرے سو چاہے
ترسول کا مدھ اوپر ڈمرو کی گت بجاوے — سب بچ کے مینے اتھو تیری دیا کے گاہے

تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

تو راچھسو کے من سے ہر ن سر اکھاڑے — چاہے جسے بساوے چاہے جسے اجاڑے
جو تجھ سے دوبدو ہو اک آن مین لتاڑے — وانون کو چیر ڈالے دنیت کو پھاڑے

تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

غصے مین تو جو اگر اپنی جٹا ہلاوے — دھرتی اکاس پرتب پاتال ہل جاوے
سر کاٹ راچھسونکے جھونٹے پکڑ ہلاوے — جھانکے کلال خانہ کتنونکو خون چٹاوے

تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

جوگی اتیت جنکم تیرے چرن سے لاگین — سیون جو تجھکو اونکے سوتے نصیب جاگین
جب نام لیکے تیرا بھبھوکا وین تپ کی آگین — جن ہاتھ دیو جوڑین بھوتا دریا پیند بھاگین

تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

ہے کون اب جو نکلے تجھ مست سے اکڑکر — ڈشٹون کو لات مکی سوڈیکے سر کو ٹکر
کر پا ہے تیری میرے حق مین تو قند شکر — اب سب طرح سے مین نے تیری پا کو تک کر

تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

میرا تو کوئی اسجا اپنا ہے نے بگانا — بیکس ہون بے ہنر ہون اور ہے بڑا زمانا

اے بیکسوں کے والی میری مدد کو آنا
تیرے سوا کسی جا میرا نہیں ٹھکانا
تیری سرن گہی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

پوجا سمھا مین تیرے مین کن بکھانتا ہون
تجھکو ہی پوجتا ہون تجھکو ہی مانتا ہون
دھول اب ترے چرن کی ماتھے پہ مانتا ہون
تیرا ہی ہو رہا ہون تجھکو ہی جانتا ہون
تیری سرن گہی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

تو شاہ مین بھکاری مین کیا کہون کہ کیا دے
جو دل مین تیرے آوے دانا مجھے دلا دے
مجھسے بگڑ چلے کو اب مہر کر نباہ دے
اب جسطرح سے چاہے چنتا مری مٹا دے
تیری سرن گہی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

اب غم مرے جگر کو تیروں سے چھانتا ہے
اور گرد بیکسی کی مشت سر پہ چھانتا ہے
کس سے کہون مین جاکر کون آہ مانتا ہے
جو دکھ ہے میرے جی پر سو تو ہی جانتا ہے
تیری سرن گہی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

جو دکھ ہے میرے جی پر اب کس کو جا سناؤن
کس سے پناہ مانگون یہ دکھ کسے دکھاؤن
اب بیکسی مین اپنی جاکر کسے سناؤن
تیرا کہا کے اب مین کس کا بھلا کہاؤن
تیری سرن گہی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

اب کسطرح جتاؤن مین اپنی بیکلی کو
نے سکھ ہے میرے دلکو نے چین ہے جی کو
پوچھے جو میرے دکھ کو اب کیا پڑی کسی کو
مجھسے بھلے بُرے کی اب لاج ہے تجھی کو

تیری سرن گہی ہے نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

ہے جنکا اب جہان مین تجھ اشٹ کا سہارا
دن رات باجتا ہے اُنکا سدا نقارہ
ہے بے نظیر تیری کرپا کا ٹھاٹھ سارا
نانک جنے بچے ہے بھیرون سرن تمہارا

تیری سرن گہی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

مسدس

اے صبر و قناعت ساتھ میان سب چھوڑ یہ تیغی جھوٹی ہے
جو بوجھ کرے اُس لوبھی کی تسکین کھوتی ہوتی جان ہی ہے
سنتو کہ توکل ہم نونے جب حرص کی کھیتی آن جری
پھر دیکھ تماشے قدرت کے اور لوٹ ہوا بن ہی بھری

جب آسا نشا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوا آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

ٹک اپنی ہمت دیکھ میان تو اپنے لوٹا ری ہے
پر حرص طمع کے کرنے اب تیرا نام بھکاری ہے
ہر آن کرے ہے للچا ہر ساعت لوبھ لوبھاری ہے
ای لالچ مارے لوبھ بھرے سب جوگ ہوا کی خواری ہے

جب آسا نشا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوا آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص و ہوا اور لالچ کی ہے دولت تیرے پاس بھری
تو خاک سمجھ اُس دولت کو کیا سونا روپا لال نری
ہاتھ آیا جب سنتوکھ صدف سب دولت ہے ہیچ مچل
گر عیش و طرب سنتوکھی بن جو بول مرلیا والے کی

جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

اِس حرص ہوا کے بیچون کو جو لوبھی لوبھ لوبھاتے ہین — رہ چنتا مارے لوبھ کھرے وہ خوار ہمیشہ پاتے ہین
جو ہاتھ پسارے کر وہ ماتھا کوٹے روتے ہین — اور ہاتھ جنھون نے کھینچ لیا وہ پانون سیارے سوتے ہین

جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

اس لوبھ بھری کی گلیون کے جب بیچ پرتیرے دھون اڑی — بیچین رہیگا ہر ساعت آرام نہوگا ایک گھڑی
چل لوبھ کے سر پر چوتی مار اور لوبھی تن پر مار چھڑی — کر سمرن کنج بہاری کی جے بول مکٹ کی گھڑی گھڑی

جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

یہ شہد بُرا ہے لالچ کا اِس میٹھے کو مت کھا پیارے — یہ شہد نہین یہ زہر نرا اس زہر کو پرت جا پیارے
جو مکھی اس مین آن پھنسی پھر نکل نہ پھر لپٹا پیارے — سر ٹپکے روئے ہاتھ ملے ہے لالچ بُری بلا پیارے

جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

یہ لوبھ تو ہی پت کھوتا ہے اُس لوبھی لالچ مار کی — یہ لوبھ چمک کھو دیتا ہے ہر آن چمکتے تارے کی
تو ایک ٹپک کر لالچ پر بن صورت لال انگار کی — کر یاد مدن متوارے کی جے بول کنھیا پیارے کی

جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص ہوا کے پھندے مین تو اپنی عمر گنوا وے گا — نا کھانیکا پھل دیکھیگا نے پانیکا سکھ پاویگا

اک دو کپڑے کے تا رسوا کچھ ساتھ نہ تیرے جاویگا
اے لوبھی بندہ لوبھ بھرے تو مر کر بھی پچھتاویگا

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص و ہوا کی جھولی سے ہے تیری شکل بھکاری کی
تجھکو اتنک خبر نہیں ہے لوبھی اپنی خوواری کی
سنتوکھی سادھ سروپن تج منت نرادر ناری کی
لے نام کشن منموہن کا جے بول اٹل بنواری کی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

ہے جب تک تجھ مین لوبھ بھرا تو چور اچکا کہلاوے
ہے پیچ پرانی پگڑی سے جو سر پر تیرے پگڑا ہے
ہر آن کسی سے قصہ ہے ہر وقت کسی سے جھگڑا ہے
کچھ مین نہین کچھ میکہ نہین سب حرص و ہوا کا جھگڑا ہے

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

اب دنیا مین کچھ خیر نہین اس لوبھی کے نستاری
ہے کیچڑ اس پر لٹ رہی سب حرص و ہوا کے گاری کی
کیا کہیے والی بات نظیر اس لوبھی بھوندو کی
سب یار مل کر بولو اسبات پہ نند للا ری کی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

مہادیو کا بیاہ

پہلے تا نون گنیش کا لیجے سیس نوائے
جا سے کاریج سدھرہون سدا مہورت لائے
بول بچن آنند کے پیم پیت اور چاہ
سن لو یار ودھیان دھر مہادیو کا بیاہ
جوگی جنگی سے سنا وہ بھی کیا بیان
اور کتھا مین جو سنا اسکا بھی پرمان

سننے والے بھی رہین ہنسی خوشی دن رین
اور پڑھین جو یاد کر اُنکو بھی سکھ چین
اور جنے اِس بیاہ کی مہمان کہی بنائے
اُسکے بھی ہر حال مین شیو جی ہین سہائے
خوشی رہے دن رات وہ کبھی نہو دلگیر
مہادیو اُسکے بھی رہین جسکا نام نظیر

آغاز قصہ

یون کہتے ہین اس دنیا مین اک راج پتی ہاچل تھا
وہ دھرمی عدلی نیک جنیون کھ چند دلاور بھل تھا
گڑھ کوٹ بڑے گڑ پربت سے اور فوج سپہ کا دنگل تھا
گج ہستی اونچی جھول رہی انباری ہوے کنجل تھا
رتھ بھلمین میانہ لال تھین چنڈول پراطلس مخمل تھا
خوشرنگ ترنگا تیز قدم ہر زین جھمکتا ہر بل تھا
سب ساز جڑاؤ گج کاہن کوئی چنچل تھا کوئی کوتل تھا
ہر ستبر چیر چھلا جھل کا دھن دولت پلو آنچل تھا
پکھراج زمرد لعل منون من مکتا بھی اُنکل تھا
محلات سنہرے رنگ بھرے دربارے اور کٹہل تھا
کل برتن سونے روپے کے اور چیر چیر کا دل تھا
باغات بڑی تیار کی ہر ڈالی پر گل و پھل تھا
نر زیور ٹھاٹھ اسباب بہت اور عیش خوشی کا بھرپل تھا
گھر جگ جگ جگمگ کرتا تھا سکھ چین انند اور منگل تھا

ہر آن طرب ہر دم چسلین جی جان ہر اک وقت خوشی
وہ راجہ بھی ہر وقت خوشی اور پرجا بھی دن رات خوشی

اب بیان سے آگے سنو خوبی سے رکھ دھیان
پاربتی کے وصف کا جتنا ہوا بیان

اِس راجہ ہاچل کے گھر مین کرلا بی سندر بیٹی تھی
مکھ اُسکا چندلگن تھا نام اُس کا گورا پاربتی
لب لعل یمن اور غنچہ دہن تن برگ سمن قد سرو سہی
پوشاک جھلکتی تاش نرمی ان گنتی پہنے متی
دو کھلے کنگن کنکن کی وہ باز و چھلے اور مندری
وہ جھانجھن بچتی چاندی کی در جوڑ گھنگرو جوڑی
ماں باپ کی پیاری ناز بھری آنکھون نے نہ اوجھل رہتی
نت رہتی ہاتھون چھاؤن مین اور مانی اُس کی دھن

سکھ بھوجن نورس اور میوے پکوان مٹھائی دودھ دہی
سوساٹھ سہیلی ساتھ پھریں ہمراہ رہیں بھی بالی بھولی

سب پیار کریں تن من وارین سنگ گھیلیں جسمین پھلجی
سب گہنے مین سر پانون لدی سوہا سالو اور چنری

کوئی اچھلے کودی سوگت کرے کوئی ہنس ہنس کر پھولی
بزات ہنسین اور چین کرین ہر ان کی خاطر شوقتی

تھی رہتی گورا پاربتی ان روپ سروپون ابرن مین
سب حور خوشی سے پھرتی تھی نت اپنے گھر اور آنگن مین

اب یان سے آگے سنو اسکی یہ تقریر
جیسے گورا کی نسبت کی ہوئی تدبیر

اک رات وہ راجہ رانی تھے سکھ مٹھیے اپنے منڈل مے
سکھ پان براجین دونون کے اور ہنس ہنس باتین کرتے تھے

وہ بالی مندر پاربتی خوش مٹھی آگے دونون کے
سر چیری باندھے ہاتھ کڑی پوشاکین نیچ اور گہنے

سکھ دیکھ دلاری کنیا کا یون بولے راجہ رانی سے
اب اپنی گورا پیاری کی کچھ فکر سگائی کی کریے

تب بولی رانی راجہ سے کر جوڑ بنت منتی کر کے
جو آپکے منمین سوچ ہوا ہے وہی من مین ہمارے

تم صاحب ہو تم مالک ہو سے سوبھا سکل تمہ سے
دو حکم پروہت کو اپنے رکھ دیہان سگائی کا اس کے

جو راج پتی گھر اونچا ہو ہر شہر نگر مین جا ڈھونڈے
وہ بر بھی ایسا سندر ہو جو میری گورا کو سوہے

ہے جیسے گورا چندر مکھی ویسا ہی بر سکا ہووے
یہ بات جو ٹھہری دونو نمین یکو منمین اسکو ہوے ہے

جب بھور ہوئی تو راجہ کے من مین تھا دھیان بھلا
دربار مین آئے خوش ہوتے سنگاسن اوپر پانون دھرا

اب یان سے آگے سنو اور بچن اس آن
نسبت گورا کی ہوئی جگ مین جس عنوان

جب راجہ اپنے محلون سے سنگاس پر بیٹھے آکر
دربار ہوا کل لوگ سب حاضر ہو کر اور جا کر

یہ بات کہی جب راجہ نے لے آؤ پروہت کو جاکر
اُسوقت پروہت آپہونچے آشیرچن رستا لاکر

سر پاگ بڑائی کی سوہے اور چندن رہے ہاتھے پر
تن جامہ خاصہ ململ کا کلائی رنگین تتیمر

گلے ماہ، گلے موتی مالا اور مونگا سونا بھی اکثر
نش صورت سیر نیک بچن قابل عش دانشور

کہو دیکھ پروہت کا اپنے یوں راجہ بوے خوشحال ہو کر
تم جاؤ سگائی گورا کی ڈھونڈھو اچھی ساعت دھر

ہین جتنے شہر پھر اُنمین اور سیر کرو ملک رنگر
جن دیس مین دیکھو راج تپی ہو ونیا گھر اور ہو سندر

ٹھہراؤ سگائی گورا کی بہ ساعت سے تم اسکے گھر
جب ٹھہر چکے وان خوبی سے دو اُسکی ہمکو آن خبر

جسوقت پروہت سے اپنے یہ راجہ نے فرمان کیا
خوشحال پروہت نے ہو کر واں ڈھونڈھنے کا سامان کیا

اب یان ہے آگے سُنو بات پروہت آن
چلے سگائی ڈھونڈھنے گورا کی رکھو دھیان

ہو شاد پروہت چلنے کو اس جا سے جب تیار ہوے
یون جلد چلے اُس نگر سے جون بچن کیوقت چلے

ہر دیس گئے ہر نگر گئے ہر شہر بسے ہر دیس پھرے
پر ایک نیا یار ایسا جو راجہ کے پر سند پڑے

مقدور تلک دیکھ پھرے اور اپنے بس تک ڈھونڈھ چلے
تدبیر بہت سی کی لیکن جو چاہے سو تقدیر کرے

جو بات لکھی ہو کر مونین ہر طور وہی آکر ہووے
جو چاہ پھرے کوئی اسے کیا بات جو اسکے پھیر سکے

جب کھینچی باگ نصیبون نے پھر اسکے آگے ہار گئے
وان پھرتے پھرتے آخر کو کیلاس کے اوپر جا پہونچے

کیا دیکھین واں کیلاس اوپر سو آپ اکیلے ہین بیٹھے
کی استت اور خوشوقت ہو سکہ پائے درشن جسے

جب من کو سکہ آنند ہوئی پھر تھوڑی دیر جو واں ٹھیرے
کر ٹیکا اُسکا جلد بہت خوش ہو کر ماتھے پر سوہے

جس آن پروہت کھینچ چکے وہ کیسر ٹیکا شادیکا
پھر واں سے اپنے دیس پھرے کر کاج مبارکبادیکا

واں کتنے راجہ سے آکر اس ٹیکا کی آبات کہی
سُن نانوں نند اشیو شنکر کا ہوئی راجہ کے گھر بہت خوشی

سب خویش کم دلشاد ہوئے اور بچا کو ہوئی خوشحالی
کوئی بولی ہر دم خوش ہو کر ہوا ئی سگائی گوری کی
کوئی آنکھیں چوم سے پیار کرے کوئی دور بلائیں لیتی تھی
تب راجہ نے ہر نند سے واں لگن بھرنکی پوچھی
اون ٹھہرایا ہے آنیکا ہر ساعت شادی لگن دھری
وہ تیری شیو کے پاس گئی ہاتھ انہوں نے سب باچی

گھر بار مندیلی ڈھول بجا آنند خوشی ہر سو مچی
کوئی گود چڑھا کر کہتی تھی آ میری گورا پاربتی
جب گھر گھر میں مشہور ہوئی یہ بات خوشی ان بھری
سب بولے ماہ مہینے کی یہ ساعت ہے اور نیک گھڑی
تب راجہ نے شیو شنکر کو اسبات کی تیری لکھ بھیجی
ہو نادیا اسوار چلے اور آئے نگری راجہ کی

جو آن کے اترے بیاہنے کو تھا اس جا اک پرمان بڑا
خوشوقت نولی چاؤ بھری کر جوگی کا سامان بڑا

اب بیان سے آگے سنو یہ برنن اس آن
جب واں سے شیو نے کیا جوگی کا سامان

واں جانے بوجھے کون انھیں تھے یہ تو اترے جوگی بن
اک میلی گدڑی پیٹھ پڑی اور اک کھدر کا بھورا تن
جلپان کریں ان شیو جس سے وہ تو میا تو بنی کا برتن
کھ راکھ بھرا اور لال آنکھیں کن سندرے کریں ایک سرن
وہ راکھ ملی جو کھ تن پر وہ راکھ نہ تھی وہ تھا چندن
وہ مندرے کانوں بیچ پڑے یوں جیسے موتی ہو کان

ترسول جگت تھا کاندھے پر اک بھرا سب مکھ اور ترن
وہ منکہ بدم تھا مال بتا وہ گھنٹا کہ تہ چھوٹی دھن
اور سیس لٹا ئیں بکھر رہیں مرگ چھالا کاڑھا آسن
اس جوگی پن میں شیو جی کا تھا وہ بھاگا یہی ورن
اور لال سہانا باگا تھا وہ گیرو رنگا پیراہن
وہ سیس لٹا ئیں یوں بکھر جن جٹا ہے سر نیک لچھن
وہ اٹریاں سیلی کانی جن زیور ہو کے زیب بدن

کچھ ٹھاٹھ نہ باجا گاجا تھا اور کوئی سنگ نہ ساتھی تھا
وہ آپ سدا شیو دولھا تھے اور ناد یا بیل براتی تھا

اب یاں سے آگے "نظیر" اُس جوگی کی بات
لوگوں نے جسدم سُنی ملے ہر ایک نے ہات

وان لوگ براتی آنیکے تھے دن رات ابھی تو ٹلے
معلوم نہ تھا یہ دولھا ہیں راہ خوشی کی سب تکتے تھے

ہر چار طرف خوشوقتی سے کچھ بیٹھے تھے کچھ پھرتے تھے
وان نے جوگی جان انھیں یہ دیس نگر ہیں پھرتے تھے

یوں اُنسے پوچھا جوگی جی کوئی دیکھی رات برات آتے
اُسوقت سدا شیو ہنس بولے ہیں نیاہے ہم ہیں تو آئے

یہ بات سُنی جب لوگوں نے تب ہنسکر سب کے ہوش گئے
دل سُست ہوئے اور من بھی ٹھٹکے پھر جاکر آگے راہ لگے

یہ بات کہی اس جوگی کی تب راجہ بھی حیران ہوئے
تحقیق کیا تو ٹھیک وہی تقدیر سے روئے ہاتھ ملے

سب محلوں مندر شور مچی یہ بھاگ تھے کیسے گورا کے
کوئی ماتھا کوٹے سیس دھنے کوئی آنسو بھر بھر لائے

کوئی دیکھ کے صورت گورا کی رو دیوے ٹھنڈی سانس بھرے
کوئی بولے کرموں لکھا نے جو کرم لکھی سو ہووے

وان جن جن نے یہ بات سُنی افسوس اُسے فی الفور ہوا
جو چاہا تھا کچھ اور ہی تھا اور پھیٹ یاں کچھ اور ہوا

اب یاں سے آگے سنو ہو میاں اِدھر کو لائے
آزردہ جی سے ہوئی پاربتی کی ماے

رہ جھینک اِدھر مان گورا کی وجوگی کی یوں ٹھٹھولی
یہ کیسی بتا آن بنی کس مشکل نے صورت کھولی

یہ میری گورا پاربتی بالی نکی سُندر بھولی
یہ پالی دھن اور دولت کی یہ پھول تر و تازی تولی

کھ جسکا چکے چاندی میں اور رمھری ہو تو نین گھولی
وہ اگن کھ پر چھوٹ رہیں کستوری جس سے بولی

ہر کنگن جسکا بیش بہا ہر پونچی جس کی انمولی
سو پلے باندھے ایسے کے جو پہنے کنٹھا اور جھولی

تن رکھ مٹے گدڑی اوڑھے کیا رکھے دھوتی گالی
نے محل مکان نے زر زیور نے بہل میانہ رتھ ڈولی
اب لاگ گئی کل مین ہولی سب شیمن بولین کان بولی

کنھیا میرے لال نین جون لال مہادر کی کولی
چڑھ بیل بجاتا سنکھ پھرین برت کھاتا بھنگ بھولی
تد بیتین کچھ بن آتی تقدیر جو ہونی تھی ہولی

تھی میری گورا پیاری کی یہ بات چھٹی کی رات لکھی
کچھ باور ہو ہو انت وہی جو ماتھے مین ہو بات لکھی

اب یان سے آگے سنو شیو نے جب اُس آن
اپنی مایا سے کئے کیا کیا وہان سامان

جب راجہ نے بھی ترش ہو کر دربار پرست بلوائے
سب لوگون نے بھی اون دھرے تب جیہ ہو شیو کے پاس آئے
جو باد نے جھاڑی خاروخسک رہا وہان کی چھڑکائے
نمگیرے جھالر موتی کے کمخواب مشجر جھلکائے
مقیش زری کے بچھونے بھی پھر جا بجا جگہ لٹکائے
بھر تھال لاچی لونگون کے پھر خوب طرح سے چنوائے
ہر جا رطرف تیار کیے اسباب طرب کے ٹھہرائے

جب آئے تو یہ بات کہی یہ کیسا ٹیکا کر آئے
بجیا نا دیکھ پروت کو وان ٹھاٹھ یہ شیو نے دکھلائے
بانات قنات دیوان خانے دل بادل تنبو تنوائے
کل فرش حریر اور دیبا کے خوشرنگ چکنے بچھوائے
گل عطر و گلاب اور پان دھرے کستوری عنبر مہکائے
خنگیر و دھرین سوزیب بھرین اون طرہ بانکی نرمائے
جو ٹھاٹھ پڑے ہین شادی کے اک پل بھر مین سب جمکائے

آکاس کے دیوت جتنے ہین بن خوب براتی آن بھرے
وہ پہلا ہی میدان بھرا اور ویسے دس میدان بھرے

اب یان سے آگے سنو خوش ہو کر اس آن
جیسے شیو دولھا نے اُس کا کیا بیان

جب بیٹھے شیو کی شاہی مین کل تیتیس کوٹھ جوتا
بشن آپ آگے اور برھما اور اندر نارد من اُس جا

اور مہگنا اور برسہیت بھلی ورناؤں سنیچر بھی جبکا
وہ روپ سروپ اور روپ اکدہ اپنی شان میں زیب فزا

اُسوقت خوشی سے مندر پر شیو بیٹھے بنکر یوں دولہا
مکھ پانکی لال کرے مہندی اور آنکھوں بیچ لگا کجرا

ہر تار جمکتا حریکا اور تاش سنہریکا باگا
اُس تار زریکے چیرے پر جوں مہر چمکتا سہرا

ہر کان مرصع کندن تھے اور مکھ پر سونے کا سہرا
وہ سہرا مکھ پر یوں چمکے جوں سورج ہووے کرن بھرا

وہ موتی مالے گلے جھلیں اور اُنمیں لعلوں کی مالا
وہ مانگ جڑاؤ باز و پر اور ٹھکنا بیچے جھمک رہا

جب بیٹھے شیو یوں دولہا بن سب پر نیکاوان ناچ رچا
اور کرنا سرنا جھانجھ بجے نقارہ گونجے شور مچا

یہ ٹھاٹھ بنا کر دکھلایا جب شیو نے مایا اپنی کا
ہر چار طرف آنند ہوے غل شور ہوا خوشوقتی کا

اب یاں سے آگے سنو اس شادی کے طور
دیکھ اسے جی سے خوشی لوگ ہوئے ہر ٹھور

یہ دھوم مچی واں آپسمیں کیوں لوگو کیسا یہ ہوگا
ہم سمجھے اُسکو جوگی تھے اور نکلا یہ تو راجہ جی

ہر ناری نکلی چھوڑ مندر دیکھ من میں چاہ اور دھاما کی
اور بوڑھیا بوڑھے طفل جوان اور لڑکے لنگڑے چیرے بھی

سب دیکھنے کو واں آن بھرے سو ٹھٹھ ہوے اور بھیڑ لگی
یہ بات سنی جب جانے تب چڑھکر کوٹھے پر جلدی

جب دیکھا تو واں کو سون تک ہے زور برات کا اُتری
خوشوقت ہوے خوشحال ہوے برآئی سب منتا من کی

ہوئی محلوں مندر بیچ خوشی اور عیش و طرب کی دھوم مچی
دل شاد ہوے سب کہنے کے ماگورا کی بھی شادی ہوئی

منہ دیکھے خوش ہو بیٹی کا اور ماتھا چومے گھڑی گھڑی
کوئی پاربتی کے پاؤں چھو کوئی ہووے ہردم بلہاری

کوئی دھن دھن بھاگ کہے رہ رہ کوئی وارے جی سو سو بار گیا
اب چاہو یہی دیکھا چاہے یہی جو دیکھیں صورت دو بھاگی

تھے جیسے جوگی دیکھ انھیں واں جسکے دل میں مال ہوے
جب ٹھاٹھ یہ دیکھے شادی کے سب شاد ہوے خوشحال ہوے

اب یاں سے آگے سنو بھوجن کے سامان
جسکی ہے تعریف سے میٹھا ہو ابیان

جب راجہ نے یہ حکم کیا تیاری ہو اب بھوج کی
منگوا کے میدا لاکھوں من اور مدے مصری گھی شکر گھی

حلوائی ہزاروں آ بیٹھے کر گرم کڑھاؤ تھال نئی
کر کھوئے ستھرے دودھ منگا اور ڈالی چینی شکر نئی

پھر ڈالا خوب گلاب بسیں اور ڈال دیا میں مصری کی
انبار لگائے پیڑوں کے اور ڈھیر گلابی اور برفی

پھر لڈو بھی تیار کیے دی قند بہت بادام گری
براق مگد اور خرمے بھی خوشرنگ امرتی بیر بلی

وہ خوب جلیبی اور کھجلے وہ گھیور بالوشاہی بھی
سب اتنے وان تیار ہوے جو ٹھانوں نہ رکھنے کو پائی

کی عرض یہ جا کر راجہ سے سب جنس وہ اب تیار ہوئی
لگ دیکھو تم بھی آن اُسے جو ہے کتنی اور ہے کیسی

جو حکم ہوا تھا اتنی تو سو خوبی سے بنوا ڈالی
جب راجہ نے بھی آنکھ اٹھا ہر جنس بہت ستھری دیکھی

مسرور ہوے یہ کہ من میں جس آن برات آوین گے
سب اپنے من بھر کھاوینگے اور ڈھیر پڑے رہجاوینگے

اب یاں سے آگے سُنو عیش خوبی کی بات
جیسے جیسے ٹھاٹھ سے شیو کی چڑھی برات

جب رات ہوئی اب شیو شنکر خوشوقتی سوار ہوے
آگے پیچھے دولھا کے دلشاد براتی ساتھ چلے

فانوس بنگین جھلملیاں اور جھاڑ بڑی گلگیری کے
ہر آن چڑاوے چور ڈھلین اور سیس کے اوپر چھتر پڑے

وہ پریان ناچین تختون پر پوشاکین گہنے جھمک رہے
نقارے نوبت طبل نشان انور بجتے اور ڈنکے

ہر سر نامین دھن دھن کی اور کرنا تری جھانجھ بجے
کر دھونسے دھون دھون باجے اور تاشے بجتے کڑکڑے

مردنگ مندیلے تال بجین سارنگی بھی جھنکے
وہ ڈھول دھماد دھم شور کرین اور جھنجھنے بھی جھم جھم کرتے

وہ ہاتھی کنجال اور گنے انیاری ہوے اور رنگیلے
وہ جھومتے چلتے قدم قدم اور بجتے جاتے گھنٹے

وہ جھاڑ مشعلین پنچشاخے سب روشن اوپر مشعلوں کے — وہ صحرا جمکا کوسوں تک ابر اُجالی جا پہنچے

وہ گھوڑے میانے گھور بھلین رتوا دنچے پیچے ڈھلتے تھے
سب باجے بجتے جاتے تھ اور ہوے ہوے چلتے تھے

اب یان سے آگے سو چلے جو بھولا نا تھ
اور براتی بھی ہوے ایسے اُنکے ساتھ

پھر اور ہزارون ساتھ چلے جو بھوت پری اور راچھس تھے — جو مال و نچے انکے برج بمن اور سین بھی ننگے مٹ سے
ہر پگڑ انکا سومن کا اور موٹے رسوں کے ٹیلے — اور پگڑون پر طرون کی طرح تھے ساکھو کے برابر رکھے
کوئی ننگے سر وہ بال سکے جو بانس پر دس دس گز کے — کوئی منڈ کوئی رنڈ اور کوئی بن پانون ہے اور کوئی
کوئی ہاتھی رکھے کاندھے پر کوئی اونٹ بغل مین دبکائے — کوئی ارنا بھینسا گود لیے کوئی گینڈا اپر بٹھلائے
کوئی سانپ گلے مین لٹپائے پھین اُنکے دم پوم چوے — کچھ لمبے سونٹے لوہے کے کچھ ہاتھ لیے بھاری لکڑے
کوئی گاوے پھاڑ گلا اپنا کوئی نرت کرے چکھ پھیری نے — کوئی شور کرے خوشحالی سے یون جیسے ہاتی چنگھاڑے
کوئی ہاتھ نچاوے رہ رہ کر کوئی مین خوشی سے مسکاوے — کوئی لمبے لمبے ڈگ رکھے کوئی دس دس گز کی جست کرے

کچھ رنگ عجب کچھ ڈھنگ نئے سب سوانگ دھج دکھلاتے تھے
تھے دھوم مچاتے رستے مین ہر آن اُچھلتے جاتے تھے

اب یان سے آگے سنو شادی کے اطوار
چلے سدا شیو جسطرح پاربتی کے دوار

جب دیکھا دانکے لوگون نے وہ کوسون تک کا اُجالا — وہ سر نا کی واز سنی اور نقارون کا شور سنا
سب بولے برات اب آتی ہے یہ شور اُجالا ہے اُسکا — تب راجہ نے بھی بھیجا یا ہرکارہ وہان پر ہرکارا
وہ آتے جاتے جلد بہت جو دیکھتے وان سو کتے آ — کوئی کہتا اُبلان آپہنچے کوئی کہتا آئے آپ اسجا

کوئی کہتا بہت براتی ہین اور ساتھ لیے ہین ٹھاٹھ بڑا
کوئی کہتا گھوڑی ہاتھی ہین انبوہ رکھونگے آتا
یان لوگ بہت سے آتے ہین خیمہ کیے بیچ کہا یہ جا
یہ دھان کھڑے تھے جو آگے جب اُنسے اپنا بھید کہا

کوئی کہتا اتنے ہاتھی ہین کچھ چھور نہین جنکا ملتا
یہ باتین سُنکر راجہ نے گھر آکے من کے بیچ کہا
یہ بیٹھ کب اُسمین مل بیٹھے کچھ بن نہین آتا کرتے کیا
یہ ٹھاٹھ جواب یان آتا ہے کچھ سمجھے اسکا فکر کیا

وہ بولے کیا تدبیر کرین اور کیا کیا اسکا دھیان کرین
آجاوے اتنا ٹھاٹھ جہان وان کس کس کا سامان کرین

اب یان سے آگے سُنو باتین ہین یہ ٹھیک
آئے شیو جس طرح وان دوارے کے نزدیک

جس آن براتی آئے در پر یہ خوبی ٹھہرنی سیر کی
وہ ڈنکے لگتے دھونسے پردھن کرنا نرکی رنگی
کل زیب براتی چار طرف اور بیچ سواری دولھا کی
سب واہ کرین اور جاہ کرین اور ٹھاٹھ کہین گھڑی گھڑی

وہ آتے تھے جو ساتھ لدے اور آتشبازی تھی چھوٹی
اک پہر تلک دروازے پر وان پھول رہی پھلواری سی
وہ طبل بجین اور ڈنکے بھی نقارے تاشے اور تری
وہ پریان ناچین تختون پر جھنکارین زیوروں کی
دروازے کو ٹھے گونج رہے آواز سہانی اُنکی تھی
سب چھجے چھجے کوٹھون پر وان دیکھین زینت اور خوبی
ہون دیکھکے صورت دولھا کی ان سب کے دل سے دو بلہاری
مہتاب اناڑ اور پھلجھڑیان تھی پھول ہوائی خوب کڑی
سب ہاتھی گھوڑی بیل اچھلین غل شور ہوا اور دھوم مچی
وہ دہل طبل جھانجی باجے اور گھر گھر مین آواز گئی

سب شاد ہوے خوشوقت ہوے یہ دیکھ تماشے خوبی کے
کر وصف بہت بلہار ہوے اُس دولھا کی محبوبی کے

اب یانسے آگے سنو شادی کے رسم اور
جسکی ہر اک رسم سے جی خوشی ہو فی الفور

جب راجہ کے دروازے پر ہوئی آن برات اسطور کی دھوم
سب باجے باجے دیر تلک اور چھوٹی آتشبازی بھی

جب سمدھی آئے ملنے کو اور من ملاوے کی ٹھہری
اسوقت بلایا دولھا کو تو ہووے زینت منور کی بھی

جب دولھا ڈیوڑھی بیچ گئے تب نکلی سُندر سوچری
لے آئین مندر مین دولھا کو تو ہووے زیب و مسہ کی بھی

وہ چاند سا مکھڑا وہ سہرا وہ پھونچی کلغی تارے کی
وہ روپ سُہانا جب دیکھا ہوئی سبکے من کے بیچ خوشی

کوئی بولا دولھا خوب ملا اس دولھا کی مین بلہاری
کوئی بولی مین اس دولھا پر اب وارون من من بھر موتی

کوئی دیکھے ہوئی شاد بہت کوئی وار کے پانی پیتی تھی
کوئی کہکر اُس جا دولھا نے نیگ اشرفی بہتیری

اس طور کہی جن جن بی سے جو ہر اک مُنہ کو دیکھا ہی
سب مجلون مندر بیچ ہوئی آنند خوشی اور خوشوقتی

جب بیٹھے دولھا مندر مین من بیچ خوشی کی بات لیے
جنماسے بیچ برات اُتری وہ ٹھاٹھ خوشی کا ساتھ لیے

اب یان سے آگے سنو اِس صورت کی بات
جنماسے مین جسطرح بیٹھی آن برات

جب جنماسے کے بیچ گئے کچھ بیٹھے جا دالانون مین
کچھ آنگن مین کچھ بیٹھک مین کچھ بیٹھے بالاخانون مین

کچھ آن براجے ڈیوڑھی مین مشغول خوشی کی باتون مین
کچھ باہر آکر بیٹھ رہے کچھ بیٹھے رتھ اور بانون مین

سُتھرا بچھون کرنا سنا اور ترتی طبلچی بھی محلون مین
ہر جانب صحن دھون دھون بہتیرے رستے کو چون مین

اور باجین نوبت جھانجھ بڑی اور شادیانے رنگ رلیون مین
کچھ بات سمجھ کان بھیری اُن باجون مین اُن دھونسون مین

کچھ میانے رتھ اور گھوڑ بہلین لا آ کھڑی کین ہر دھون مین
کچھ گھوڑے اُچھلے بیل لڑے کچھ ہاتھی جھومے جھومون مین

تھے جتنے وان بازارنے کچھ اُترے مکان بازارون مین
اور جتنے وان تھے باغ لگے کچھ اُترے جا اُن باغون مین

جب جگہ بنائی بستی مین کچھ اُترے شہر سواد ون مین
وان ڈیرے تنوتان کیے اور بیٹھے خوش مرادون مین

وہ تھے وان جس جس طور اور پل فرحت آہنگ ہوے
عل شور ہوے اور ناچ ہوے اور رنگ ہوے اور رنگ ہوے

اب یاں سے آگے سُنو اُسکا بھی بستار
جس طور سے آنکر ٹھہری وان جیونار

جسوقت براتی بیٹھ چکے تب راجہ نے وان لوگون کو
یہ حکم کیا اب خوبی سے ان سب کو جاکر بھوجن دو
سب جاکر نوکر جلد چلے اور جنما سے مین آکر دو
یون بولے اب سب کر باکر جیونار سرنیچ چلو
اب تم بھی جیون درانکو دلواؤ جنھین دلوانی ہو
کتنے ڈھیر مٹھائی کے درکار ہون جتنے اتنے دو
اِس بات کو سُنکر ہنس بولے ہے خوب پر اتنی بات سُنو
یہ دو بالک جو بیٹھے ہین تم پہلے اُنکو جموا دو
دو گود اُٹھاکر خوش ہوتے جیونار مین لائے دونونکو
تھے جتنے وان نبار لگے اور ڈھیر مٹھائی کے تھے جو
اک ڈھیر نوالا کر بیٹھے پھر مجلے اب کچھ اور رکھو
اُن لوگونکے تب ہوش گئے اور بھاگے وان سے لرزان ہو
یہ بات کہی جب راجہ سے تب وہ بھی اپنی سدبرہ کھو
حیران ہوا اور چپ رہگئے من بیچ بہت شرمندہ ہو

مغرور ہوے تھے لکھریون جا بھوجن کے انبار کرین
سو اُسکی تو یہ شکل ہوئی اب کاہے کو جیونار کرین

اب یاں سے آگے سنو خوش ہوکر یہ شان
جیسے دولھا دولھن کی ہوئی پھیرون کے سامان

جب ساعت آئی پھیرونکی تب ٹھہری اُن جا یہ خوبی
گھر بیچ بُلایا دولھا کو اور پھیرون کی تیاری کی
کچھ بیٹھے لوگ دھرا دھر سب اپنے من کے بیچ خوشی
جو فرش مقرر ہے اُسپر آ بیٹھے دولھا دولھن بھی
جب دولھا دولھن بن بیٹھے تب ریت ہوئی گنٹھ جوڑنکی
وہ پنڈت آئے ہوم کیا سب بلا کر اسکی چنر کھی
سب پنڈت بیٹھے بید پڑھین کوئی بیٹھا ڈالے گرگھی
گنیش کی پوجا کرکے وان پھر پوجا کی نوگرہونکی
بھر مال جواہر نیگ ملین ہین جلد سوا اور نیگی
اور لے نیگ دعائین دین دولھا دولھن کو نیگی
یہ ساعت نیک مہورت سے وہ دولھا دولھن پھیری
اسطور پھرے آ پسمین ہے ریت جو ہوتی پھیرونکی

جب پھیرے چار ہو آکر کل عیش و طرب کی دھوم مچی
ہر چار طرف چمکی جمکی خوشحالی خوبی خوشوقتی

ہر آنمین سو سو عیش بھرے اور زرخت سے پہچان ہوئی
ہے جگ مین جہاں تک آنند ہر سب اس آن ہوئی

اب یان سے آگے سنو اور بچن دو چار
آئے باہر شاد ہو دولھا جس اطوار

وہ پھیرے بھی جسوقت ہوے اس خوبی و خوشوقتی سے
جو سمدھن اور معین و اقربا تھین اُنسے بھی سب شاد ہوے

دس روز رہے ہر ٹیلے مین اور چاؤ برآئے سب دل کے
شیو باہر آکے منڈل سے جون سورج وقت سحر نکلے

وہ چیرا سر پر چمک رہا وہ مکٹ جڑاؤ بھی مکے
تن باکا جھلکے ہر ساعت اور لعلون کی مالا چمکے

کچھ کانون موتی چمک رہے کچھ مانگ جگمگے بازو کے
سو زیب جھمک سے خوش ہوے آمندر پر اپنے بیٹھے

وہ خوبی سو بھا دولھا کی سب دیکھین دانکے لوگ کھڑے
سب ہو کر خوش یہ بات کہین یہ دولھا اوپٹھا ٹھہرے

اور دیکھین اپنی آنکھون سے ہون جگ مین بھاگ تری جنکے
وہ راجہ رانی شاد بہت اور لوگ خوشی سب کنبے کے

وہ چیرا چیری بھی خوشدل اور نوکر چاکر خوش بیحد
اُس نگری کے حلوائی بھی اُن لوگون کے بھی بخت کھلے

جس طور ہوئی وہ خوشحالی کب اسکی حالت جای کہی
ہر چار طرف خوشوقتی کی شور ہوے اور دھوم ہوئی

اب یان سے آگے سُنو بات خوشی آمیز
جو جو راجہ نے دیا اُس جا دان دہیز

جس آن ہوے شیو چلنے کو تب لاکر یہ سباب دھرے
پوشاکین رنگین زیب بھرین ہر تار جڑاؤ جھمکے

زر زیور کے دان ڈھیر لگے جو باہر ہو گنتی سے
وہ موتی ہیرے نیلے وہ لعل زمرد کے ڈلے

وہ کلسے نئے چاندی کے وہ تھال کٹورے سونے کے
وہ فرش سنہرے نقش بھرے جو بچھتے محلون بیچ پڑے

وہ چیرے خوب لباسونکی اور گنتی مین بہتیرے
وہ کنجن جھول جھلکتی کی انباری جیسر اور ہودے
چندرول جھلکتے وہ جیسر بات زریکے تھے پر
وہ رنگین جھالردار رتھین وہ بیل بہت سجے لونچے

ایسے

وہ چیریان اچھی صورت کی سر پانون تلک زیور ہے
وہ گھوڑے گلگون شبل ہوا زروزری جیسر زین بھرے
رتھ بیلین اور گھوڑ بیلین ٹھاٹھ جھمکہ جنکے تھے
یہ ٹھاٹھ رکھا دروازے پر اور بغدی بوجھ اٹھانیکے

تھے جتنے شادی بیاہ نمت سامان جوان تیار ہوے
ہر ٹھاٹھ کے وان دروازے پر ہر جانب سو انبار ہوے

اب یان سے آگے سنو راجہ نے اُس آن
جو باتین شیو سے کہین اُنکا کیا بیان

یہ ٹھاٹھ کیے دھن دولت کے تب لجہ شیو سے یون بولے
کس لائق ہین جو دیتے ہم سب تمھارے لائق کے
ہین بھاگ ہمارے بہت بڑے جو درشن تمھارے ہوے ہمے
تم تھام نہ لیتے جو ہمکو پھر کیسے کیونکر ہم تھمتے
ہم چیز نہین کچھ گنتی کی اور تم ہو لاکھون جوبی کے
ہر وقت ہماری باندھ رہو کر کر پاسے اپنی گنتے
تم لاج ہماری رکھنے کو ہر آن رہو کرپا کرتے

یہ بن نہین آیا جو ہمسے من بیچ ہوے ہم شرمندے
تم اچھے جگ مین ایسے ہو جو پاے ہو لاکھون ہمسے
اس نگری مین اس منڈل مین تم آئے اپنی کرپا سے
جو کرپا تمنے ہمپر کی کب استت اسکی ہو ہمسے
اس آن دیا جو آپنے کی وہ دیکھی کاہے کو ہم نے
من بیچ ہوے ہم بہت خوشی اور بھاگ جاگے ہمنے
جو من مین تھی سو بات کہی اب رکھین کیا ہم آگے

جب راجہ نے یہ بات کہی ور ہر دم ادھک ادھینی کی
تب شیو نے ہنسکر راجہ کے وان من کی بہت تسلی کی

اب یان سے آگے سنو من ایدھر کو لائے
پاربتی وان جسطرح گھر سے ہوئی بدائے

جب شیو نے وان یہ حکم کیا طیاری ہو اب جانے کی
اور آپ مندر رکے بیچ گئے تو ہو کی بدوان وا دولھن کی

یہ بات بدا کی سنتے ہی وان گورا کی ماں یوں بولی
سب طور تم اسکے مالک ہو یہ چیری ہمنے تمکو دی

من اسکا بہت رکھیو خوشی مت میلا کیجو اسکا جی
بیاری ہے من کی پیری اور روشنی میری آنکھوں کی

یوں کہکر بولی گورا سے مل مجھسے میری پیاری بیٹی
جب گورا پیاری دوڑ گلے وان اپنی ماں کے آلپٹی

وہ ماں بھی روئی دیکھ اُسے اور روئیں تینوں گھر کی
ماں دیکھے روئی گورا کو کر پیار اُسے یوں کہتی تھی

تو آنکھیں رو رو لال نکر مین ہرگز دکھ کی سہلاری
کچھ اپنے منکے بیچ نہ لامین تجکو جلد ملاؤن گی

پھر آخر وان اس روتی کو کر پیار بہت سا گھڑی گھڑی
چندرول منگا کر ڈیوڑھی پر وان اسے روتی بھلائی

سچ پوچھو تو ماں باپ کے تئین ہے بیٹی سے یان پیار بہت
جسوقت وہ بیا ہی جاتی ہے جب ہوتے ہین ناچار بہت
اب یان سے آگے سنو اتنی یہ بھی بات
جیسے وان اس ویس سے شیو کی چلی برات

جب ڈیوڑھی سے چندرول اُٹھا در وازے پر سو خوبی سے
بو چھا در اتنی کی اُس سر کل موتی پھول نرد کھیرے

اسوقت بہت خوشوقتی سے شیو شنکر بھی سوار ہوے
وہ خوبی حشمت چار طرف سب ساتھ براتی بیسے بھرے

اسواری وطھا کی آگے چندرول دھن کا تھا پیچھے
وہ باجے لائے ساتھ جو تھے سب ہر دم بجتے ساتھ چلے

اسباب بے جو راجہ نے تھے اُسکے جاتے اونٹ لدے
وہ جتنے چیرا چیری تھے سب ساتھ اور میانو نین بیٹھے

وہ ہاتھی گھوڑے ہر جانب انبار بی تھے جمکتے تھے
اس دیکھے رہنے والے بھی سب بیکھنے نکلے گھر گھر سے

ہر کوٹھے کوٹھے بھیڑ لگی اور رستے رستے لوگ بھرے
غل شور خوشی ہے چار طرف دیکھو ان وٹھاٹھ بڑے

جسطور خوشی سے بیا ہے کو شیو آئے گھر مین راجہ کے
پھر ویسی ہی خوشوقتی سے کیلاس کے اوپر جا پہونچے

یوں ٹھاٹھ ہوا یون بیاہ ہوا بس ہنسی اور خوشی ہوئی
ونڈوت کرو ہر آن نظیر اور ہر دم شیو کی جے بولو

کنھیا جی کی راس

کیا آج رت فرحت و عشرت کا اساس ہے
ہر گلبدن کا رنگین و زریں لباس ہے
محبوب دلبروں کا ہجوم آس پاس ہے
بزم طرب ہے عیش ہے پھولوں کی باس ہے
ہر آن گوپیوں کا یہی کھیل بلاس ہے
دیکھو بہار ہیں آج کنھیا کی راس ہے

بکھرے پڑے ہیں فرش پہ قیمتی اور زری
بجتے ہیں تال گھنگرو و مردنگ خنجری
سکھیاں پھرے ہیں ایسی کہ جن جن کو اور پری
سن سن کے اس ہجوم میں ہن کی نفیری
ہر آن گوپیوں کا یہی کھیل بلاس ہے
دیکھو بہار ہیں آج کنھیا کی راس ہے

آئے ہیں دھوم سے جو تماشے کو گلبدن
گویا کہ کھلرہے ہیں گلوں کے چمن چمن
کرتے ہیں تر کنج بہاری بصد ہرن
اور گھنگروؤں کی سنکے صدائیں جھنن جھنن
ہر آن گوپیوں کا یہی کھیل بلاس ہے
دیکھو بہار ہیں آج کنھیا کی راس ہے

پہونچے ہے آسمان تئیں مردنگ کی کمک
آواز گھنگروؤں کی تیاں جعفکا جھنک
کرتی ہے مست دل کو مکٹ کی ہر اک جھلک
ایسا سماں بندھا ہے کہ ہر دم الک ملک
ہر آن گوپیوں کا یہی کھیل بلاس ہے
دیکھو بہار ہیں آج کنھیا کی راس ہے

حلقہ بنا کے کشن جو ناچیں ہیں ہاتھ جوڑ
پھرتے ہیں راس مرے سے کہ لیتے ہیں دل مروڑ

آکر کسی کو پکڑے ہین دین ہین کسی کو چھوڑے
یہ دیکھ دیکھ کشن کا آپس مین جوڑ جوڑ

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنہیا کی راس ہے

ناچین ہین اس بہار سے بن ٹھن کے مثل لال
سر پر پٹکا برا جے ہے پوشاک تنمین لال
ہنستے ہین چھیڑتے ہین ہر اک کو دکھا جمال
سکھیون کے ساتھ دیکھ کے یہ کانھ جی کا حال

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنہیا کی راس ہے

ہے روپ کشن جی کا جو دیکھو بہت انوپ
اور اُنکے ساتھ چمکے ہے سب گوپیون کا روپ
مہتابیان چھٹین ہین گویا کھلا ہی ہے دھوپ
اس روشنی مین دیکھے وہ روپ اور یہ روپ

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنہیا کی راس ہے

ہنستی ہوئی جو بھیتی ہین ہاتھ اُنکے گویان
ہین اُنمین رادھا ایسی کہ تا رہین جنید جان
کرتی ہین کرشن جی سے ہر آن آن آن
آپس مین اُنکے رمز و اشارات کر کے میان

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنہیا کی راس ہے

اس شہر مین نظیر جو بیکس غریب ہے
رہتا ہے مست حال مین اپنے فقیر ہے
شب کو گیا تھا راس مین کچھ کر کے راہ ٹے
جا کر جو دیکھتا ہے تو وان سچ مچ کے جے

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنہیا کی راس ہے

خاتمۃ الطبع

نظیر ہے ذات خدای کبیر منزہ و برتر ہی بدلیل اشہدان لا الہ الا اللہ اسی طرح صفات بنظیر اسکی حاطۂ تقریر تحریر سے معرا انی لا احصی بمصداق شعر مرہ تنزہ از تہمت ضد و جنس غنی ملک شوا ز اطاعت جن و انس پھر کیون نہ محبوب مرغوب القلوب اُسکا بھی بنظیر اکبر آباد عالم ہو نام نامی جسکا احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو اشہدان محمدا رسول اللہ مصداق مقال پر گواہ شعر حبیب خدا شرف انبیا کہ عرش مجیدش بود متکا + اما بعد ارباب صافی مذاق کو مژدۂ طرب افزا ہو کہ اس زمان مسرت اقتران مین کلیات نظیر اکبر آبادی جسمین مصنف باکمال نے ہزارون طرح کے پند و نصائح کو چٹکلون اور شالون مین نظم فرمایا ہی خواب غفلت دنیا کی میٹھی نیند سونے والون کو کس حسن ادب سے جگایا ہی حق تو یہ ہی کہ اگلے لوگون کا کلام بھی عجب پُر تاثیر ہی کہ ہر زمانہ اور ہر وقت مین اُسکا مداح ہر صغیر و کبیر ہی یہی کلیات ہی کہ اگر چشم ظاہر سے اسکو دیکھو تو طرح طرح کی دل لگی کی باتون اور مذاق کی حکایتون سے مملو ہی اور اگر دیدۂ حق بین سے بغور و تامل ملاحظہ ہو تو سراسر دنیاے ناپائدار کی مذمتون اور چرخ کجرفتار کی شکایتون کا دریا گویا بہ سبو ہی وہ کون دل ہی جسمین محبت دنیا کا قائم نہ ہو یا گیا اور وقت دروغمرۂ ناکامی اُس کو نہ ملا اور وہ کون سر ہی جسمین الفت گیتی اور اُسکی نیرنگیون کا سودا نہ سمایا اور آخر مین وہ سنگ حوادث سے چکنا چور نہوا الغرض یہ کلیات صنعت آیات مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع شہر لکھنؤ مین حسب الحکم معلی القاب عالی جناب منشی بشن نرائن صاحب بہادر گو مالک مطبع دام اقبالہ بماہ فروری سنہ ۱۹۲۲ء باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ دسوین مرتبہ حلیۂ طبع اور زیور انطباع سے آراستہ و پیراستہ ہوا

نام کتاب	قیمت
کلیات وہبی - کاغذ دو قسم	
(۱) کاغذ سفید چکنا -	۱۲ر
(۲) کاغذ سفید رسمی -	۱۰ر
دیوان غافل -	۰۶ر
دیوان ذوق -	۸ر
دیوان فدا - جلد ثانی -	۹ر
دیوان رند -	۱۰ر
دیوان غالب -	۵ر
دیوان امیر - موسوم بہ مرآۃ الغیب	عہ
دیوان خواجہ میر درد	۰۲ر
دیوان بہار عرب -	۲ر۳ہ
بہارستان سخن -	۱۰ر
دیوان لطف -	۳ر
دیوان نیاز	۳ر
شرح یوسفی دیوان حافظ -	۷ر
دیوان نعت سروری	۶ر
دیوان جرار	۵ر
دیوان عاشق	۰۲ر
دیوان ضامن	۳ر
مظہر عشق معروف بہ دیوان قلق	۹ر

نام کتاب	قیمت
دیوان شائستہ پاسخ -	۱۰ر
از احمد ایزدی	
دیوان چمنستان جوش -	۱۰ر
دیوان میر حسن -	۸ر
مجمع الاشعار -	۶ر
چمن بے نظیر -	عہ
گلدستۂ امانت -	۱ر
دیوان حیرت -	۹ر
دیوان سخن دہلوی جلی قلم	
کاغذ سفید گندہ -	عہ
،، کاغذ رسمی -	۱ر
اکسیر سخن -	۵ر
دیوان شہیدی -	۵ر
ریاض اکبر	۴ر
گلدستہ حفیظ اللہ خان	عہ
ترجمۂ شرح قصائد عرفی مترجمۂ	
مولوی ابو الحسن	۸ر
دیوان سحر سامری حصہ اول و	
دوم یکجائی -	۷ر
دیوان نعتیہ -	

نام کتاب	قیمت
دیوان عیشی معروف بہ تمکین معرفت	۸ر
دیوان مروان صفی اُردو۔	۵
شرح قصاید بدر چارچ اُردو	عہ
بہار سخن بطور گلدستہ	۵ر
دیوان مناقب خیر البشر	۲ر
ذوالسانین مجمع البحرین فارسی و اُردو قصائد۔	عہ
کلیات و دواوین وقصائد فارسی	
دیوان شمس تبریز متوسط قلم	عہ
کلیات عراقی۔	۱۲ر
دیوان ناصر علی سرہندی	۰۵ر
دیوان حافظ محشی جلی قلم محررۂ منشی شمس الدین	عہ
دیوان حافظ متوسط قلم محررۂ منشی جوالا پرشاد۔	عہ
شرح دیوان حافظ۔	۱۵ر
دیوان نعمت خان عالی۔	عہ
دیوان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۱۰ر

نام کتاب	قیمت
حکیم اوحد الدین۔	عہ
کلیات مرزا بیدل۔ شامل چار کتاب	عہ
دیوان بیدل۔	۱۲ر
دیوان عرفی شیرازی	۱۲ر
کلیات جامی۔	عہ
کلیات نظم غالب دہلوی	عہ
کلیات غلام امام شہید	عہ
منتخب مجموعہ دو ادین عناصر حضرات امیر خسرو	عہ
کلیات صائب	عہ
انتخاب دیوان صائب	۸ر
کلیات حزین	عہ
کلیات ظہیر فاریابی	۱۴ر
دیوان ظہیر فاریابی	۲ر
طیبات مذاقیہ شیخ سعدی	۱۱ر
قصائد شیخ سعدی	۰۳ر
دیوان حضرت احمد جام۔	۹ر
دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی	۴ر
دیوان حضرت غوث الاعظم۔	۰۲ر
رباعیات عمر خیام۔	۵ر